

# من جاں من ٹھہر وہ

## از قلم کشف فاطمہ

رہسپشن پے بیٹھے بیٹھے شماءہ کی نیند سے لال ہوتیں جھیل سی پلکیں ہلکی  
ہلکی بند ہو رہیں تھیں جنہیں وہ کھلے رکھنے کی تگ و دو میں تھی تبھی اُسے  
سامنے سے ایک چوبیس پچیس سالہ لڑکی برآمد ہوتی نظر آئی جسے دیکھ کہ اُس  
کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں اور نیند کہیں جا اڑی ایک لمحہ کو اسے  
رشک ہوا۔ مقناطیسی شخصیت کی مالک وہ لڑکی آنکھوں پہ چشمہ لگائے سلیقے  
سے حجاب لئے ہاتھ میں شاپنگ بیگز پکڑے اُس کی طرف ہی آرہی تھی اور

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

پھر کچھ ہی اسیکنڈ میں اُس کے روبرو پورے وقار اور اعتماد سے کھڑی سلام  
کر رہی تھی

"دیکھیں مجھے آپکے ہوٹل میں ایک روم چائے۔"

شائستہ سے لہجے میں اُس نے یہاں آنے کا مقصد بیان کیا۔

"ہممم اوکے میم مہربانی کر کے بتا دیں اپکو وی آئی پی روم چائے یا پبلک

-----" شمائہ نے مودبانہ انداز میں استفسار کیا۔

"ہممم (سوچتے ہوئے کہا گیا) مجھے وی آئی پی روم چائے۔۔"

"اوکے میم آپ انتظار کریں۔۔۔۔"

ٹھیک دس منٹ بعد مینیجر اسے اسکا کمرہ دکھا رہا تھا۔ اندر آتے ہی اس نے  
دروازے سے ٹیک لگا کر ایک لمبی سانس لی، پھر وہیں کھڑے کمرے کا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

جائزہ لیا، سینڈل اتار کر بے ترتیب ہی پڑے رہنے دیے، ڈوپٹہ کھولا اور بیڈ کی طرف اُچھالتے سست روئی سے چلتے بیڈ کے ساتھ زمین پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور بوجھل انداز میں گھٹنوں میں سر دے دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ پھوٹ پھوٹ کے رونا شروع ہو چکی تھی، اُس کے رونے کی آواز بڑھتے بڑھتے پورے کمرے میں گونجنے لگی اُس نے اپنی سسکیاں تک دبانے کی کوشش نہ کی کیوں کہ وہ بلند آواز میں چیخ چیخ کر رو کر اپنے اندر کا غبار نکالنا چاہتی تھی

جب وہ اچھے سے رو چکی تو آنسوؤں سے تر چہرہ بے دردی سے صاف کرتے اٹھی اور فریش ہونے واشرام چلی گئی۔۔۔ باہر آتے تولیہ سے ہاتھ صاف کرتے اس کے چہرے پہ وہی مغرورانہ اور فاتحانہ مسکراہٹ اُٹھ آئی تھی۔ بیڈ پہ بیٹھ کے اپنا بیگ کھولا اور پھر اپنا فون سائلنٹ پہ لگا دیا جہاں بیالیس مسڈ

کالز کا نوٹیفکیشن آ رہا تھا۔ اس نے سب کچھ اگنور کرتے ہوئے اپنے بیگ سے ایک ڈائری نکالی اور لکھنا شروع کیا۔

"میرا نام رابیل ہے نہیں بلکہ مسز رابیل وسام ہے۔ وسام احمد کی اکلوتی بیوی ---- (ابھی تک تو) کہاں آ گئی میں۔ ایک ایسی دنیا جسکے بارے میں کبھی سوچا تک نہیں تھا؟ آخر ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ وہ سب حالات زندگی میں آ جاتے ہیں جن کے بارے میں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے

"-----"



دس بجے میں ابھی پندرہ منٹ باقی تھے اور وہ تیز تیز سیرٹھیاں اوپر کو چڑھ رہی تھی ساتھ ہی ساتھ مسلسل ہونٹ ہل رہے تھے "اللہ جی پلیز پلیز سر آج نا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



اور رابیل کھسیانی ہو کر واپس سیٹ پہ آ گئی۔ اور آنکھ سے باہر آتا آنسو وہی

روکا۔۔۔۔۔

دیکھنے میں وہ ایک حد لاپرواہی لڑکی تھی جو ہر بات کو مذاق میں اڑا دیتی تھی۔  
لیکن اس کی بھی بہت سی وجوہات اور کچھ کہانیاں تھیں۔ جنہے وہ اپنے اندر  
دفنائے ہوئے تھے پتا نہیں کب سے اور یہ بھی پتا نہیں کب تک۔۔۔۔



کلاس ختم ہوتے ہی سب آہستہ آہستہ کلاس سے باہر نکلنے لگے۔ لیکن وہ  
وہی بیٹھی رہی سر نیچا کر کے۔۔۔ تبھی اسکی دوست فاطمہ اس کے پاس آئی  
اور بولی

"ایم سوری یار میں نے تمہیں آج صبح صبح نوٹس پرنٹ کروانے کا بول دیا  
--- مجھے سوچنا چاہیے تھا کہ تم لیٹ ہو جاؤ گی۔۔۔ میری وجہ سے سر نے  
تمہیں ڈانٹ دیا۔۔"

فاطمہ کو شرمندہ دیکھ کے ایک دم۔ اس نے سر جھٹکا اور بولی -  
"ارے پاگل کیوں فکر کرتی ہو ہاں سر نے ڈانٹ دیا تو کونسا قیامت آگئی  
چلو پوری کلاس کا انٹرٹینمنٹ ہی سہی ویسے بھی ہم تو بے عزتی پروف ہیں  
نا۔۔۔"

اور یہ کہہ کر دونوں نے ایک قہقہہ بلند کیا اور کلاس سے باہر نکل گئی۔



ایسی ہی تو تھی وہ دوسروں کے الزام بھی اپنے سر لیتی -- سب کے لئے  
ان کی سب سے پیاری دوست ..

لیکن قسمت ہمیشہ انہی کا امتحان لیتی ہے جو کھلاڑی ہوتے ہیں تو وہ بھی  
تھی -- اس پہ مشکلیں آنے والی تھی لیکن وہ رابیل تھی رابیل حیات جو  
مشکلوں کو اپنے اشاروں پہ نچانا جانتی تھی ---

صبح صبح ہر طرف چہل پہل تھی۔ سلطانہ بیگم اس دفعہ کھیتوں سے آئی گندم  
کا جائزہ لے رہی تھیں - تبھی ان کی بڑی بیٹی فائزہ اپنی بیٹی گریا کو گود میں  
اٹھائے نازل ہو گئی -

"امی جی تمہانوں کنی واری آکھیا اے میڈے سویریاں چے سب تو پہلاں دیگ  
دے چول پیجیا کرو او گلاں کر دیں نے ----"

(امی اپکو کتنی بار کہا ہے میرے سسرال میں سب سے پہلے دیگ کے  
چاول بھیجا کریں وہ باتیں کرتے ہیں)

فائزہ نے اپنی پاؤں آواز میں کہا۔۔۔۔۔ اور کچی گندم کے دانے کھانے  
لگی۔۔۔

یہ مناظر ہیں ڈیرہ اسماعیل خان کے چھوٹے سے گاؤں موسیٰ زئی  
کے۔۔۔۔۔ جہاں ہر طرف گندم ہی گندم نظر آ رہی ہے۔ ہریالی آنکھوں کو فرحت  
بخش رہی ہے۔ یہیں واقع ہے بخش داد حویلی۔۔۔ جہاں کے ملکین یہ  
صلاحیت رکھتے ہیں کہ اگلے کو تگنی کا ناچ نچا دیں۔ لیکن قسمت انہی کو  
اپنے اشارے پہ نچوانے جا رہی ہے۔۔۔

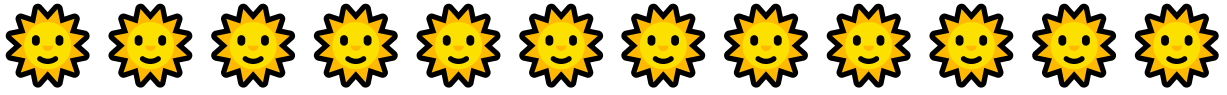


For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

نخش داد موسی زئی گاؤں کے جانے مانے وڈیرے ہیں۔ جن کے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ بیٹیاں دور دراز کے گاؤں اور شہروں میں بیاہی گئی جبکہ بڑے بیٹے منظور اور ان کی بیوی کی کار حادثہ میں وفات ہو چکی ہے۔ ان کی ایک بیٹی فاخرہ ہے جو اپنے ننھیال میں رہتی ہے۔ دوسرا بیٹا راحیل ہے ان کے پانچ بچے ہیں۔ تین بیٹیاں اور دو بیٹے۔ اور ایک عدد۔ بیوی جسے صرف اپنے میکہ سے پیار ہے۔ بڑے بیٹے کی دو بیویاں ہیں۔ دونوں میں کبھی سوتنوں جیسی لڑائی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کا غم سانجھا ہے دونوں ابھی بے اولاد ہیں اور بہت کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ یہ وہ جگہ ہیں جہاں بہوؤں کے علاوہ ہر کسی کو کسی کے حقوق حاصل ہیں۔ ساس خود بہو بن کے ظلم سہتی ہے اور اپنی ساس کو غلط سمجھتی ہے اور وہی بہو جب خود ساس بنتی ہے تو اپنی ساس سے بھی دو ہاتھ آگے ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ یہی تو

ہمارے معاشرے کا المیہ ہے۔۔ اور چھوٹے صاحبزادے ہیں وسام احمد  
صاحب جو آج کل پڑھائی کے آخری مراحل میں ہیں۔



"دیکھیں بہن آج بھی یہ ہماری بیل میں الفی ڈال گئی ہے۔۔۔ پچھلے ہفتے  
بھی نیل پالش سے انوار ہاؤس کو گنوار ہاؤس کر دیا تھا اس نے۔۔ آپ سمجھا  
لیں اپنی بیٹی کو ورنہ اب سوسائٹی کے چیرمین سے شکایت کرنی پڑے  
گی۔۔۔"

رفعت بیگم نے بڑے حوصلے سے ثمنینہ بیگم کی شکایت سنی اور لمبی سانس  
لے کر کہنا شروع کیا۔۔۔

"دیکھیں ثمنینہ بہن میں تو خود بڑی تنگ ہوں اپنے دونوں بچوں سے کیا  
بتاؤں اچو میری زندگی میں کیا کو رہا ہے"

اور یہ کہتے انہوں نے اپنے نادیدہ انسو صاف کیے۔ ابھی وہ پتا نہیں اور کیا  
کیا کہتی کہ ثمینہ بیگم ان سے اظہار ا

ہمدردی جتاتی چل پڑی۔۔۔۔۔ ان کے گھر سے نکلتے ہی رفعت نے گیراج  
سے وائپر پکڑا اور سیڑھیاں چڑھنے لگی

"رابیل۔۔۔۔۔ باسط۔۔۔۔۔"

ادھر آؤ نہ ذرا دونوں کوئی جگہ رہ گئی ہے جہاں ماں کا جلوس ناکالا ہو دونوں  
نے!!!!!"

جیسے ہی دروازہ کھولا ان کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا دونوں بہن بھائی ابرار الحق  
کے گانے پہ ناچ رہے تھے۔ رفعت کی آنکھیں حیرانی سے اور زیادہ کھل گئی

اور جا کر وائی فائی وائی بند کیا اور پھر دونوں ابھی گانا بند ہونے پہ حیران کو رہے تھے کہ ان کے ساتھ حلال دہشتگردی شروع ہو چکی تھی۔

رفت بیگم دونوں نمونوں کو وائپر سے اچھی طرح سبق سکھانے کے بعد جب باہر نکلی تو انہی ایک جاندار قسم کا قہقہہ سنائی دیا جس کی وجہ سے ان کی چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔۔۔ جتنے بھی شرارتی سہی لیکن وہ دونوں ان کے گھر اور خاندان کی رونق تھے۔ جہاں جاتے مسکراہٹ بکھیر دیتے



رابیل مائیکرو بیا لوجی کی سٹوڈنٹ ہے اور ساتویں سمسٹر میں اب تک کامیابی کے جھنڈے گاڑتی ہوئی پہنچ چکی ہے۔ تعلیمی میدان ہو یا غیر نصابی سرگرمیاں رابیل حیات کے نام کا سکہ چلتا تھا۔ شاعری مقابلے کا نوٹیفکیشن آچکا تھا اور رابیل نے شاعری لکھنا شروع کر دی تھی۔ اس بات سے انجان کے یہ شاعری مقابلہ اس کی زندگی کو نئے موڑ پہ لے جانے والا ہے۔ رابیل

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

حیات کی بے رنگ حیات میں محبت دستک دینے ارہی تھی۔ لیکن محبت  
بھی لاعلم ہے کہ وہ کس کے پلے پڑنے والی ہے

ہر شے کا آغاز محبت اور انجام محبت ہے  
درد کے مارے لوگوں کا بس اک پیغام ، محبت ہے

یہ جو مجھ سے پوچھ رہے ہو، "من مندر کی دیوی کون؟"  
میرے اچھے لوگو سن لو، "اُس کا نام محبت ہے!"

شدت کی لُو ہو یا سرد ہوائیں، اس کو کیا پروا  
کانٹوں کے بستر پر بھی مَحو آرام محبت ہے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بن بولے اک دل سے دو جے دل تک بات پہنچتی ہے  
جو ایسے روتوں پر اترے، وہ الہام محبت ہے

ہلکے! دامن بندھ جاتی ہے، جس کے تخت میں لکھی ہو  
تم کتنا بھاگو گے، آگے ہر ہر گام محبت ہے

اب تو بس اک یاد سہارے وقت گزرتا رہتا ہے  
اور اُس یاد میں ہر اک صبح، ہر اک شام محبت ہے



ہم جیسے پاگل دیوانے، سود خسارہ کیا جانیں  
نفرت کے اس شہر میں اپنا ایک ہی کام محبت ہے

اک لڑکی آدھے رستے میں ہار گئی اپنا جیون  
وہ شاید یہ مان چکی تھی، بدفرجام محبت ہے

کچھ آلودہ روتوں والے، ہوس پجاری ہوتے ہیں  
زین انہی لوگوں کے باعث ہی بدنام محبت ہے

تُو پگلی! اب کن سوچوں میں گم صم بیٹھی رہتی ہے

بولا ہے ناں اب یہ ساری تیرے نام محبت ہے

رات کے دو بج رہے تھے اور وہ اپنی رائٹنگ ٹیبل پہ بیٹھی مسلسل ڈائری کو  
گھور رہی تھی جو اس کی زندگی کی رازدان تھی۔ جو جو سہا جو جو دیکھا

سب-----

کہانی سنو گے ، مری حسرتوں کی

مری آرزو کی ، مری چاہتوں کی

کسی نے سنی نا ، کسی کو سنائی

صدا اپنی بے چین سی ، دھڑکنوں کی

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

جفائیں سہی ہیں، زمانے کی میں نے

یہاں داد ملتی نہیں، حوصلوں کی

مرے گھر کی دیواروں میں، جو نمی ہے

صدا گو بجتی ہے یہاں، سسکیوں کی

مرے شہر کے سارے باسی، ہیں اندھے

تجارت کہاں ہوگی اب، آٹوں کی

مرے پاؤں زخمی ہوئے ، اس سفر سے  
مجھے کچھ خبر بھی نہیں ، منزلوں کی

وہاں پر ہمیں اب ، نہیں رکنا سارہ  
جہاں پر حکومت ہو ، بس قاتلوں کی

ہم انسان بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں نا --- ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی کمیاں  
خامیاں احساسات کسی کو بھی نا بتائیں اور دوسری ہی طرف امید رکھتے ہیں  
کہ کوئی آئے اور ایک دم ہمارے سارے غموں کا مداوا کر دے۔ ہمارا ہر  
غم ہر دکھ ہر چھوٹی بات بن بتائے سمجھ لے۔ ہماری خامیوں کو سینے سے  
لگائے۔۔ لوگ کہتے ہیں کسی نا کسی سے غم بانٹ لینا چاہیے دل ہلکا ہوتا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ہے۔ دل تو ہلکا ہو جاتا ہے لیکن اپ کا دکھ اور آپکی کمزوری پبلک ہو جاتی ہے۔

رابیل کے دل میں بھی بہت کچھ تھا جو وہ چھپائے بیٹھی تھی۔۔۔ رفعت بیگم اور حیات صاحب نے ایک دوسرے کو پسند کیا اور باعزت طریقے سے رشتہ لے لے ائے۔۔۔۔۔ رفعت کی بھابھی اپنی نند کو بھابھی بنانا چاہتی تھی لیکن یہ رفعت کی پسند تھی۔ اور ان کے بابا کو اپنی بیٹی کی خوشیوں کے آگے کچھ نظر نہ آیا اور سب کی مخالفت کے بعد بھی انہوں نے اپنی بیٹی کے من پسند ہمسفر چنا۔ خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ شادی کے تیسرے ہی دن رفعت بیگم کے والد دنیا لے فانی سے کوچ کر گئے۔ پھر بھائی نے بھابھی کے کہنے پہ مکمل بائیکاٹ کر لیا اور اس طرح رفعت بیگم کا میکہ ان کے والد کی وفات کے ساتھ ختم ہو گیا۔ سسرال میں ہر عید شبرات پہ سب کی گھروں سے عید آتی تو رفعت چھپ چھپ کے بہت روتی تھیں۔ رابیل نے بچپن سے یہ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

سب دیکھا تھا سسرال کی باتیں میکہ کی جدائی برداشت کرتی ماں  
 ----- اس لئے وہ دونوں بہن بھائی شرارتیں کرتے اپنے ماں باپ کا  
 دل لگائے رکھتے تھے۔ تاکہ وہ اداس نا ہوں حالانکہ ان کے دل میں بہت کچھ  
 اتا تھا کہ وہ ننھیال جائیں جیسے سب جاتے ہیں لیکن کچھ محرومیوں کا علاج  
 نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنی ماں کی محرومی پوری کرنے میں لگے تھے -----



لاہور کے الحمرا ہال میں رنگ و بو سیلاب برپا تھا۔ آج یہاں ملک کی بہت  
 ساری یونیورسٹیوں سے لوگ حصہ لینے اور بہت سے لوگ مشاعرہ دیکھنے آئے  
 تھے۔ جتنی بھی خود اعتماد سی لیکن رابیل نے کبھی اتنا بڑا مجمع ایک ساتھ  
 نہیں دیکھا تھا ایک سیکنڈ کو رابیل نے اپنے اعتماد کی کشتی کو ڈمگاتا ہوا  
 محسوس کیا۔-----

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

لیکن پھر خود سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔۔

"رابیل حیات ہوں میں!!!! اچھا ہے دنیا کو بھی پتا چلنا چاہیے - پلیز آج

مت ڈرنا اپنے بابا کی شیرینی ہونا تم!!!!!! ثابت کرو۔۔۔"

یہ کہتے اس نے ایک لمبی پر سکون سانس لی۔ اور جا کر اپنی مقرر کردہ  
نشست پہ براجمان ہو گئی۔ لوگ آتے گئے اور اپنی شاعری سناتے گئے کچھ  
لوگوں کا کام تو واقعی داد طلب تھا کہ اسے ایک لمحہ کو ڈر سا لگا۔ لیکن اس  
نے وہ خیال جھٹکا اور خود کا دھیان مقابلہ کی طرف لگایا۔ ابھی وہ انہی  
سوچوں میں مستغرق تھی کہ سیج پہ اس کا نام پکارا گیا۔۔۔ رابیل نے اپنی  
ساری ساری ہمت مجتمع کی اور سیج کی طرف بڑھ جہاں روشنیوں کا مرکز  
رابیل حیات کی ذات کی۔۔۔ سلام اور تعارف کے بعد اس نے جب بولنا  
شروع کیا تو ہر کسی نے پہلی ہی لائن پہ اسے ورن مان لیا کیونکہ ایسا انداز  
کسی اور کا اب تک نا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کون ہوں میں؟ کیا ہوں میں؟

میرا جہاں کہاں؟

لاپتا ہوں، گمشدہ ہوں

میرا نشان کہاں؟

کبھی رحم جھم، کبھی پت جھڑ ہوں

کبھی چندا، کبھی سورج ہوں

میرے دل کی زباں

سمجھے نہ جہاں



ریزہ ریزہ ہوا دل ہے پڑا، کیسے اس کو سیٹوں؟

چاک ہے دامن یہ میرا، کیسے خود کو لپیٹوں؟

کوئی آکے سارے غم یہ میرے مجھ کو بھلائے

کوئی میری منزل کا مجھے رستہ دکھائے

بے نشان ہوں، لامکاں ہوں، کوئی نہ دے پناہ

درد ہوں، آنکھ تر ہوں، کیا ہے میرا گناہ؟

کبھی رهم جهم، کبھی پت جھڑ ہوں  
کبھی چندا، کبھی سورج ہوں  
میرے دل کی زباں  
سمجھے نہ جہاں

کون ہوں میں؟ کیا ہوں میں؟  
میرا جہاں کہاں؟

لاپتا ہوں، گمشدہ ہو  
تہاں؟



جیسے ہی اس نے بولنا ختم کیا پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔۔۔ کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر داد بھی دی۔ رابیل کو خود یقین نہیں آ رہا تھا اتنے اچھے ریسپانس پہ۔ بلکہ اسے تو تب بھی یقین نہیں آیا تھا جب پہلے انعام کے لئے اس کا نام پکارا گیا۔ وہ اس وقت بے یقینی کی آخری حد پہ تھی۔۔۔ اپنے حواسوں میں وہ تب آئی جب اس کی انعامی سند اس کے ہاتھ میں تھی۔ فرط جذبات سے آنسو نکل آئے تبھی اس نے گھر فون کرنے کے لئے پرس میں ہاتھ مارا تو یاد آیا فون تو اس کے ہاتھ میں تھا جو پتا نہیں کہاں چلا گیا۔ فاطمہ بھی آدھے گھنٹے پہلے جا چکی تھی اور ہال بھی خالی ہو رہا تھا۔ نیچے کی طرف

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دیکھتی دیکھتی وہ ایک دن چٹان کی طرح سخت انسان سے ٹکرائی۔ اور فوراً  
دبک کے پیچھے کو ہٹی۔ تبھی وہ انسان پیچھے کو مڑا۔

اس ناول کے تمام جملہ حقوق کشف فاطمہ اور ان کی ناولز آفیشل ٹیم کے  
پاس محفوظ ہیں ان کی مرضی کے بغیر کاپی پیسٹ کرنے والوں کی سخت  
کاروائی کی جائے گی پی۔ڈی۔ایف بنانے کے لے کشف فاطمہ رائٹر کی  
اجازت ضروری ہے)

وہ مضبوط جسم کا مالک پیچھے کو مڑا اور چند سیکنڈ کو مہبوت رہ گیا۔ وہ لڑکی کم  
از کم پانچ فٹ آٹھ انچ قد کی مالک تھی کالی آنکھیں لمبے بال اور ویسا ہی  
پراعتماد انداز۔۔۔۔۔

کہاں دیکھی تھی وسام نے ایسی لڑکیاں !!! اس کے گاؤں کی چار فٹی لڑکیاں  
تو ایک بات کہتے دس بار دوپٹہ منہ میں دیتی تھیں اور ایک لائن میں پچاس  
بار عجیب سی شرم کا مظاہرہ کرتی تھیں جس سے کوفت ہوتی تھی۔

میں اُس کو دیکھتا رہتا تھا حیرتوں سے فراز

یہ زندگی سے تعارف کی ابتدا تھی مری

ہوش میں آتے ہی اس نے اپنا وہی اکڑو موڈ ان کیا۔ اور بولا

"جی محترمہ اپکو میں کھمبا لگ رہا ہوں گیا جو یوں دن دھاڑے ٹکرا رہی ہیں۔"

اس بات پر پر رابیل اسی ایک گھوری سے نوازا اور کہنا شروع کیا۔

"او ہیلو مسٹر میں آپ سے جان بوجھ کے نہیں ٹکرائی میں کچھ ڈھونڈ رہی ہوں جو مجھے نہیں مل رہا اس لیے اپنی الٹی سیدھی باتیں اپنے پاس رکھو اور مزید پریشانی نا ڈالو۔۔۔"

(رابیل نے پریشان سے انداز میں کہا)

اس کا انداز دیکھ کے وسام کو ادراک ہوا کہ لڑکی واقعی پریشانی میں

ہے۔۔۔۔

آپ کیا ڈھونڈ رہی ہیں بتا دیں تاکہ کچھ مدد ہو سکے۔۔۔۔

رابیل نے سامنے کھڑے شخص کا جائزہ لیا اور دل ہی دل میں سوچا اکیلے تو میں تین دن تک لگی رہوں گی مدد لے ہی لیتی ہوں اچھا ہے کام جلدی ہو جائے گا۔۔۔

"اہمسم ہاں میرا فون گم گیا ہے کیا آپ مدد کریں گے؟؟؟ رابیل نے سوچ کے جواب دیا۔"

"آپ اپنا نمبر بتائیں ہم کال کر لیتے ہیں ہاں ویسے بھی تقریباً خالی ہے آواز زیادہ آئے گی۔۔۔۔"

وسام کے مشورہ پہ رابیل نے ترچھی نظر سے دیکھتے ہوئے سوچا واہ اتنے اچھے مشورہ کی امید تو نہیں تھی ویسی۔۔۔۔

پھر کام ملا کر دونوں نے فون ڈھونڈنا شروع کیا۔ اور تین بیلز کے بعد انہی اس کرسی کے نیچے فون مل ہی گیا جہاں رابیل بیٹھی تھی۔۔۔۔ فون دیکھتے ہی رابیل نے کہا۔

"ہائے یہاں تو میں بیٹھی تھی شاید جلدی میں گر گیا۔۔۔۔۔"

یہ بات کہتے اس نے کھسیانی ہنسی ہنسی اور وسام کے ہاتھ سے فون جھپٹا

-----

اور پھر وسام سے بولی شکریہ مسٹر گمنام آپکی مدد کا ورنہ میں پتا نہیں کیسے  
ڈھونڈتی اپنا فون بلکہ ملتا ہی نا اور اب تو مجھے ابا نے نیا بھی نہیں لے کہ دینا  
تھا چوتھا فون ہے۔

وہ پتا نہیں اور کتنا بولتی کہ وسام نے اس چلتی ٹرین کو بریک لگائی اور بولا  
"پہلی بات میرا نام گمنام نہیں وسام ہے دوسرا کوئی بات نہیں مجھے اچھا لگا  
مدد کر کے ورنہ آپ تو گواچی گاں بنی رہتی ----"

اس کی بات کے دوران ہی وسام کو کال آنے لگی۔ اس کا دوست اسے بلا  
رہا تھا اور پھر وہ رابیل سے الوداع لیتا چل پڑا۔۔۔





یہ تھے جناب وسام احمد صاحب بخش داد حویلی کے چھوٹے اور لاڈلے سپوت جو کہ ڈیرہ اسماعیل خان کی گول یونیورسٹی سے ایم بی اے کر رہے ہیں۔ ہمیشہ سے ہی اپنے خاندان میں سب کے متضاد چلنا ان کا شوق ہے ان کے متعلق ان کی والدہ کا کہنا ہے کہ اے تے جمیا ای پٹھاسی۔۔۔۔۔ تے پٹھے کم ای کرنے نے نہ (یہ تو پیدا ہی الٹا ہوا تھا الٹے کام ہی کرنے ہیں اس نے)

لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ خاندان کا یہ بچہ ان کی ساری روایات جو برسوں سے چلی آرہی تھیں اور جو حالات اس گھر کی عورتیں برسوں سے سسے جا رہی تھیں سب کو ہوا میں اچھال دے گا۔۔۔۔۔



لاہور کا موسم رات کے اس وقت خواب ناک کو رہا تھا۔ اور رابیل اس وقت  
اس سراپہ کو سوچنے میں محو تھی جو ایک پل میں عرب جماتا اور ایک پل میں  
ہمدرد سا لگ رہا تھا۔۔

اس کی بھوری آنکھیں بھورے بال رابیل کی آنکھوں میں گھر کر گئے تھے۔

مجھے محسوس ہوتا ہے

وہ بالکل میرے جیسا ہے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کہ جیسے عکس پانی میں

یا سایہ روبرو میرے

وہی لہجہ، وہی باتیں

وہی آنکھوں سے ہنس دینا

کبھی جو روٹھنا تو

بے رخی کی حد ہی کر جانا

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

کبھی آنکھوں کے رستے سے

کہیں دل میں اتر جانا

کبھی بے چین رکھنا خود کو

مجھ کو بھی سزا دینا

کبھی اک پل میں ہنس دینا

میری دنیا سجا دینا

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

کبھی تو برف سالہجہ

نگاہ بھی سرد کر لینا

کبھی تتلی کے سارے رنگ

میرے دامن میں بھر دینا

مجھے اکثر یہ لگتا ہے

وہ بالکل میرے جیسا ہے

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

کہ جیسے عکس پانی میں

یاسایہ روبرو . میرے .

دوسری طرف وسام بھی صرف اسی کر بارے سوچنے میں مصروف تھا ۔ اس  
کا دل چاہا دوبارا اس سے بات کرے ۔۔ لیکن کیسے؟؟؟ ایک دم اس کی  
ذہن میں جھمکا ہوا ۔۔ اسے یاد آیا کہ اس کے پاس تو اس حسینہ کا نمبر  
ہے جو اس کے دل میں گھر کر گئی ہے۔۔۔۔۔

فورا فون نکالا لیکن پھر رک گیا اور سوچا آخر کیا کہوں گا اسے کال کر کے  
مجھے تو اس کا نام بھی نہیں پتا۔۔۔ نا جانے وہ کیسے ریکٹ کرے میرے  
بارے میں کیا سوچے۔ کہی مجھے فلرٹی نا سمجھ لے۔۔۔۔

اسی کشمکش میں اسے ایک دم خیال آیا کہ یہ تو وہی لڑکی تھی جو پہلا انعام  
جیتی تھی بس اسی کی مبارکباد دیتا ہوں۔۔۔۔



یہ سوچتے ہی اس نے فورا رابیل کو کال ملائی۔۔۔۔ رابیل جو اپنی ڈائری پہ  
اسی کے بارے لکھ رہی تھی رنگ ٹون کی آواز پہ چونکہ اور دیکھا تو وہی نمبر تھا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

جس کی مدد سے فون ملا تھا حیرانی سے آسمان کی طرف اور بولا اللہ جی اتنی  
کویک سروس ابھی تو میں نے کہا بھی نہیں تھا مجھے وہ تھوڑا سا اچھا لگا  
ہے۔۔۔۔۔

یہ کہتے اس نے کال اٹھائی اور پوچھا "کون؟؟؟؟؟"  
حالانکہ وہ پہچان چکی تھی لیکن پھر بھی بھرم تو رکھنا تھا نا۔۔۔۔۔ اور رابیل  
کے کال اٹھاتے ہی مقابل کی سیٹی گم کو چلی تھی۔۔۔۔۔۔۔  
جیسے ہی دوسری طرف سے ہیلو ہیلو کی آواز آئی وسام کی سیٹی گم ہو چکی  
تھی۔ اتنی دیر لگا کہ جو ہمت مجتمع کی تھی وہ ایک لمحہ میں ڈھیر ہو گئی۔  
اس طرح تو ہوتا ہے طرح کے کاموں۔۔۔

لیکن پھر خود میں جرات پیدا کی۔۔ وسام ہمت کر مرد بن۔ اور پھر بولا۔۔



اہمسم اسلام علیکم!!!!!"

(آواز سنتے ہی رابیل کے چہرے پہ مسکراہٹ در آئی) فوراً جواب دیا۔

"جی واسلام؟؟؟؟ کون۔۔۔۔۔" (لہجہ میں شرارت کا عنصر نمایاں تھا جیسے

مقابلہ کو آزمانا مقصد ہو)

اور سوال پہ وسام ایک سیکنڈ کو ہڑبڑایا۔۔

لیکن پھر بولا۔

"ارے اتنی جلدی بھول گئیں آپ؟ میں گمنام۔۔۔۔۔ اوہ میرا مطلب وسام

بات کر رہا ہوں۔ آج ملے تھے نا ہم؟ یاد ہے نا اچکو؟"

(اور یہ کہتے اسے ڈر لگا کہ اگر اس نے نا کہہ دیا تو کیا عزت رہ جائے گی)

رابیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔ "میں سمجھ گئی آپ کون ہیں

لیکن۔ رات کے اس وقت کال؟ سب خیریت۔۔۔۔۔"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"جی خیر تو ہے بس ایک دم خیال آیا کہ آپ تو آج جیتی تھی نا اس لئے آپکو

مبارک باد نہیں دی تو مبارک ہو۔۔"

وسام کی اس دلیل پہ رابیل نے اپنا قہقہہ بمشکل روکا تھا۔

"خیر مبارک؟ آگے یا اور کسی چیز کی مبارکباد دینی ہو؟"

"نن نہیں نہیں۔۔۔۔ وہ تو مجھے بس ایک دم یاد آگیا۔۔۔۔ آپ بتائیں سو تو

نہیں رہی تھیں آپ؟"

(رابیل کے سوال پہ اس نے فوراً بات بدلی)۔

"نہیں نہیں میں کہاں سوتی ہوں آپکو پتا ہے میں خون آشام بلا ہوں۔۔۔۔

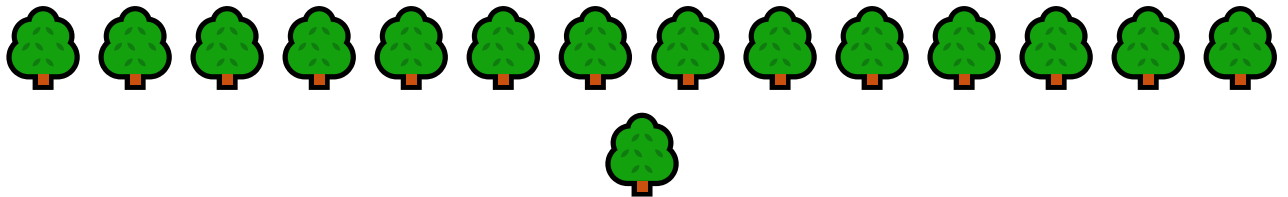
راتوں کو ہی تو کام شروع ہوتا ہے میرا۔۔۔۔ سہی کوئی گھامڑ ہو ویسے اس

وقت کیا کرنا ہے میں نے۔۔۔۔۔"

<https://novelnagri.com/>

لگ رہی تھی آخر محبت جو دستک دے رہی تھی۔ پیار کی اس پھوار میں  
دونوں رفتہ رفتہ بھیک رہے تھے لیکن دونوں نہیں جانتے تھے محبت ہوتا  
آزائشیں بھی ہوتی ہیں۔ جہاں ایک طرف محبت کو میٹھی پھوار کہتے ہیں  
دوسری طرف گرم ریت کا صحرا بھی تو کہا جاتا ہے۔۔۔ دونوں پھول ابھی  
اس بات سے انجان محبت کی سیڑھی چڑھنے جا رہے تھے

دل و دماغ متفق نہ ہوئے پاک و ہند کی طرح  
یہ محبت تو مجھے مسئلہ کشمیر لگتی ہے



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دوسری جانب جناب وسام احمد ساری رات اس سرپہ کو سوچتے رہے ---  
 "رابیل!!! میری بیلا۔۔ میری بنو گی تم دیکھ لینا۔۔۔"

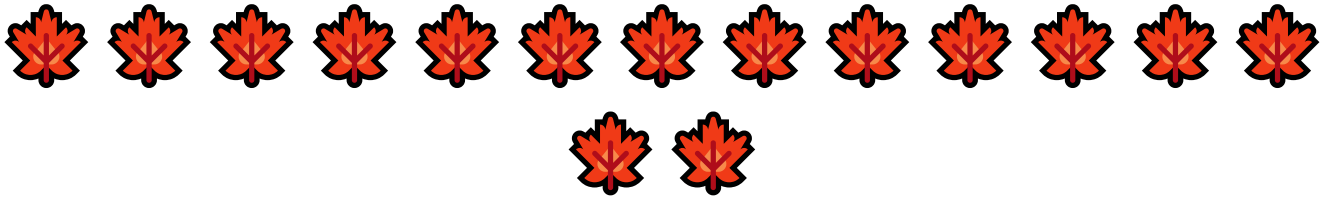
وسام اس وقت محبت کے کی ڈور تھامے بڑھ رہا تھا یہ سوچے بنا کہ محبت ایک ذمہ داری ہے۔ محبت کو فقط حاصل کر لینا ہی تو سب کچھ نہیں ہوتا نا۔۔ یہ تو ایک فریضہ ہے محبوب کے سب غم چھپا لینا اسے ہر وہ آسائش اپنی محبت میں دے دینا جو نالی ہو۔۔۔ لیکن وسام اس بات سے انجان تھا کہ وہ اسے آسائشوں سے نکال کے آزمائشوں کی طرف لا رہا تھا جہاں اس کا ساتھ دینے کے لئے وہ خود بھی نہیں تھا۔

پتا کیا جب ہم پیار کی پہلی سیڑھی چڑھ رہے ہوتے ہیں نا تو ہمیں نظر نہیں آتا ہماری مشکلیں ہمارے حالات کچھ بھی نہیں۔۔۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ابھی تو سب آسان ہے۔۔ لیکن اپنے محبوب کو حاصل کرنے کے لئے کون کون سی کھٹنایاں ہیں وہ سب بھول جاتے ہیں لیکن جب کوئی آگ لیکن

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

جب کوئی ان کے پیار میں پور پور ڈوب جاتا ہے ہے تب جا کے احساس ہوتا ہے کہ کہ محبت میں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں اور پھر پھر وہ اگلا بندہ جس سے ہمیں بے پناہ عشق و محبت ہو جاتا ہے وہ ہمارے ساتھ مل کر کر سب مشکلات کا سامنا کرتا ہے سب اسے جھیلنا پڑتا ہے ---- اور کچھ ایسا ہی ہونے جا رہا تھا وسام کی بیلا کے ساتھ



اگلے دن رابیل صبح اٹھی تو اسے رات والی گفتگو یاد آئی وہ انداز وہ باتیں سب ---- پھر سارا دن یعنی میں بھی وہ کال کا انتظار کرتی رہی کہ اب آئے گی - ہر میسج پہ اس نے اپنے فون کو دیکھا ---- محبت کی بے قراریاں اپنے عروج پہ تھیں - اور پھر سارا دن یونہی گزر گیا اور رابیل بالائی چولائی پھرتی رہی -

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

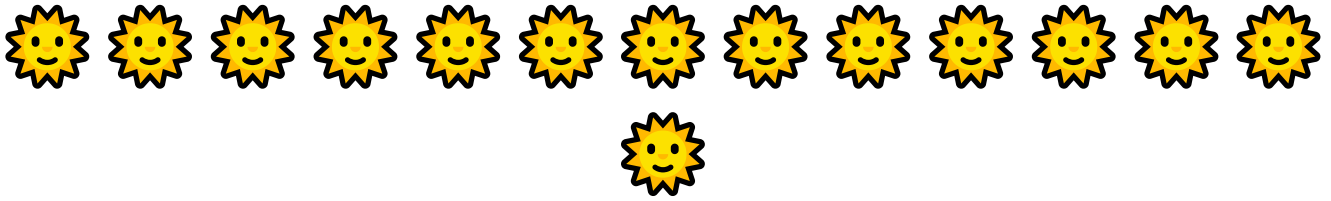
ادھر وسام بھی اسی کشمکش میں تھا کہ اب دوبارہ کس بہانہ کال کرے اور پھر اس نے رات گیارہ بجے دوبارہ کال کی۔۔۔۔ ہر بیل کے ساتھ اس کے دل کی دھڑکنیں بھی بڑھ رہی تھیں اور پھر دوسری طرف سے کال اٹھا کی گئی ہیلو کی آواز سنتے ہی جیسے اس کے دل کو قرارا گیا۔۔۔۔

سلام دعا کے بعد کہنا شروع کیا۔

"جی مجھے آج کہنا تھا کہ آپکے نام کا مطلب کیا ہے؟؟ میں کل رات سے سوچ رہا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔ پھر سوچا آپ سے ہی پوچھ لوں۔۔"

ادھر رابیل اس سوال پہ مسکرائی تھی پھر کہا۔

"میرے بابا نے بڑا سوچا تھا میرے نام کے لئے پھر رکھا شیرنی کے رابیل کا مطلب میں اپنے بابا کی شیرنی ہوں نام بھی میرے حساب سے رکھنا تھا نا۔۔۔"



اور پھر یہ روز ہونے لگا وسام کسی نا کسی سوال کہ بہانہ کال کرتا اور وہ کچھ دیر بات کرتے تھے رابیل نے آج تک خود سے کوئی میسج کال نہیں کی تھی۔۔۔ وسام کو محبت ہوئی بھی تو ایک انا پرست لڑکی سے جو اچانک رابطہ ٹوٹنے پہ گھنٹوں رو تو سکتی تھی لیکن خود سے پہلے کرنا دشوار تھا۔۔۔۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



اسی طرح ڈیڑھ مہینہ گزر چکا تھا اور وسام کے سوال بھی ختم ہونے کو آئے  
تھے۔۔۔

پھر تین دوسام نے کال نہیں کی۔ رابیل انتظار کرتی رہی لیکن کال نا آئی  
تھی نا آئی۔۔۔ وہ پوری پوری رات روئی لیکن خود پ کرتے اناڑے ا گئی۔

اور پھر پوتھے دن کال آئی۔ لیکن جب رابیل نے آگے سے پوچھا۔۔۔

"ہاں تو آج کونسا سوال ہے یہ بھی بتا دیں جناب۔۔"

تو دوسری طرف سے گہری خاموشی نے استقبال کیا۔ بولنے کو آج کچھ نہیں  
تھا آج بس مکمل خاموشی۔۔۔۔ رابیل کو ایک لمحہ کو ڈر لگا یہ خاموشی کسی

طوفان کی آمد کا اعلان لگی تھی۔۔۔ اور طوفان ہی تو تھا۔۔ جس سے سب  
انجان تھے۔۔۔

رابیل کے پکارنے پہ وسام نے کہنا شروع کیا۔۔۔۔ "آپ میرے لئے کیا  
محسوس کرتی ہیں رابیل؟؟؟؟"

"آپ میرے لئے کیا محسوس کرتی ہیں رابیل؟؟؟"

وسام کے اتنے سیدھے سوال پہ رابیل ایک دم سٹیٹائی تھی۔۔ اسے بالکل  
امید نہیں تھی کہ وہ اس طرح یہ بات پوچھے گا۔

لیکن اس نے فوراً خود کا کو سنبھالا تھا۔ پھر بولی ۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"آپ میرے نام کے فین ہیں نا اور کیا۔۔۔؟۔۔"

۔ (رابیل نے مذاق میں ٹالنا چاہا تھا لیکن وہ تو ان کچھ اور ہی ٹھانے بیٹھا تھا)

"نام کا فین بس؟؟؟ رابیل بات کو ٹالیں نہیں جو پوچھ رہا ہوں وہ بتائیں۔۔۔۔ اتنے دن سے بات کر رہی ہیں پہلی بیل پہ کال اٹھاتی ہیں۔ کیوں انتظار کیا میرا۔۔۔ کس ناٹے؟؟؟؟؟"

رابیل ایک لمحہ کو کپکپائی تھی اسے بالکل سمجھ نا آیا کہ کیا بولے۔۔۔۔ وہ جو بہترین مقررہ تھی جس کہ آگے ہر کوئی خاموش ہونے پہ مجبور ہو جاتا تھا آج وسام احمد اس دوشیزہ کو ایک ہی بات میں چاروں شانے چت کر چکا تھا۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"دیکھیں میں نے سوچا نہیں لیکن۔۔۔۔۔۔" (رابیل کے پاس بولنے کو کچھ تھا ہی نہیں کیا بتاتی وہ کہ محبت میں پور پور ڈوب چکی ہے۔ کیسے بتاتی وہ انا کا بت سر پہ اٹھائے پھرتی تھی کیسے مان لیتی)

ابھی خاموشی اڑے آئی ہی تھی کہ وسام نے بولنا شروع کیا۔۔

"محبت ہو گئی ہے مجھے آپ سے۔!! سنا آپ نے؟ محبت۔۔۔ دیکھا جب تو دل میں بس گئی بہت سوچا کہ حاصل کر پاؤں گا یا نہیں پھر دل نے کہا وسام احمد جس پہ دل ا جائے اسے حاصل نا کیا تو لعنت ہو تم پہ۔۔۔۔۔۔ اپ سے بات لیکن سوچا نا پا سکا تو کیا ہوگا۔۔۔ تین دن بات نہیں کی کہ شاید

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بھول جاؤں عادت کے اتر جائے گی۔۔۔ لیکن بیلا تم وسام احمد کی محبت ہو  
اور تمہے اپنی ہم سفر بنانا ہے مجھے۔۔۔۔۔"

یہ الفاظ تمھے یا آب حیات۔۔۔ رابیل نہیں جانتی تھی لیکن وہ بڑے آرام  
سے آپ سے تم کا سفر طے کر گیا تھا۔۔۔ رابیل کو لگا اس کا جسم ٹھنڈا پڑ  
رہا ہے اور یہی بات وسام نے بھی محسوس کی۔۔۔۔۔ اور پھر بولا۔۔۔۔۔

"سنو بیلا!!"

ابھی کوئی جواب نا دو۔۔۔ سوچو آرام سے جب جواب مل جائے مجھے کال کرنا  
۔۔۔ جب بھی مل جائے مجھے اپنا منتظر پاؤ گی۔"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اتنا کہا اور کال کاٹ دی۔۔۔



آج کی رات پھر دونوں نہیں سوئے تھے رابیل سوچتی رہی کہ اب کیا ہوگا۔۔۔ انکار کیا تو اقرار کیا تو۔۔۔ ساری رات آنکھوں میں کٹی۔ دوسری جانب وسام بھی اسی سو۔ میں غرق رہا کہ اقرار کر دیا تو کیا ہو گا اور انکار کر گیا تو۔۔۔۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل ساری رات اسی تذبذب کا شکار رہی کہ اگر وہ وسام سے شادی کر لے  
 کیا اس کا مستقبل بھی اپنی امی رفعت جیسا ہوگا؟ سسرال میں سب بد  
 کردار سمجھیں گے جو ان کا بیٹا لے اڑی؟ کیا ہوگا اس کا۔۔۔

لیکن پوری رات کے مراقبہ کے بعد وہ اس نتیجے پہ پہنچی کہ محبت ہو گئی تو  
 اب کیا مضائقہ ہے۔ اگر کسی کی چاہت دل میں دفنائے کسی کی ہو گئی تو  
 وہ دھوکہ ہے دھوکہ بزدل لوگ دیتے ہیں اور رابیل اپنے بابا کی شیرنی  
 ہے۔۔۔۔ اور بس رات کے اختتام پہ وہ سمجھ چکی تھی کی جو مرض اب  
 اسے لاحق ہو چکا ہے وہ کوئی ایسی ویسی چیز نہیں۔۔ بلکہ اس کا نام محبت  
 ہے۔

ہر شے کا آغاز محبت اور انجام محبت ہے

درد کے مارے لوگوں کا بس اک پیغام ، محبت ہے

یہ جو مجھ سے پوچھ رہے ہو، "من مندر کی دیوی کون؟"

میرے اچھے لوگو سن لو، "اُس کا نام محبت ہے!"

شدت کی لُو ہو یا سرد ہوائیں، اس کو کیا پروا



کانٹوں کے بستر پر بھی مَحوِ آرامِ محبت ہے

بنِ بولے اک دل سے دو جے دل تک بات پہنچتی ہے

جو ایسے روحوں پر اترے، وہ الہامِ محبت ہے

پگلے! دامن بندھ جاتی ہے، جس کے سخت میں لکھی ہو

تم کتنا بھاگو گے، آگے ہر ہر گامِ محبت ہے

اب تو بس اک یاد سہارے وقت گزرتا رہتا ہے

اور اُس یاد میں ہر اک صبح، ہر اک شام محبت ہے

ہم جیسے پاگل دیوانے، سود خسارہ کیا جانیں

نفرت کے اس شہر میں اپنا ایک ہی کام محبت ہے

اک لڑکی آدھے رستے میں ہار گئی اپنا جیون

وہ شاید یہ مان چکی تھی، بدفرجام محبت ہے

کچھ آلودہ روحوں والے، ہوس پجاری ہوتے ہیں

زین انہی لوگوں کے باعث ہی بدنام محبت ہے

تُو پگلی! اب کن سوچوں میں گم صم بیٹھی رہتی ہے

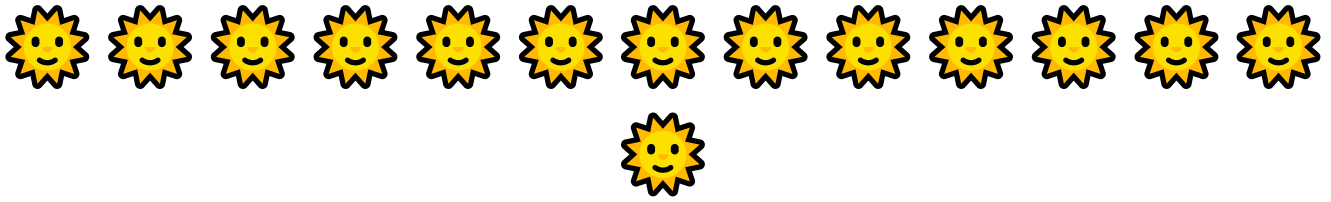
بولا ہے ناں اب یہ ساری تیرے نام محبت ہے



رابیل اپنی سوچوں کے گرداب سے باہر تب آئی جب اس نے اذان کی آواز سنی۔ وہ اٹھی اور رب کے حضور سجدہ ریز ہوئی۔ فجر کے بعد حاجت کے نوافل ادا کئے اور بولی ----

اللہ جی !! میری اس نوزائیدہ محبت کو نکاح کے انجام تک پہنچا دیں --- اگر قسمت وہ نہیں تو رابیل حیات کی زندگی میں موت لکھ دیں ---- مجھے روک لینا ---

لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ قسمت نے اس کے لئے کیا ہے۔ محبت تو  
حلال ہونی تھی لیکن کچھ محبتیں نکاح کے بعد بھی ادھوری رہ جاتی ہیں۔ وہ  
یہ نہیں جانتی تھی۔-----



نماز کے بعد رابیل نے موبائل اٹھایا اور وسام کو یہ میسج بھیجا۔

مری تھم تھم جاوے سانس پیا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مری آنکھ کو ساون راس پیا

تجھے سن سن دل میں ہوک اٹھے

ترا لہجہ بہت اداس پیا

ترے پیر کی خاک بنا ڈالوں

مرے تن پر جتنا ماس پیا

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

تُو ظاہر بھی، تُو باطن بھی

ترا ہر جانب احساسِ پیا

تری نگری کتنی دور سجن

مری جندڑی بہت اداس پیا

میں چاکر تیری ازلوں سے

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

تُو افضل، خاص الخاص پيا

مجھے سارے درد قبول سجن

مجھے تیری ہستی راس پيا

"وسام!!!!!! آپ نے کہا آپ کو مجھ سے محبت ہے۔۔۔ مان لیا مجھے بھی  
ہے بہت ہے لیکن اس نوآموز محبت کے ساتھ کچھ وسوسوں نے بھی دل  
میں جنم لیا ہے۔ کیا ایسی زندگی یہ عزت، مان دے پائیں گے آپ؟؟ میں  
انا پرست ہوں کیا میری انا کا علم ہمیشہ بلند کر پائیں گے آپ؟۔۔۔ اگر  
ہاں تو مجھے آپ کی محبت دل و جان سے قبول ہے۔۔۔ اور اگر نہیں (یہ

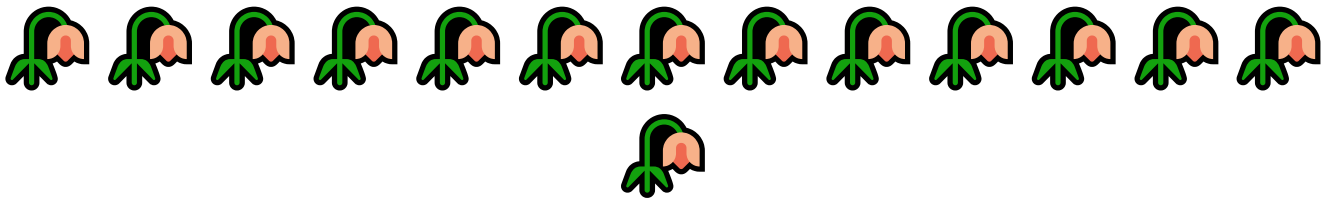
For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



لکھتے ایک قطرہ سکریں پہ گرا تھا) تو بھول جائیں مجھے ساری عمر پیار کو رو  
لوں گی تو دل میں امنگ رہے گی کہ پیار تھا۔۔۔۔۔ بعد میں آپ کو نہیں  
کوس سکتی۔۔۔۔۔

اگر محبت ہے اور محبت کا بھرم رکھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ تو میں بھی قبول کرتی  
ہوں محبت کو گئی ہے تم سے۔۔۔۔۔  
فقط آپ کی بیلا" 🌺

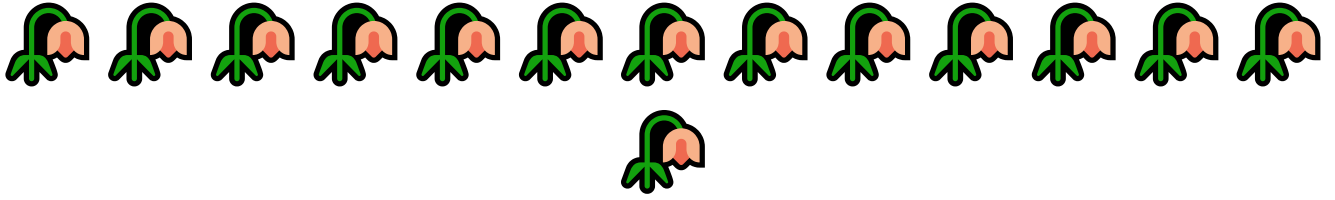


For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

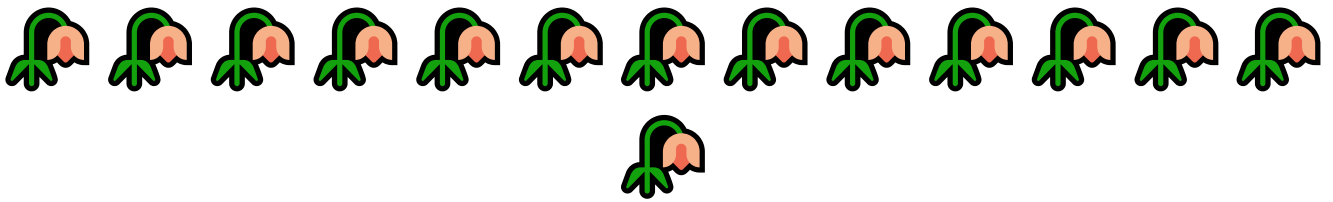
وسام آنکھیں بند کئے اسی پری وش کے خیالوں میں گم تھا کہ مسیح ٹیون سے  
 یک دم اٹھ بیٹھا۔ دیکھا بیلا نام سکرین پہ جگمگا رہا تھا۔ بے تابی سے مسیح کھولا  
 اور پڑھنا شروع کیا۔ جیسے جیسے وہ مسیح پڑھتا گیا اس پہ خوشی کی ایک کیفیت  
 طاری ہوتی گئی۔ جیسے ہی اس نے وہ لفظ پڑھے جہاں رابیل نے لکھا تھا  
 مجھے تم سے محبت ہے۔۔۔ وسام کو لگا کسی نے اسے تپتے صحرا سے اٹھا کر  
 ٹھنڈی چھاؤں میں بٹھا دیا ہو۔ تبھی وسام اٹھا اور اپنے کمرے سے جائے نماز  
 ڈھونڈا جو کہ نا ملا کیونکہ اس کے ہاں نماز پہ لمبی لمبی تقریریں جھاڑی جاتی  
 تھی۔ پھر اس نے ایک چادر نکالی اور فوراً سجدہ شکر کیا۔۔۔

رابیل یہ جان لیتی کہ اس نے جمعہ کے جمعہ مسجد جانے والے سے  
 شکرانے کے نفل پڑھوائے ہیں تو وہ اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت ترین  
 لڑکی تصور کرتی۔



اگلی صبح کا سورج دونوں پرندوں کے لئے ایک نئی زندگی کے کر آیا تھا وہ دونوں جو اپنی انجان محبت کی کیفیت سے دوبار رہے تھے جانے کتنے دنوں بعد سکون کی نیند سوئے تھے۔ رابیل کا موڈ آج معمول سے کچھ زیادہ ہی اچھا تھا آج اسے باسٹ کے طوطے کے فضول ٹپس ٹپس سے بھی چڑ نہیں ہوئی تھی۔ اور تو اور آج اس نے باسٹ کے پہلی روٹی لینے پہ کھرام بھی نہیں مچایا تھا۔ رابیل آج خوش تھی۔۔۔ بلکہ نہیں وہ پھر خوش تھی ابھی ابھی تو اس نے کسی کے خاص ہونے کا لطف محسوس کیا تھا۔ آج پہلی بار صبح اٹھنے پہ کسی کو اپنا منتظر پایا تھا۔ صبح اٹھ کر صبح بخیر کا میسج دیکھا تو پہلی بار اسے اپنا آپ اتنا خاص لگا کہ کوئی ہے جو اس سے اپنے دن کی شروعات کرتا ہے۔۔۔۔۔ ہاں کسی کے لئے رابیل حیات بھی ضروری ہے۔۔۔۔۔ آج اسے

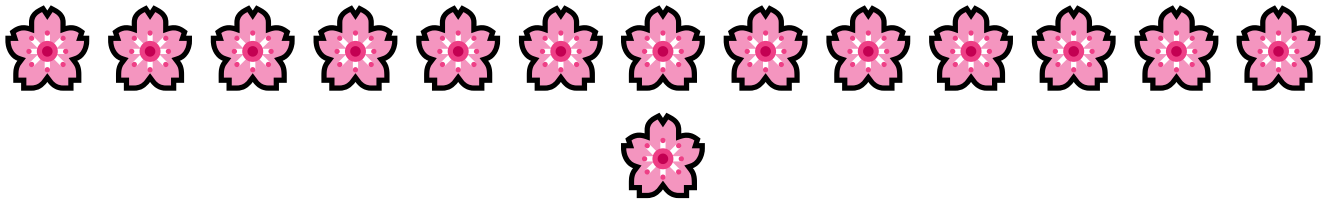
دنیا حد سے زیادہ حسین لگ رہی تھی اسے سامنے والی رضیہ باجی جو ان کے گئیٹ کے آگے کوڑا پھینک دیتی تھی وہ بھی بری نہیں لگی۔۔۔ آج وہ دنیا کو رابیل حیات بن کر نہیں وسام کی بیلا بن کہ دیکھ رہی تھی۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ شیرنی کو قسمت ان آسائشوں سے اٹھا کر آزمائشوں میں پٹخنے والی ہے۔۔۔ اگر وہ یہ دیکھ لیتی کی وسام کی بیلا کو لوگ توڑ دیں گے تو وہ ہمیشہ رابیل حیات رہتی۔۔۔۔۔



رات آٹھ بجے سے رابیل کا انتظار شروع ہو چکا تھا۔ نظریں مسلسل فون کی سکرین پہ تھی اور بلاآخر انتظار کرتے کرتے دس بجے وسام کا فون آ ہی گیا۔ کال اٹھاتے ہی رابیل بولی۔

"اتنی لیٹ میں اتنی دیر سے انتظار کر رہی ہوں کوئی ہوش کوئی خبر بھی ہے آپ کو؟"

اور وسام تو اس انداز پہ فریفتہ ہو گیا۔ کیا طریقہ تھا حق جتانے کا۔۔ ان وہ رابیل لگی کی نہیں تھی جس نے تین دن رابطہ نہ کرنے پہ ایک لفظ نہیں کہا تھا۔ جو مسیج کا جواب بھی اسے الفاظ گن کے دیتی تھی۔۔۔ کہاں وہ رابیل اور کہاں یہ جو آج ایک ہی دن میں اپنا حق جتا رہی تھی۔۔۔۔

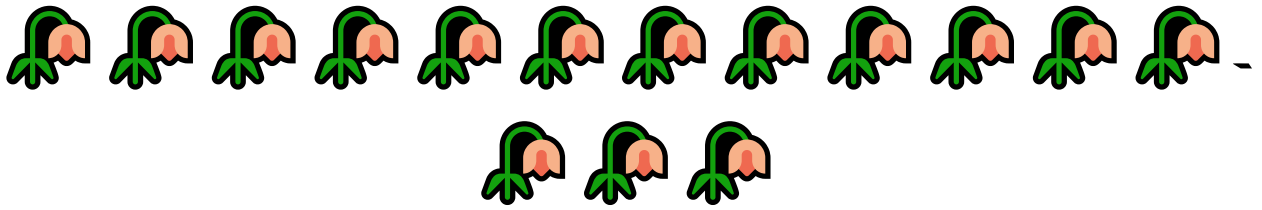


پتا کیا۔۔۔ لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں محبت میں حق جتانے والی۔۔۔ خود کو قربان کرنے والی۔ لیکن دنیا ایسی نہیں ہے۔۔۔۔ لوگ پہلے ان بابا کی نازک کلیوں کو اتنا اعتماد دیتے ہیں کہ وہ رشتہ میں خود کو آزاد محسوس کر سکیں۔ ہر بات ہر رائے کو ایسے اہم قرار دیتے ہیں جیسے پتھر پہ لکیر اور جب اذن

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

محبت مل جاتا ہے تو اسی بات کو ریت پہ لکھی تحریر بنا دیتے ہیں۔۔۔ جتنا  
اعتماد بخشتے ہیں پروانہ عشق ہاتھ لگتے ہی اس اعتماد کو ایسی ٹھوکر لگاتے  
ہیں کہ وہ ہر وقت کڑ کڑ کونے والیاں سائیں سائیں کرتے دماغ اور بند  
ہوتے دل کے ساتھ ذندہ قبر بن جاتی ہیں۔۔۔۔۔



رابیل نے وسام سے کھل کی بات کر لی تھی۔ اپنی تمام تر شرطیں بتا کر  
منوا چکی تھی۔ اسے جیسی زندگی چاہیے سب سے پہلے اسے اچھے سے باور کروا  
دیا تھا۔ وہ اسے بتا چکی تھی کہ وہ اس کے لئے کتنا اہم ہے۔ رابیل نے  
اسے اپنا ماضی اپنا خاندان سب کھلی کتاب کی طرح عیاں کر دیا تھا۔ اور  
یہی شاید اس کی غلطی تھی۔ عورت محبت کرتے ہے تو ایمان لے آتی ہے  
دل سے اور پھر اپنی ذات کا ایک صفحہ کھول کے مقابل کے سامنے رکھ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دیتی ہے۔ عورت تو اہمیت کی بھوکی ہے ہر عورت کی فطرت کے کہ اسے پسند ہے کہ جانا جائے اس کا اندر پڑھا جائے۔ اس لئے جب وہ اپنا کوئی ہمدرد پاتی ہے تو اپنی زندگی کے تمام دکھوں کا مداوا اسی سے چاہنے لگتی ہے اپنا ہر غم اس کے سامنے رکھ کے رو لیتی کے ہر خوشی دکھا کہ ہنس پڑتی ہے۔ لیکن کچھ لوگ اس لائق نہیں ہوتے کہ انہی اپنا رازداں بنایا جائے کیونکہ مرد کی بھی فطرت ہے کہ وہ عورت چاہے جو بھی ہو ایک حد تک اس کے نخرے اٹھاتا ہے اس کے دکھ بانٹتا ہے پھر ایک لمحہ آتا کہ وہ بھٹک جاتا اور آگے کو پڑھنے لگتا ہے۔۔۔ اور یہی سے ایک ہنستی کھیلتی لڑکی کی موت کا آغاز ہوتا ہے۔۔۔

وسام کو لگ رہا تھا ابھی جیسے سب بہت آسان ہے۔ ابھی اسے محبت کی کھٹنائیوں کے بارے نہیں پتا تھا اس لئے اس نے رابیل سے وعدہ کیا کہ کبھی اس کی عزت پہ حرف نہیں آئے گا اسے کبھی جھکنا نہیں پڑے گا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کوئی اسے کبھی طعنہ نہیں مارے گا۔ وسام نے اسے تحفظ دینے کو وعدہ کیا  
تھا۔۔۔۔۔

خود ہنگامہ آرا ہے یا بد ہنگام محبت

کیونکر ہے مدت سے یارو تشنہ کام محبت

چاہ، خلوص، مروت، خدمت سارے روپ تمہارے

دیکھو تو ہیں جگ میں کتنے تیرے نام محبت



خواہش اٹھنے لگتی ہے تو مر جاتی ہے فوراً

بول ہمارے پاس ہے کیا اب تیرا کام محبت

اک ہم ہیں اور ایک زمانہ آتش زن صدیوں سے

اور کرے گی تُو ہم کو کتنا بدنام، محبت!

جو تھا، جتنا تھا، جیسا تھا قدموں میں رکھ چھوڑا

جانے کس لمحے پائے گی تُو انجام، محبت

جذبوں کی سچائی میں گر فرق ذرا آ جائے

ایسے میں اکثر ہو جاتی ہے ناکام، محبت

تُو تھی سادہ، کملی جھلّی، پھر کیوں بدلے چہرے؟

جا اب زیادہ چھڑ ہمیں مت، اے مادام محبت!

بس اک بار خلاصی ہو تو اس کے بعد کبھی پھر

بھولے سے بھی لیں گے نہ ہم تیرا نام محبت

اس سے بڑھ کر حیف نہیں اب میں تجھ پہ کر سکتا

آہ محبت، والے محبت، بدفرجام محبت

زین ہمارے پاس متاعِ دردِ بچی ہے، جس میں

اک بے سود اداسی ہے اور اک بے نام محبت

اب دن رات دونوں ایک دوسرے سے بات کرتے تھے صبح اٹھتے ہی وہ رابیل کا انتظار کرتا تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا وسام کو خود بھی بہت اچھا لگتا تھا۔ ان چند ہی دنوں میں اسے رابیل کی روٹین ازبر ہو چکی تھی وہ کب اٹھتی ہے بات کرتے ہوئے اسے کب نیند آتی ہے جب بھوک لگتی ہے سب۔۔۔ وہ اسے اتنا جان چکا تھا رابیل کے بارے میں وسام کے صرف دو دوستوں کو علم تھا ایک وہ جو اسے مشاعرے پہ ساتھ لے کہ گیا تھا بلال اور دوسرا وہ جو اس کا بچپن کا ساتھی تھا فاہد۔۔

لیکن نا کبھی کبھی وار وہی سے ہوتا ہے جہاں کی ہمیں بالکل امید نہیں ہوتی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ لڑکے لڑکیوں کے بارے میں محفل جو جو باتیں ہیں لڑکیاں جان لیں تو ڈوب مریں۔۔۔ لیکن نا جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسی بات کرتا

ہے اس میں لڑکی کے بارے میں یہ سب کہنا آپ کی سوچ کے معیار کا بتاتی ہے۔

اور وہ وسام تھا جس نے بیلا سے محبت کی تھی اس نے بیلا تو راز بنا کے رکھا اپنا دل کھولا بھی تو وہاں جہاں اسے امید تھی کہ اس کی محبت کو عزت و تکریم سے نوازا جائے گا۔ لیکن ہمارے ساتھ ہمیشہ ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم تصور کرتے ہیں۔



وسام اپنے گھر ویک اینڈ کے لئے آیا تھا اور اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ اپنے کھیتوں کے پاس کرسی ڈالے بیٹھا تھا خوب ہنسی مذاق چل رہا تھا جب ایک دم فاہد نے کہنا شروع کیا۔۔۔۔۔ "اور سنا وسام کیسی ہے تیری شہری چڑیا!! کبھی ہمیں بھی ملوانا ہم بھی دیکھیں کیسا مال ہے۔۔۔۔۔ تیری۔۔۔۔۔"

ابھی آگے کے الفاظ اس کے منہ میں تھے ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ پہ  
 پڑا اور ابھی فاہد سنبھل نہیں پایا تھا کہ مسلسل لاتوں اور گھونسوں کی بارش  
 ہونے لگی۔ وسام میں جیسے کوئی اور روح آ بسی تھی۔۔۔

"کمینے! کوئی شرم ہے تجھ میں ہاں کیا گھٹیا سوچ ہے تیری رذیل انسان  
 تیری ہمت کیسے ہوئی ہاں یہ لفظ استعمال کرنے کی۔۔۔ سالے عزت بنانا  
 ہے اسے اور تو۔۔۔۔۔ تھو تیرے پہ۔

کیسا انسان ہے تو اپنے دوست کی عزت کی پرواہ نہیں ہے۔۔ لعنت ہو تجھ  
 پہ"

یہ کہتے وہ مسلسل فاہد کو لاتوں اور گھونسوں سے زخمی کر رہا تھا تبھی بلال  
 نے آکہ چھڑوایا اور فاہد کو جانے کا کہا۔۔

فائدہ کے جاتے ہی وسام وہیں زمین پہ بیٹھ گیا اور پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا وہ دوست جس کو اس نے اپنا ہمراز مانا آج وہ اس کی محبت کو نیلام کر گیا تھا۔ بلال نے اس مغرور شہزادے کو اس طرح روتے دیکھا تھا۔۔۔

وہ رو رہا تھا اور مسلسل بول رہا تھا بلال آج میں رسوا ہو گیا۔ "میں نے وعدہ کیا تھا عزت کا۔ میں تو ابھی سے ناکام رہا میں اپنے دوست سے عزت نہیں دلوا سکا اسے میں کیا کروں گا۔۔۔ آج میں رسوا ہو گیا۔۔۔ خود اپنی ہی نظر میں۔۔۔"

پھر بڑی مشکل سے سنبھالا دے کر بلال اسے گھر چھوڑ کے گیا جہاں اس کی نظر فون پہ پڑی تو رابیل انتظار کر رہی تھی۔



"سالے وسام کے پر نکل آئے ہیں شہری مال ہاتھ آتے ہی تو اچھل رہا ہے عزت عزت کر رہا ہے۔۔۔ جو لڑکی اس سے پھنسی ہے وہ کسی اور سے بھی

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

پھنسے گی۔ ایسی لڑکیاں اسی لائق کے مال کہا جائے۔ مجھ پہ ہاتھ اٹھایا اس نے اب بھگتے گا۔۔۔۔۔" فاہد نے کے سامنے عزم کیا جو کہ اسے سمجھانے آیا تھا کہ وہ غلط ہے۔۔۔۔۔ لیکن اس کے ارادے دیکھ کے خوفزدہ ہو گیا۔۔

رات کے ساڑھے گیارہ بج کر تھے اور رابیل کی حالت پریشانی سے سوا ہو رہی تھی کبھی بھی وسام کو اتنی دیر نہیں ہوئی تھی۔ آخر انتظار کی کوفت سے تنگ آکر اس نے خود سے کال ملا دی۔۔۔۔۔

دوسری طرف وسام نے کال آتی دیکھی تو ایک لمحہ کو آنکھیں بند کی اور دل کیا کہ کال کاٹ دے لیکن پھر خیال آیا کہ رابیل نے کبھی خود سے کال



تو کی نہیں۔۔۔ جانے آج کیا ہوا ہو۔۔ فوراً کال اٹھائی تو اس کی سنے بغیر  
رابیل نے بولنا شروع کر دیا۔

"کہاں ہو آپ تب سے انتظار کر رہی ہوں کیا مسئلہ ہے اچکا بندہ بتا تو سکتا  
ہے۔۔۔۔۔"۔ آواز سے بے قراری جھلک رہی تھی کوئی اور موقع ہوتا تو وسام  
خوشی سے نہال ہو جاتا۔

لیکن اس سب کے بعد بھی وسام کے منہ سے صرف ایک لفظ نکلا۔۔۔۔۔

"بیلا۔۔۔۔۔"

آواز میں ایسا کچھ تھا جیسے پتا نہیں کتنی دقتوں کے بعد کوئی لفظ ادا ہوا

یے۔۔۔۔

"وسام آپ ٹھیک ہونا؟؟؟؟؟"

رابیل کے پوچھنے کی دیر تھی کہ وہ چھ فٹ کا مغرور انسان پھوٹ پھوٹ  
کے رونے لگے۔۔ مجھے معاف کر دو بیلا۔۔۔ میں تمہارا حق ادا نہیں کر سکا  
میں وعدے سے مکر گیا مجھے معاف کر دو۔۔

وسام کو ایسی حالت میں دیکھ کے تو رابیل کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔

"وسام۔۔۔ کیا ہوا ہاں۔ کیوں بول رہے ہیں ایسے کوئی مسئلہ ہے تو بتائیں مجھے۔۔۔۔ میرا دل ڈوب رہا ہے۔۔۔"

رابیل کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا جھرنا بہنا شروع ہو چکا تھا اسے دیکھ کے وسام خاموش ہوا اور کہنا شروع کیا۔۔۔

"میں نے تمہے معتبر رکھا ہے۔۔۔ تم میری وقت گزاری نہیں ہو سمجھی تم۔۔۔۔ میں بس اپنے ہاتھ میں ڈگری آنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ تاکہ جلد سے جلد تمہے پانے کے قابل ہو سکوں۔۔۔ تم اگر میری ہوتا تمہے عزت دینا اور دلوانا بھی میرا فرض ہے۔ میرا وعدہ تھا تم سے لیکن آج میرے بھائیوں

جیسے دوست نے میری محبت پہ انگلی اٹھائی - کی - تم سے شرمندہ ہوں ---  
اس نے تمہے نہیں مجھے رسوا کیا ہے بیلا۔۔۔"

ایک آنسو رابیل کی آنکھ سے ٹپکا تھا۔۔۔

"عزت تو وہ ہے نا جو کوئی اپنا دے۔ جسے ہم نہیں جانتے اس کے کچھ بھی  
کہنے سے ہمیں کیا فرق پڑے گا۔۔ فرق تو تب پڑتا ہے جب کوئی اپنا اپکو  
عزت دے۔ اور آپکی عزت کے تحفظ کے لئے کھڑا ہو۔"

رابیل کے لئے بھی وہی اہم تھا جو ابھی سے اس کی ناموس کی خاطر الجھ پڑا  
تھا۔۔ لیکن وہ دونوں نہیں جانتے تھے وقت کا پھیسا ہوا ہے کہ سب کو  
گھما کر رکھ دیتا ہے۔۔



دو مہینے گزر چکے تھے اور وسام کی ڈگری پوری ہونے میں صرف ایک ہفتہ بچا تھا۔ فائل پیپر ہو چکے تھے اور بس ایک دو اسائنمنٹس رہ گئی تھیں جو جمع کروانی تھیں۔ وسام اپنی چھٹی پر گھر آیا تھا اور رات میں سڑک پہ چہل قدمی کر رہا تھا جو کہ بچپن سے اس کا مشغلہ تھا۔ تبھی وہ گرمی سوچوں میں گم تھا کہ پیچھے سے گاڑی آئی اور وہ پچنے کی کوشش میں بھی سڑک کے دوسری جانب جا گرا۔۔۔ تبھی اس نے گاڑی میں موجود شخصیت کو دیکھا تو سارا درد بھول بیٹھا اور پھر وہی بے ہوش ہو گیا۔۔۔۔

بے ہوش ہونے سے پہلے وسام نے جو شکل دیکھی وہ اس کی آنکھوں میں رہ گئی۔ فائدہ انتہائی مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ گاڑی سے اترے۔ اور وسام جو کہ بے ہوش تھا اس کے پاس بیٹھا اور کہنا شروع کیا۔ "اس کل کی آئی کے لئے تو نے کس کے ساتھ پنکا لیا ہے یہ بھول بیٹھا تھا بیٹا۔۔۔ تیرا پیار کا خمار تو اب اترے گا۔"

یہ کہتے ہی پوری قوت سے وسام کی کمر پہ زوردار کار ماری اور چلتا بنا۔۔



یہ ایسی جگہ تھی جہاں اس وقت کوئی نہیں آتا تھا باقی گاؤں کی نسبت سب سے پرسکون حصہ تھا تبھی وسام کو پسند تھا جہاں اس کی سوچوں میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اور یہ بات بھی بہت کم لوگ جانتے تھے شاید اسے بات کا فائدہ اٹھا چکا تھا۔۔

وسام کو وہاں بوہوش پڑے دو گھنٹے گزر چکے تھے لیکن اب تک کوئی بھی وہاں نہیں آیا تھا۔۔۔ دوسری طرف رابیل کو بھی پریشانی ہونے لگی تھی کہ اب تک تو وسام سب چیزوں سے فارغ ہو چکا ہوتا ہے آج کیا ہوا۔۔۔ کسی انہونی کا احساس اسے کھائے جا رہا تھا۔

وسام کی امی نے دیکھا کہ وسام اب تک نہیں آیا تو اسے کال کی جو اس نے اٹھائی انہیں لگا کہ وہ بلال کے ساتھ ہوگا اسے فون کیا تو اس نے فوراً کہا نہیں وسام تو مجھ سے آج ملا ہی نہیں۔۔۔

فون رکھتے ہی بلال وسام کو دیکھنے اپنے ڈیرے پہ گیا۔ ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے جو کہ وسام لوگوں کے کھیتوں پہ مزارعے تھے۔۔ لیکن ہر طرف وہ نہیں تھا۔۔

رابیل نے کافی انتظار کے بعد کال کرنا شروع کی جو کہ نہیں اٹھائی گئی۔  
 لیکن وہ بھی رابیل تھی مہا ڈھیٹ اس نے پے در پے کالز شروع کی جس  
 کی وجہ سے مسلسل اس خاموشی میں آواز گونجنے لگی۔۔۔ اس نے باقیوں  
 کی طرح ایک کال کر کے بس نہیں کیا تھا۔ تبھی دوسری طرف کھیتوں والی  
 سائیڈ بلال کو ایک میوزک سا سنائی دیا جو مسلسل بج رہا تھا تھوڑا غور کیا تو  
 اسے سمجھ آیا یہ تو وسام کے موبائل کی رنگ ٹیون ہے فوراً بھاگ کے اس  
 آواز کے تعاقب میں گئے تو ایک جسم زمیں پہ لیٹا ہوا ملا۔۔۔۔۔  
 بلال نے اس کے چہرے سے مٹی صاف کی تو وہ وسام تھا۔۔۔ اس کا  
 دوست اس کا یار۔۔۔ وہ دوست جس میں اس کی جان تھی۔  
 بلال نے بالکل دیر کئے بغیر گاڑی منگوائی اور اس ہسپتال لے جانے کے  
 لئے ڈالا اس دوران بھی فون مسلسل بجتا رہا۔۔۔





بالآخر بلال نے وسام کی جیب سے فون نکالا تو بیلا کے نام سے اٹھاون مسڈ کالز تھیں۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ پریشان ہوگی۔ لیکن کال اٹھانے سے جھجھک رہا تھا لیکن دوسری طرف اس کی پریشانی بھی سمجھ رہا تھا کیونکہ بلال نے ہمیشہ رابیل کو اپنے دوست کے عزت سمجھا تھا اور دوست کو عزت یعنی اپنی بہن۔۔۔۔

اس لئے بلال نے کال اٹھائی تو آگے سے ایک سسکتی ہوئی آواز نے اس کا استقبال کیا۔۔۔

"وسام کہاں ہوا پ۔ مجھے اتنی بے چینی ہو رہی ہے دو گھنٹے سے جیسے کچھ غلط ہو رہا ہے۔۔۔"

اور بلال تو ان الفاظ پہ ششدر ہی رہ گیا۔ کیا محبت تھی اتنی دور سے بھی پریشانی بھانپ لی۔ یہ روتی ہوئی لڑکی تو وہ لگ ہی نہیں رہی تھی جس نے پورے ملک کے لوگوں کو مشاعرے میں ہرایا تھا۔ بے شک عشق اگر طاقت بنتا ہے تو کمزوری بھی ہوتا ہے۔۔۔۔

"بہن۔۔۔ میں بلال ہوں" (بلال نے اپنی ساری ہمت مجتمع کر کے کہا)

"بلال بھائی وسام کہاں ہیں۔۔۔؟" (رابیل کو لگا جیسے اس کے سب  
خوشے درست ہونے جا رہے ہیں)

"بہن آرام سے۔۔۔ وسام ٹھیک ہے بس اس کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا  
ہے۔۔۔ آپ فکر نہیں کریں۔۔۔"

یہ سن کر رابیل کو لگا جیسے کسی نے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین  
کھینچ لی ہو۔۔۔

"مم۔ میری بات کرائیں اس سے ابھی۔۔۔ بھائی پلیز" (وہ کس مشکل سے  
بولی تھی وہی جانتی تھی اور کس مشکل سے بلال نے سنا تھا یہ وہ جانتا تھا)

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"بہن۔۔ وسام ابھی بے ہوش ہے۔۔ لیکن ٹھیک ہے وہ۔۔۔"

(اور اتنی بچی تو رابیل بھی نہیں تھی کہ کچھ سمجھنا پاتی)

آنسوؤں کی رفتار میں روانی آگئی تھی۔۔

"بھائی آپ اپنے نمبر سے مجھے ایک تصویر بھیج دیں وسام کی۔۔ اس کے فون

کا لاک نہیں کھلے گا آپ سے"

بلال نے منع کرنا چاہا لیکن اس روتی سسکتی لڑکی کو کیسے منع کرتا جو پہلے

کی پل پل مر رہی تھی۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

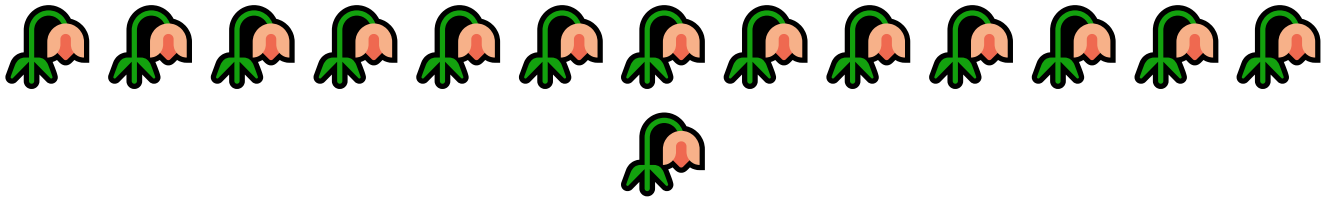
اپنا فون کھولا اور ایک تصویر بھیج دی۔ اور ڈرائیو کرتے مجید کو کہا "بھائی  
جلدی کرو تیزی لاؤ کیا کر رہے ہو۔۔۔"

تصویر بھیجتے ہی ہوسپٹل آچکا تھا فوراً وسام کو اندر لے کے گئے۔

ڈاکٹرز نے پولیس کیس کہا ہی تھا کہ جب پولیس آئے گی تب دیکھیں گے۔

تبھی بلال آگے آیا اور کہا "بخش داد حویلی کا ملکین ہے یہ۔۔۔ سردار بخش داد  
کا پوتا کیا چاہتے ہیں کہ پولیس دیر کرنے پہ آپ لوگوں کو اندر کر لے؟"

یہ سننا تھا کہ فوراً وسام کو ایڈمٹ کر لیا گیا۔ اور بلال نے وسام کے بھائی فیض کو کال کر کے ہوسپٹل کا نام پتا بتایا اور پھر باہر کھڑا دعا کرنے لگا کہ اس کا بھائی جیسا دوست تندرست ہو جائے۔



وہ بات کرنے میں محتاط کتنی ہے

دیکھنے میں جو پر جذبات کتنی ہے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کیا پوچھتے ہو اس کے مزاج کے بارے

ابھی اس سے میری ملاقات کتنی ہے

آنکھوں کو میری خواب دکھانے والے

ان آنکھوں میں دیکھ اب برسات کتنی ہے

سوچ سمجھ کے کرنا کوئی بھی فیصلہ

سمجھ بات میں تیری میری بات کتنی ہے

سوچا نہ تھا محبت کرنے سے پہلے

اس جذبے میں سمٹی روایات کتنی ہے

دل تھام کے پوچھتی ہے دھڑکن مجھ سے فریاد

اے درد کے راہی باقی رات کتنی ہے



رابیل جائے نماز پہ بیٹھی مسلسل رو رہی تھی۔ ہاتھ ایک سیکنڈ کو بھی دعا سے نہیں ہٹائے تھے۔ زبان مسلسل دعا گو تھی۔۔

"میرے اللہ وسام مجھے دے دے۔۔ ایسے نا کریں میرے ساتھ میرا وسام دے دیں۔ میرا وسام دے دیں۔۔۔۔"

اسے جائے نماز پہ بیٹھی کو اب چار بج چکے تھے۔۔۔ جب سے اس نے وسام کی لہو لہان حلیے میں تصویر دیکھی تھی اس کا دل پھٹنے کو ا رہا تھا۔۔۔ تبھی اس کے فون کی رنگ ٹیون بجی اور مقابل نے جو بات کہی رابیل فوراً سجدہ شکر بجالائی اور سجدہ میں پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی جیسے ایک مسافر لمبے

عرصے بعد اپنی منزل پالیتا ہے - وہ بھی وہی مسافر تھی جسے دوبارہ زندگی ملی تھی۔



بلال کی کال دیکھ کر رابیل نے لپک کہ کال

اٹھائی - بلال بھی اس کی بے چینی سے واقف تھا۔ فوراً بولا۔

خطرہ کی بات نہیں ہے پیاری بہن صرف درد سے بے ہوش ہوا ہے وہ آپ فکر نہ کریں اور سو جائیں پیاری --- میں ہوں اس کے پاس اس کا بھائی بھی ہے - وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ -

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بلال کے لہجے میں اتنی اپنائیت تھی کہ رابیل کو ڈھارس ہوئی اور پھر جب وہ بولی تو ہچکیوں کی شدت سے جملے مکمل کرنے کی ہمت نہیں تھی ---  
 بب بھائی --- شش شکریہ --- انت - انتظار کر رہی ہوں میں --- جاگ کر ---  
 جاگ رہی میں ---

ایسے کی بے ربط سے جملے نکل رہے تھے جانے اس کے لئے بھی کتنی ہمت جٹا رہی تھی وہ معصوم لڑکی ---

کتنا مشکل ہے نا اتنی دور ہونا اور اپنے محبوب کو مشکل میں دیکھنا۔ انسان پل پل مرتا کے جب وہ اپنے پیارے کو چھو بھی نا سکتا ہو۔ محسوس نا کر پائے۔ تکلیف تو یہ بھی ہوتی ہے لیکن کوئی دیکھتا ہی نہیں ---



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل بھی درد میں تھی اتنا کہ کال کٹتے کی اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور پھر رابیل نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا۔۔۔ اللہ جی میرا وسام ہی کیوں۔۔۔ کتنا درد ہوگا اللہ جی اسے ٹھیک کر دیں۔۔۔ پھر بلال کی بات یاد آئی کہ خطرہ نہیں کوئی اور وہ پتھر جیسی لڑکی وہی سجدہ ریز ہوئی اور بلک بلک رونے لگی آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے ہچکیاں قابو سے باہر تھی سانسیں اتھل پتھل ہو رہی تھی۔

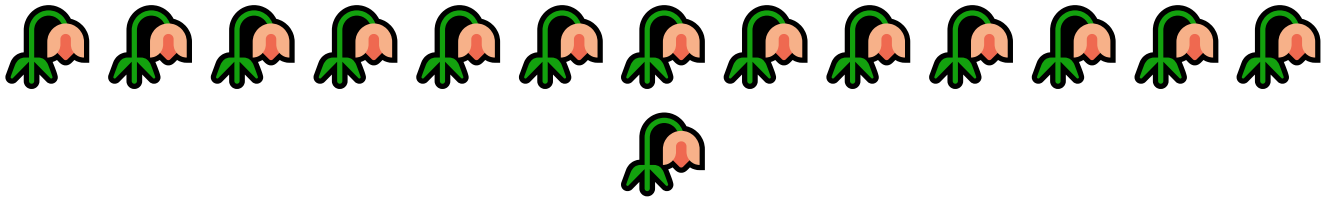
اللہ تعالیٰ شکریہ۔۔۔۔ سچ میں بہت بہت شکریہ میں کیسے ادا کروں مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔ اپنے اسے نہیں مجھے زندگی دی ہے۔۔

اور پھر وہی روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ پھر کہیں دور سے اذانوں کی آواز سنائی دی اور بوکھلا کہ اٹھی۔ وقت اتنی تیزی سے گزر گیا جیسے رات ہوئی ہی نا ہو۔ رابیل اٹھی اور نماز پڑھی۔ پھر فون ہاتھ میں پکڑ کر وسام کے وائس میسج سننے لگی۔ کچھ میں اظہار محبت تھا۔ کہی کوئی ہدایت کی گئی تھی۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کھی کسی لاپرواہی پہ ڈانٹا جس رہا تھا اور کھی اس کی ناراضگی پہ بے چین ہو  
 کر منانے کی کوشش تھی۔ وہ سنتی اور روتی جا رہی تھی۔ تبھی موبائل کی  
 رنگ ٹیون بجی اور آنے والا نمبر دیکھ کہ رسبیک چونک گئی تھی۔۔



وسام کی آنکھ کھلی تو ہر طرف اندھیرا سا تھا جیسے ابھی صبح ہونے میں بہت  
 وقت ہو۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو سر میں ایک دم درد کی لہر اٹھی  
 جس نے اسے دوہرا کر دیا۔ پیاس کی شدت سے گلے میں کانٹے چھب رہے  
 تھے۔ ہاتھ مارا اور پانی پکڑنے کی کوشش کی۔

بلال ایک سائیڈ پہ سو رہا تھا وسام کے بھائی روم میں نہیں تھے۔ وسام کی اس کھڑ پٹر میں بلال کی آنکھ کھل گئی اور وہ چونک کہ اٹھا۔ وسام آواز دے لیتا یار۔ اور پھر وسام کو سہارا دے کر بٹھایا اور پانی پلایا۔

بلال کے کچھ پوچھنے سے پہلے وسام بولا میرا فون کہاں ہے؟

بلال نے فوراً کہا ابھی آرام کر نظر نہیں ڈال زیادہ اور میری باتوں کے سچ سچ جواب دے۔

لیکن وسام کچھ اور سننے پہ راضی نہیں تھا۔

بلال بیلا۔۔۔ میری بیلا پریشان ہو رہی ہوگی۔ اتنا انتظار کر کے۔ بہت روتی ہے وہ۔ میرا فون دے ابھی۔

اس کی جنونیت دیکھتے بلال بولا۔ اسے پتا کے تیرے اس ایکسیڈنٹ کا۔۔۔

-

اب حیران ہونے کی باری وسام کی تھی۔۔ کس نے بتایا اسے۔۔ ہاں  
بول۔۔۔

میں نے بتایا تھا۔ بلال نے

آہستگی سے کہا اور تبھی وسام نے اسے شاکی نظروں سے گھورا ابھی ہی تو  
اپنے بچپن کے دوست کے ہاتھوں زک پہنچی تھی اسے کیسے بھروسا کرتا۔  
وسام کی اس نگاہ میں جانے کیا تھا کہ بلال تڑپ اٹھا اور کہا۔۔۔

تجھے تیری بیلا نے بچایا ہے۔ اسکے مسلسل فون کرنے کی وجہ سے آواز ہوئی  
اور ہم پہنچ سکے ورنہ سب تک تجھے گیڈر کھا چکے ہوتے۔ بخدا بہن سمجھ کہ  
بات کی میں نے اس سے۔۔ (اور پھر اسے ایک ایک بات بتاتا گیا رابیل کا  
حال، اس کا رونا تڑپنا سب)

وسام نے اپنا فون لیا اور بیلا کو ویڈیو کال کی جو کہ دوسری ہی بیل پہ اٹھای گئی جیسے مقابل اسی کا انتظار کر رہا ہو۔

دوسری طرف رابیل نے جیسے کی وسام کو دیکھا ابھی جو بند اس نے اپنے آنسوؤں پہ باندھا تھا وہی ٹوٹ گیا۔ خود کو دیا حوصلہ ڈھیر ہو گیا۔ اس کا رونا دوبارہ شروع ہو چکا تھا۔ تبھی وسام بولا۔۔۔

بیلا۔۔۔ میری بیلا میں ٹھیک ہوں میری جان۔۔۔ نہیں رو ورنہ ناک اور چھوٹا ہو جائے گا۔

اس کے کہتے ہی نادانستگی میں بیلا کا ہاتھ اپنے ناک پہ گیا۔۔۔ یہ دیکھ کر وسام ایک دم ہنسا اور پھر رابیل بھی نجل ہو کر ہنسنے لگی۔۔

مسلسل روتی آنکھیں بند گلا، رف حلیہ اس بات کی دلیل تھے کہ رابیل نے کیا کچھ سہا ہے۔ پھر بھی اس کا حسن کوئی وسام سے پوچھتا۔



وہ آئینوں سے جو بے خبر ہے، حسین تر ہے  
وہ جس پہ ٹھہری ہوئی نظر ہے، حسین تر ہے

جو دھوپ اوڑھے ہوئے بھی سایہ تو دے رہی ہے  
وہ شاخ کتنی ہی بے ثمر ہے، حسین تر ہے

جو سر پہ دستِ کرم ہے ان کا تو رنج کیسا  
پھر عمر جتنی بھی مختصر ہے، حسین تر ہے

وہ شہر ان کا کمال سے بھی کمال ہے پر  
وہ ان کے در کی جو رگنمزد ہے، حسین تر ہے

فشارِ جاں بھی قرارِ جاں ہی لگے ہے اب تو  
جو مجھ پہ طاری ترا اثر ہے، حسین تر ہے

جو حق پہ بولے، زبان کھولے، سکوت توڑے  
مرے لیے تو وہ معتبر ہے، حسین تر ہے

یہاں وہاں ہے، ادھر ادھر ہے، کدھر کدھر ہے

ترا تصور جدھر جدھر ہے، حسین تر ہے.....



بلال کی کال دیکھ کر رابیل نے لپک کہ کال

اٹھائی۔ بلال بھی اس کی بے چینی سے واقف تھا۔ فوراً بولا۔

خطرہ کی بات نہیں ہے پیاری بہن صرف درد سے بے ہوش ہوا ہے وہ آپ  
فکر ناکریں اور سو جائیں پیاری۔۔۔ میں ہوں اس کے پاس اس کا بھائی بھی  
ہے۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

بلال کے لہجے میں اتنی اپنائیت تھی کہ رابیل کو ڈھارس ہوئی اور پھر جب وہ  
بولی تو ہچکیوں کی شدت سے جملے مکمل کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بب بھائی۔۔۔ شش شکریہ۔۔۔ انت۔ انتظار کر رہی ہوں میں۔۔۔ جاگ کر۔۔۔  
جاگ رہی میں۔۔۔

ایسے کی بے ربط سے جملے نکل رہے تھے جانے اس کے لئے بھی کتنی ہمت  
جٹا رہی تھی وہ معصوم لڑکی۔۔۔

کتنا مشکل ہے نا اتنی دور ہونا اور اپنے محبوب کو مشکل میں دیکھنا۔ انسان  
پل پل مرتا کے جب وہ اپنے پیارے کو چھو بھی نا سکتا ہو۔ محسوس نا کر  
پائے۔ تکلیف تو یہ بھی ہوتی ہے لیکن کوئی دیکھتا ہی نہیں۔۔۔



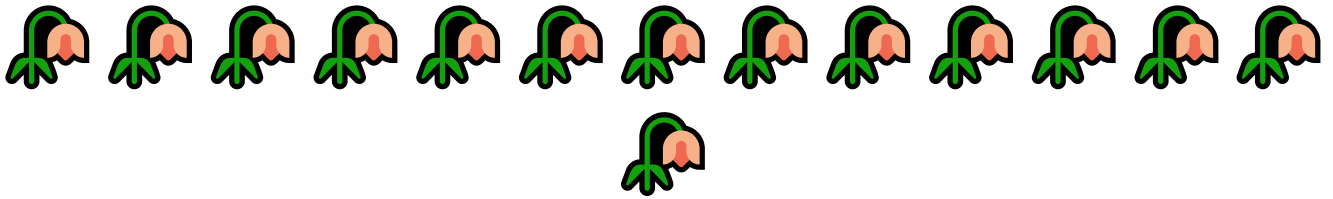
رابیل بھی درد میں تھی اتنا کہ کال کٹتے کی اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا  
اور پھر رابیل نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا۔۔۔ اللہ جی میرا وسام ہی

کیوں۔۔۔ کتنا درد ہوگا اللہ جی اسے ٹھیک کر دیں۔۔۔ پھر بلال کی بات یاد آئی کہ خطرہ نہیں کوئی اور وہ پتھر جیسی لڑکی وہی سجدہ ریز ہوئی اور بلک بلک رونے لگی آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے ہچکیاں قابو سے باہر تھی سانسیں اتھل پھٹل ہو رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ شکریہ۔۔۔۔ سچ میں بہت بہت شکریہ میں کیسے ادا کروں مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔ اپنے اسے نہیں مجھے زندگی دی ہے۔۔

اور پھر وہی روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ پھر کہیں دور سے اذانوں کی آواز سنائی دی اور بوکھلا کہ اٹھی۔ وقت اتنی تیزی سے گزر گیا جیسے رات ہوئی ہی نا ہو۔ رابیل اٹھی اور نماز پڑھی۔ پھر فون ہاتھ میں پکڑ کر وسام کے وائس میسج سننے لگی۔ کچھ میں اظہار محبت تھا۔ کہی کوئی ہدایت کی گئی تھی۔ کہی کسی لاپرواہی پہ ڈانٹا جس رہا تھا اور کہی اس کی ناراضگی پہ بے چین ہو کر

منانے کی کوشش تھی۔ وہ سنتی اور روتی جا رہی تھی۔ تبھی موبائل کی رنگ  
ٹیون بجی اور آنے والا نمبر دیکھ کہ رسبیک چونک گئی تھی۔۔



وسام کی آنکھ کھلی تو ہر طرف اندھیرا سا تھا جیسے ابھی صبح ہونے میں بہت  
وقت ہو۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو سر میں ایک دم درد کی لہر اٹھی  
جس نے اسے دوہرا کر دیا۔ پیاس کی شدت سے گلے میں کانٹے چھب رہے  
تھے۔ ہاتھ مارا اور پانی پکڑنے کی کوشش کی۔

بلال ایک سائیڈ پہ سو رہا تھا وسام کے بھائی روم میں نہیں تھے۔ وسام کی  
اس کھڑپڑ میں بلال کی آنکھ کھل گئی اور وہ چونک کہ اٹھا۔ وسام آواز دے  
لیتا یار۔ اور پھر وسام کو سہارا دے کر بٹھایا اور پانی پلایا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بلال کے کچھ پوچھنے سے پہلے وسام بولا میرا فون کہاں ہے؟

بلال نے فوراً کہا ابھی آرام کر نظر نہیں ڈال زیادہ اور میری باتوں کے سچ سچ جواب دے۔

لیکن وسام کچھ اور سننے پہ راضی نہیں تھا۔

بلال بیلا۔۔۔ میری بیلا پریشان ہو رہی ہوگی۔ اتنا انتظار کر کے۔ بہت روتی ہے وہ۔ میرا فون دے ابھی۔

اس کی جنونیت دیکھتے بلال بولا۔ اسے پتا کے تیرے اس ایکسیڈنٹ کا۔۔۔۔

اب حیران ہونے کی باری وسام کی تھی۔۔۔ کس نے بتایا اسے۔۔۔ ہاں

بول۔۔۔

میں نے بتایا تھا۔ بلال نے

آہستگی سے کہا اور تجھی وسام نے اسے شاکی نظروں سے گھورا ابھی ہی تو اپنے بچپن کے دوست کے ہاتھوں زک پہنچی تھی اسے کیسے بھروسا کرتا۔ وسام کی اس نگاہ میں جانے کیا تھا کہ بلال تڑپ اٹھا اور کہا۔۔۔

تجھے تیری بیلا نے بچایا ہے۔ اسکے مسلسل فون کرنے کی وجہ سے آواز ہوئی اور ہم پہنچ سکے ورنہ سب تک تجھے گیڈر کھا چکے ہوتے۔ بخدا بہن سمجھ کہ بات کی میں نے اس سے۔۔) اور پھر اسے ایک ایک بات بتاتا گیا رابیل کا حال، اس کا رونا تڑپنا سب)

وسام نے اپنا فون لیا اور بیلا کو ویڈیو کال کی جو کہ دوسری ہی بیل پہ اٹھامی گئی جیسے مقابل اسی کا انتظار کر رہا ہو۔



دوسری طرف رابیل نے جیسے کی وسام کو دیکھا ابھی جو بند اس نے اپنے آنسوؤں پہ باندھا تھا وہی ٹوٹ گیا۔ خود کو دیا حوصلہ ڈھیر ہو گیا۔ اس کا رونا دوبارہ شروع ہو چکا تھا۔ تنہی وسام بولا۔۔۔

بیلا۔۔۔ میری بیلا میں ٹھیک ہوں میری جان۔۔۔ نہیں رو ورنہ ناک اور چھوٹا ہو جائے گا۔۔۔

اس کے کہتے ہی نادانستگی میں بیلا کا ہاتھ اپنے ناک پہ گیا۔۔۔ یہ دیکھ کر وسام ایک دم ہنسا اور پھر رابیل بھی خجل ہو کر ہنسنے لگی۔۔۔

مسلسل روتی آنکھیں بند گلا، رف حلیہ اس بات کی دلیل تھے کہ رابیل نے کیا کچھ سہا ہے۔ پھر بھی اس کا حسن کوئی وسام سے پوچھتا۔

وہ آئینوں سے جو بے خبر ہے، حسین تر ہے

وہ جس پہ ٹھہری ہوئی نظر ہے، حسین تر ہے

جو دھوپ اوڑھے ہوئے بھی سایہ تو دے رہی ہے

وہ شاخ کتنی ہی بے ثمر ہے، حسین تر ہے

جو سر پہ دستِ کرم ہے ان کا تو رنج کیسا

پھر عمر جتنی بھی مختصر ہے، حسین تر ہے

وہ شہر ان کا کمال سے بھی کمال ہے پر

وہ ان کے در کی جو رہگزر ہے، حسین تر ہے

فشارِ جاں بھی قرارِ جاں ہی لگے ہے اب تو  
جو مجھ پہ طاری ترا اثر ہے، حسین تر ہے

جو حق پہ بولے، زبان کھولے، سکوت توڑے  
مرے لیے تو وہ معتبر ہے، حسین تر ہے

یہاں وہاں ہے، ادھر ادھر ہے، کدھر کدھر ہے

ترا تصوّر جدھر جدھر ہے، حسین تر ہے .....  




For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

فاہد نے مقابل کو اوپر سے نیچے تک گھورا۔ اوپر سے فاہد بہت پر اعتماد بنا بیٹھا تھا لیکن حقیقتاً اس کی ہوائیاں آڑی ہوئی تھیں۔ کیونکہ وسام کا بھائی فیض ایک استہزیاء ہنسی لئے سامنے موجود تھا۔

اچانک فیض نے کہنا شروع کیا۔۔۔ "مراقبہ ہو گیا ہو تو کیا میرے کچھ سوالوں کے جواب دینا پسند کریں گے؟"

فاہد نے تھوک نگلا اور کہا۔۔۔ "جج جی بھائی کیسے نا۔۔۔ کیسا جواب"

تبھی فیض ہنسا اور کہا۔ "اس ڈرامے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ سب جانتا ہوں میں وسام کا ایکسیڈنٹ تم نے کروایا ہے زیادہ بیبا بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

یہ بات سن کے فاہد کو لگا جیسے کسی نے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔۔۔ لیکن پھر سنبھل کر کہا۔۔۔

"نن نہیں تو آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں کیوں بھلا۔۔۔۔۔"

ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ فیض نے بچ میں ہی کہنا شروع کیا۔

"وسام نے دیکھ لیا تھا تمہے اس سب یاد ہے۔۔۔ اس رات کیا ہوا تھا ایک ایک حرف اسے ذہن نشین ہے۔"

یہ بات سن کر فاہد کہ چہرے پہ ایک رنگ آیا اور ایک رنگ گیا تھا۔۔۔  
 "جھوٹ کہہ رہے ہیں آپ۔ اگر ایسا ہوتا تو اب تک آپ نہیں پولیس یہاں ہوتی۔"

فیض ترچھی نگاہ سے گھورا اور کہا "وسام نے پولیس کو نہیں بتایا۔۔۔۔۔ (یہ سن کر فاہد کے چہرے پہ مسکراہٹ در آئی) لیکن میں تو بتا سکتا ہوں نا۔۔۔۔۔ (فیض نے کمینگی سے کہا) "

"کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے۔۔۔۔۔"

فاہد نے سیدھا سوال کیا۔۔۔ وہی فیض نے اسے گھورا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ فاہد بول پڑا۔۔

"دیکھیں پولیس کے پاس جانا ہوتا تو اب تک آپ جا چکے ہوتے آپ یہاں میرے ساتھ بیٹھے وقت ضائع نا کر رہے ہوتے۔ لیکن آپ پولیس کے پاس نہیں گئے یہاں آئے مطلب تو صاف ہے۔۔۔۔۔ کیا چاہتے ہیں آپ؟؟؟"

فاہد کی عقلمندی پہ فیض حیران ہوا اور کہا۔۔۔

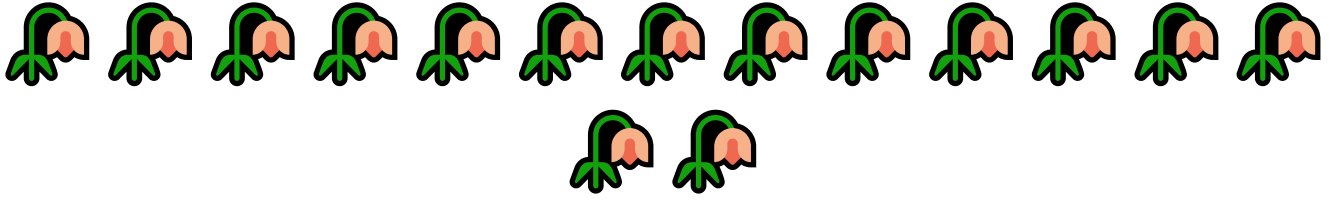
"تم اس کے دوست رہ چکے ہو وہ بھی بچپن کہ۔ تم نے یہ کیا مطلب وجہ کچھ بہت بڑی ہوگی ورنہ ایسے ہی تو نہیں کوئی اپنے دوست کو جان سے مارنے کی کوشش کرتا نا۔۔ مجھے وجہ جانی ہے۔۔۔۔۔"

"وجہ (فاہد نے اچھنبے سے کہا) کمینہ عاشق ہو گیا ہے ایک شہری چڑیا  
 پہ۔۔۔۔۔ وہ بھی دل و جان سے کہ اسے اپنے گھر کی عزت بنانے کا  
 منصوبہ بنائے بیٹھا ہے اور چڑیا بھی کوئی ایسی ویسی نہیں۔۔۔ لڑکی بھی وہ جو  
 گنوں کی پوری ہے۔۔۔۔ آپکے بھائی کو چھین کے لے جائے گی یہاں سے  
 "۔۔۔۔۔"

اس آخری بات پہ فیض نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

"اسے رکھنا ہی کون چاہتا ہے یہاں۔۔۔ میرا مقصد تو کچھ اور ہے۔۔۔۔۔"

اس سے پہلی کی فاہد کچھ پوچھنے کے لئے زبان کھولتا فیض باہر نکل گیا۔  
 جبکہ فاہد اس گہری سوچ میں ڈوب گیا کہ آخر ایسا کیا چاہتا ہے فیض جس  
 کہ لئے اس نے اس آدمی سے ہاتھ ملا لیا جس نے اس کے بھائی کو مارنے  
 کی کوشش کی تھی۔۔۔



فیض اور وسام کہنے کو تو بھائی تھے لیکن ان دونوں کی عمر میں بارہ سال کا فرق تھا اور مستی کرنے کی وجہ سے فیض اپنی عمر سے بوڑھا لگتا تھا کہ کچھ لوگ اسے وسام کا بڑا بھائی سمجھنے کے بجائے باپ سمجھتے تھے۔۔۔۔

فیض زیادہ پڑھا لکھا بھی نہیں تھا نا پچپن سے زیادہ پڑھائی کی طرف دھیان تھا۔ وہ شروع سے مادہ پرست خصلت کا مالک رہا تھا۔ اور جب وسام پیدا ہوا تو وہ جیسے سب کی آنکھ کا تارا بن گیا تھا۔ سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے ہر طرف کی محبت کا وارث ٹھہرا تھا۔ دادا نے بھی بہت پیار دیا تھا۔ پھر وقت گزرتا گیا اور وسام بڑھا ہوا تو جیسے سب کی آنکھوں کا تارہ بن گیا۔ اوپر سے اس کی طبیعت بھی ایسی تھی کہ سب خود بہ خود اسے پیار دیتے کیونکہ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



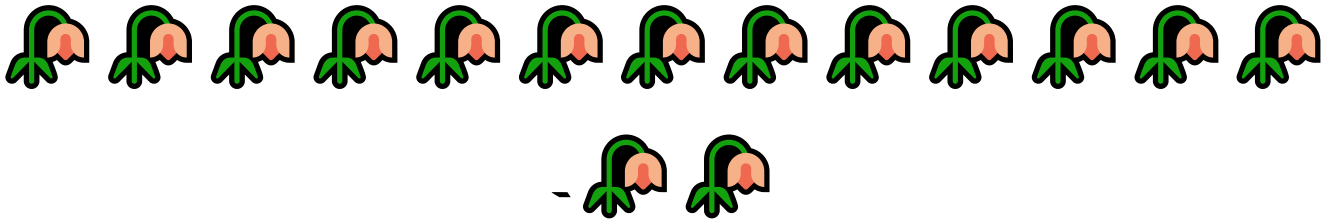
وہ چاہے جانے والوں میں سے تھا۔۔۔ وسام کو انگریزی میڈیم سکول میں پڑھایا گیا تھا اس طرح یونیورسٹی کالج ہر وہ جگہ جس کا نام وسام کے منہ سے نکلا وہاں اسے ایڈمیشن دلویا گیا۔ اس چیز نے فیض کے دل میں حسد کا بیج بو دیا تھا۔ اب تک دو شادیوں کے بعد بھی اس کی اولاد نہیں ہو پائی تھی۔۔۔۔۔ اب اس کی کوشش تھی کہ کہی وسام کے پیار میں اندھے ہو کر ان کے دادا بخش داد سب اسے کے حوالے نہ کر دیں۔۔۔۔۔ اب تک وہ وسام کی جاسوسی کرواتا آیا تھا کہ کہی کوئی موقع ہاتھ لگے اور وہ اسے سب کی سامنے نیچا دکھا سکے۔۔۔ لیکن آج تک کوئی موقع ہاتھ آیا ہی نہیں تھا۔ پر اب قسمت ایک دن مہربان ہوئی تھی۔ فیض اچھے سے جانتا تھا کہ اس کی ماں وسام سے اپنی بہن کی بیٹی کی شادی کرنا چاہتی ہے اور بابا اپنے مرحوم بھائی کی بیٹی فاخرہ سے اب اگر ایسا کچھ سامنے آتا تو ہر طرف سے تھو تھو ہو گی کہ اپنی برادری سے رشتہ توڑ کر باہر سے بہو لائے۔۔ فیض کی تو واہ واہ ہو جائے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

گی کہ ماں باپ نے جب بھی جس سے شادی کا کہا اس نے ہاں کر دی  
 -- وسام نافرمان ٹھہرایا جائے گا۔

دونوں طرف سے فائدہ فیض کا تھا... یہ منصوبہ ذہن میں آتے اس کے  
 چہرے پہ ایک مکروہ ہنسی اڑی تھی



آنے والے طوفان سے بے خبر وسام بیلا کی یاد میں گم تھا۔۔۔ وہ سوچ رہا  
 تھا کہ اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے جانے کونسا جادو کیا ہے جو وہ اپنا دل  
 ایسے ہاری بیٹھا ہے لیکن۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ یہ چھٹانک بھر  
 کی لڑکی کیسے سب کو اپنے اشارے پہ نچاتی ہے

محبت خوبصورت ہے ، محبت ہے صبا جیسی  
محبت دل کی ٹھنڈک ہے ، محبت ہے دعا جیسی  
محبت راحت جاں ہے ، محبت ہے شفا جیسی  
کہاں سب کو میسر ہے ، محبت ہے عطا جیسی  
محبت نور آنکھوں کا ، محبت روشنی جیسی  
محبت میں ہیں ساتوں سر  
محبت راگنی بھی ہے  
محبت نظم جیسی ہے ، محبت اک غزل بھی ہے  
محبت لفظ کے اندر چمکتے آئینے جیسی  
محبت شاعری بھی ہے

[illegible]

طیب دیکھے یہ منظر تو گھر چلا جائے!!!!

ہر ایک پل تجھے کھونے کا خوف ہے دل میں

کچھ ایسا کر کہ مرے دل سے دُور چلا جائے!!!

فیض خراماں خراماں چلتا حویلی میں داخل ہوا اور سامنے کا منظر دیکھ جیسے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔ فیض کی دونوں بیویاں نرمین اور سبل ساتھ بیٹھی تھی جبکہ سبل اپنے دیور یعنی وسام کے سر کی مالش کر رہی تھی۔ فیض آگے بڑھا اور سبل کو سر کے بالوں سے کھینچا۔ اس اچانک جھٹکے کے لئے وہاں موجود نفوس میں سے کوئی بھی تیار نہیں تھا۔ اس کے بعد فیض نے پے در پے سبل کو تھپڑ رسید کئے۔ شور سن کر سلطانہ بیگم باہر کو لپکی لیکن دیکھا کہ فیض سبل کو مار رہا تو مطمئن ہو کر واپس پلٹنے لگی کی تبھی وسام نے آگے بڑھ کر بھائی کا ہاتھ پکڑا اس دوران گھر کے باقی مرد اور سب خواتین بھی شور سن کر اکھٹے ہو چکے تھے وجہ فیض کا بیوی کے ساتھ مارپیٹ کرنا نہیں تھا کیونکہ یہ تو روز کا معمول تھا۔۔ وجہ وسام تھا جو کہ آگے بڑھ کر بھابھی کو بچا رہا تھا اور فیض اس پر بھی حملہ آور تھا۔۔۔۔۔ تبھی ایک رعب داد آواز ابھری۔۔۔۔۔ "فیض۔۔۔۔۔ رک جا ایتھے

ای۔۔۔ نئی تے اپنی جان دا ذمیدار تو خود آے (رک جاؤ ورنہ اپنی جان کے ذمہ تم خود کو گے) "چوہدری بخش داد جنہیں سب دادا صاحب کہتے تھے پھنکارے تھے۔

یہ سن کر فیض کے آنکھوں میں طیش سے خون ابھرا اور سبیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

"یہ..... (گالی) اس کو ایسے مالش کر رہی تھی جیسے اس دا خصم ہو۔۔۔"

اس بات پہ وسام نے تڑپ کر بھائی کو دیکھا اور کہا۔۔۔ "یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ بھائی میں نے کبھی کسی لڑکی کو بری نگاہ سے نہیں دیکھا کجا کہ میری خود کی بھابھی۔۔۔ سوچا بھی کیسے آپ نے۔۔۔" (اور یہاں

وسام نے وہ بات کی تھی جس کا فیض انتظار کر رہا تھا ( فوراً قہقہہ لگایا اور  
کہا۔۔۔

"اچھا؟؟؟ تو وہ شہری چڑیا کون ہے؟ کیوں مارا تجھے تیرے جگمگی یار  
نے۔۔۔۔" اور اس بات پہ وسام کا چہرہ فق ہوا تھا۔

"ہاں کیوں کر گیا چپ بول اب۔۔۔۔۔۔ ہن منہ بے گھنگھیاں پا  
لئیاں۔۔۔۔۔۔ باہر کی لڑکیوں کے ساتھ منہ مارتا پھرتا ہے یہ ان حرافاؤں کے  
ساتھ۔۔۔۔۔"

ابھی الفاظ منہ میں ہی تھے کہ وسام چیخ اٹھا۔۔

"خبردار۔۔۔ ایک لفظ نکالا اس کے لئے۔۔۔۔۔" (فیض کے چہرے پہ

مسکراہٹ ابھری۔۔ مقصد کامیاب ہو چکا تھا۔

تبھی سلطانہ بیگم نے سینے پہ دو ہتھڑ مارے اور کہا۔

"ستیاناس تیرا وسام۔۔۔۔ میں رخصانہ کو کیا منہ دکھاؤں گی۔۔ مرن جوگیا  
کسے تمہارا نہیں چھڑیا تو سانوں۔ تیرا بیڑا غرق جائے۔"۔ ابھی سلطانہ بیگم  
کے بین جاری تھے راحیل صاحب بولے۔" میں نے بھائی صاحب سے وعدہ  
کیا تھا کہ ان کی فخرہ میری بہو بنے گی۔"

ابھی باقی لوگ بھی اپنے نادر خیالات کا اظہار کرتے اس سے پہلے دادا  
صاحب نے رعب دار آواز میں کہا۔۔۔

"تم سب کون ہوتے ہو یہ فیصلہ کرنے والے کہ کون ہوگی ہماری  
بہو۔۔۔۔ اپنی زبانیں بند رکھو سب۔۔"

دادا صاحب کی اس بات پہ جیسے فیض کو جھٹکا لگا کہ یہ کیا بول رہے ہیں  
اس بات پر تو اب تک وہ کسی کو بھی عاق کر دیتے لیکن یہاں تو کایا ہی  
پلٹ گئی دادا صاحب کی کنگا الٹی بہنے لگی۔



ابھی سب اس حیرانی سے باہر نا آئے تھے کی دادا صاحب نے کہا وسام  
میرے کمرے میں آؤ۔۔۔۔

ان کا حکم ملتے ہی وسام اٹھا اور ان کے پیچھے کمرے میں چل پڑا ابھی ان  
کے جانے کی ہی دیر تھی کہ وسام کی سب سے چھوٹی بہن نازیہ بولی۔  
"یہ بھائی پہ لگتا اس نے جادو کر دیا کیسے بول رہا تھا نا اور تبھی منجھلی والی  
سجیلہ بولی ابھی سے یہ حال ہے۔۔ امی اگر وہ اس گھر میں آگئی تو سب کو  
نچا کہ رکھ دے گی۔۔۔"

یہ بات سجیلہ نے بنا سوچے سمجھے کہی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ  
واقعی وقت یہ ثابت کرے گا کہ یہ سب اس آنے والی کے اشاروں پہ  
ناچنے جا رہے ہیں۔



دادا صاحب نے وسام کو سامنے والی کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور کہا --  
"دیکھ پتر ہم خاندان سے باہر کیسے تیری بارات لے جائیں جب خاندان میں  
اتنے رشتے موجود ہیں ---"

انہوں نے بہت پرسوج انداز میں کہا ---

ان کا مثبت رویہ دیکھ کر وسام بولا --- "دادا صاحب وہ بہت اچھی ہے آپ  
یقین کریں ہمارے پورے خاندان میں اس جیسی کوئی نہیں --- ہمیں اپنی  
نسلوں کو سنوارنے کے لئے ایسی ہی کوئی چاہیے ---"

ابھی وسام جانے اور کیا کیا کہتا کہ سلطانہ بیگم جو باہر دروازے سے کان  
لگائے ان کی گفتگو سن رہی تھیں ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا اور اندر آئی

---

"واہ نسل سنوارے گی یعنی تیری ماں بہن نسل بگاڑ رہی ہیں --- کھوتے  
دے پتر تیری نسل میں سیدھی کرنی آں۔"

اور یہ کہتے اُنہوں نے چھری نکالی اور اپنی نبض پہ رکھ لی۔۔۔۔۔ ان کی اس  
حرکت پہ تمام حاضرین انگشت بدداں رہ گئے۔ لیکن اندر سے سب جانتے تھے  
کہ یہ ایک گیڈر بھبکی ہے اس لئے دادا صاحب نے انہی اتنا سنجیدہ نہ لیا۔ اور  
کہا۔۔۔ "سلطانہ تمہاری اتنی جرات کہ تم ہمارے سامنے کھڑی ہو کر ایسی  
حرکت کرو۔"

اس بات پہ سلطانہ کا اعتماد دگمگایا تھا کہ تبھی ان کی تینوں بیٹیوں نے رونا  
شروع کر دیا تاکہ ماحول میں تھوڑی سنجیدگی اسکے۔۔ لیکن اس کا اثر صرف  
وسام پہ پڑا اور اس نے کہا۔

"-امی یہ کیا کر رہی ہیں آپ ہاں رکھیں اسے۔۔۔۔۔"

وسام کی طرف سے محبت رد عمل دیکھ کر وہ اور شیر ہوئی اور ان میں جوش  
آیا اور کہا۔۔۔

"اس لڑکی کی ڈولی آنے سے پہلے میری لاش اٹھے گی وسام۔۔۔ فیصلہ تیرا  
ماں چاہیے یا وہ۔۔۔۔۔" اور ان کی اس بات پہ وسام ہار گیا۔

"ٹھیک ہے امی جیسا آپ چاہیں۔۔۔۔۔" یہ کہتے وسام کا لہجہ ایسا تھا جیسے ہارا  
ہوا جواری ہو۔۔ اس بات سے سلطانہ بیگم کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک  
ابھری۔۔۔۔۔

اور وسام باہر کو چلا گیا۔۔ ابھی وہ دروازے پہ ہی تھا کہ اسے قہقہہ کی آواز  
سنائی دی یعنی اس کی ماں جذبات کے ساتھ کھیل رہی تھی لیکن تھا تو بیٹا  
اور بیٹے چاہے جیسے بھی ہوں ماں کے معاملے میں ہمیشہ حساس ہوتے

ہیں۔۔۔ وسام زبان دے چکا تھا لیکن یہ سب اسے بہت مہنگا پڑنے والا

تھا۔۔۔



وسام نے اپنا نمبر ابھی بند کر دیا تھا وہ تلخ الفاظ رابیل کو کہنے سے پہلے اسے خود میں بھی ہمت جٹانی تھی پہلے خود کو تیار کرنا تھا ابی محبت کو روتا دیکھنے کے لئے پھر اسے کچھ کہتا لیکن یہاں تو اپنے دل دماغ زبان پہ قفل لگے تھے اسے کیا کہتا جو اس کی تکلیف پہ بلبلا اٹھتی تھی۔۔۔ ترک محبت کرنا اتنا آسان تو نہیں ہوتا نا۔ لیکن وسام کو کرنا تھا۔۔۔

ترک محبت کر بیٹھے ہم، ضبط محبت اور بھی ہے

ایک قیامت بیت چکی ہے، ایک قیامت اور بھی ہے

ہم نے اُسی کے درد سے اپنے سانس کا رشتہ جوڑ لیا  
ورنہ شہر میں زندہ رہنے کی اک صورت اور بھی ہے

ڈوبتا سورج دیکھ کے خوش ہو رہنا کس کو راس آیا  
دن کا دکھ سہ جانے والو، رات کی وحشت اور بھی ہے

صرف رتوں کے ساتھ بدلتے رہنے پر موقوف نہیں  
اُس میں بچوں جیسی ضد کرنے کی عادت اور بھی ہے

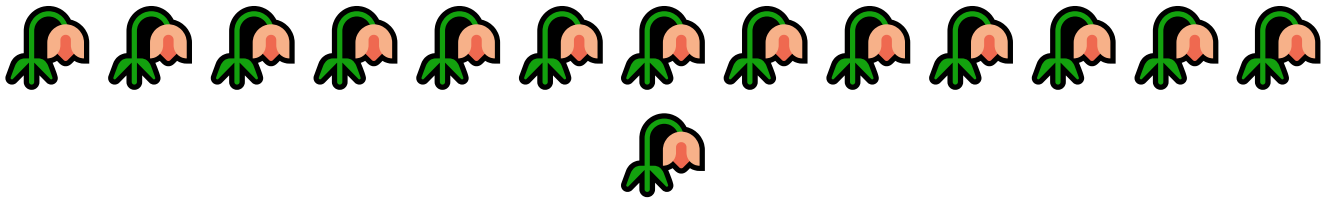
صدیوں بعد اُسے پھر دیکھا، دل نے پھر محسوس کیا

اور بھی گہری چوٹ لگی ہے، درد میں شدت اور بھی ہے

میری بھگیتی پلکوں پر جب اُس نے دونوں ہاتھ رکھے  
پھر یہ بھید کھلا ان اشکوں کی کچھ قیمت اور بھی ہے

اُس کو گنوا کر محسن اُس کے درد کا قرض چکانا ہے

ایک اذیت ماند پڑی ہے ایک اذیت اور بھی ہے



ایک جھونکے کی طرح دل میں اترتے کیوں ہو

گر بچھڑتا تھا تو یادوں میں چمکتے کیوں ہو ہو سکے تو مجھے خوشبو سے معطر کر دو

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

پھول بن کے میرے بالوں میں اٹکتے کیوں ہو ہم نہ کہتے تھے اسے کھویا تو  
مر جاؤ گے

اب چراغوں کی طرح شب کو سسکتے کیوں ہو  
جس نے خود سے کبھی اقرار محبت نہ کیا  
اس کی خاطر بھری دنیا سے الجھتے کیوں ہو

وسام اپنا کمرہ بند کیے بیڈ پہ دراز تھا لیکن ذہن مسلسل جاگ رہا تھا دو دن  
اپنا فون بند رکھا تھا لیکن جب تک --- آخر ایسا کب تک چلتا۔۔۔ تبھی  
کمرے کے دروازے پہ دستک ہوئی جسے وسام نے نظر انداز کر دیا جیسے پچھلے  
دو دن سے کر رہا تھا لیکن اب دستک دینے والا مستقل مزاج تھا۔ تبھی  
وسام اٹھا اور دروازہ کھولا لیکن دوسری طرف موجود شخص کو دیکھ کر حیران رہ  
گیا۔ اسے حیراں چھوڑتا بلال کمرے میں آچکا تھا۔۔۔ بلال وسام کا پرانا



دوست تھا اس لئے وسام کے کمرے تک آنا مشکل نہیں تھا اسے دیکھ باقی  
گھر والے ہی سکون میں آئے کہ چلو کسی کا کہنا سن کے سہی دروازہ تو  
کھولے گا۔

اندر آتے ہی بلال نے دروازہ بند کیا اور کہا۔ "تیرا فون کہا ہے؟"  
وسام اب بھی کچھ نا بولا اور جیب سے موبائل نکال کر بلال کے ہاتھ میں  
رکھ دیا۔ بلال نے فون آن کیا۔ اور فون آن کرنے کی دیر تھی کہ جیسے  
نوٹیفکیشنز کی قطار لگ گئی۔ ان گنت کالز، میسجز، واٹس نوٹس --- ان دو  
دنوں میں رابیل کی طرف سے تین سو چالیس کالز، میسجز تھے۔۔۔۔  
تبھی بلال نے کہا۔۔۔۔

"تیرا مسئلہ کیا ہے ہاں۔۔۔ وہ دو دن سے تڑپ رہی ہے وہاں کل مجھے  
کال کر کے کہا کہ بھائی وسام ٹھیک ہے نا۔۔۔ میں شہر تھا تجھے کال کی

تیرے بھائی کو بھی --- کسی نے نہیں اٹھائی وہاں سے سیدھا یہاں آیا ہوں۔ تجھے بالکل پرواہ نہیں اس لڑکی کی ہاں جو اپنی زندگی تجھ سے جوڑے بیٹھی ہے۔۔۔"

لیکن۔ بلال کی کسی بات پہ وسام کچھ نا بولا سر جھکائے کھڑا بت بنا رہا جس نے بلال کو اور طیش دلائی۔۔۔

بلال نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ "کچھ پھوٹے گا بھی منہ سے؟ یا یونہی گونگے کا گڑ کھائے رکھنا ہے۔۔۔"

اس بات پہ خاموشی دیکھ کے بلال رہا اور وسام کو ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا۔۔۔

وسام نے سر اٹھایا اور پھر بلال کے گلے لگ گیا اور بچوں کی طرح رونے لگا۔ وسام کی اس حرکت پہ جیسے بلال کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس نے بالکل تصور نہیں کیا تھا کہ یہ صورتحال ہوگی۔

جب وسام دل کا بوجھ ہلکا کر چکا بلال نے اسے بٹھایا اور کہا اب بتا کیا ہوا

ہے ---

وسام نے ایک زخمی نگاہ بلال پہ ڈالی اور کہا --

"یار!!! ہار گیا میں - اپنی ماں کے آگے میں کیسے ان کی نافرمانی کروں --

انہوں نے دھمکی دی ہے کہ میں نا ہٹا پیچھے تو وہ اپنی جان لے لیں گی

- میں جانتا ہوں کہ صرف ڈرانے کے لئے کیا یہ لیکن اگر سچ میں ایسا ہو گیا

تو--- میں کیا کروں گا؟ باقی بہن بھائی بھی ہیں - میری ماں نے زبان دی

ہے --- میں نہیں ساتھ دے سکتا اس کا--- نہیں رہ سکتا اس کے ساتھ

- نہیں ہوں میں اس کے لائق--"

ابھی جانے وہ کیا اور کہتا کہ بلال نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹکا اور کہا---

"مجھے لگا کہ تو کسی مشکل میں ہے وہ معصوم وہاں دو دن سے بھوکی پیاسی روئے جا رہی ہے اور تو؟؟؟؟ اگر کچھ کر لیا ماں نے؟ اس اگر یہ اسے ساری زندگی کا روگ دینے چلا ہے ہاں؟ کیسا بزدل انسان ہے تو۔۔۔ تف ہے تجھ پہ وسام۔۔۔" اس کی طرف قدم تو نے بڑھائے تھے وہ خود نہیں آئی تھی۔ وہ خود نہیں بڑھی تھی تیری طرف ذلیل انسان۔۔۔۔۔

بلال نے صدمے سے کہا تھا۔

وسام نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔۔۔ "بزدل ہی سہی لیکن اب اور کچھ نہیں میرے ہاتھ میں۔۔ تو اسے کہہ دینا کہ۔۔۔۔۔"

ابھی بات جاری تھی کہ بلال نے کہا۔۔ "میں اس معصوم کو کرچی کرچی ہوتے نہیں دیکھ سکتا وسام۔۔۔ وہ بہن ہے میری میں کیسے اپنی بہن کو موت کی نوید سنا دوں؟ جو کہنا ہے تو خود کہہ دے اور ہاں کہہ دے۔۔ اسے

اپنے انتظار کی سولی پہ مت چڑھا کہ ساری زندگی ویسے بھی پل پل مرنا ہی ہے اس انتظار سے اپنے بابا کی لاڈلی ایسے ہی نا مر جائے۔۔۔۔ اور ہاں آگے سے مجھ سے رابطہ مت کرنا کیونکہ ایک نامرد ایک بزدل میرا دوست کہلانے لائق نہیں۔۔۔ وہ میری بہن ہے اور میں اتنا بے غیرت نہیں ہوں کہ بہن کو دھوکا دینے والے کو دوست کہوں۔۔۔۔"

اس بات پہ وسام کا ہاتھ کلیجہ کو پڑا اور کہا۔۔۔۔ "تو بھی مجھے چھوڑ کے جا رہا ہے۔ اکیلا کر رہا ہے نا؟؟؟؟؟"

اس پہ بلال ہنسا اور کہا۔

"میں چھوڑ رہا؟؟؟"

وسام تو خود ذمیدار ہے اور تو اکیلا کہاں ہے۔ تیری اماں ہے نا جن کے لئے قاتل بن رہا ہے تو۔ بہنیں ہیں سب ہیں۔۔۔۔ ان محبت کو چھوڑ رہا جس

کے لئے جینے مرنے کو تیار تھا کل کو دوستی بھی بھار میں جائے گی تو

بھائی۔۔۔۔ خوش رہو۔۔۔ ایک نامرد میرا دوست نہیں ہے۔۔۔۔۔"

یہ کہتے بلال رکا نہیں تھا جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے جا چکا تھا۔

جیسے ہی بلال سیڑھیاں اتر اوسام کی بہن نازیہ جو نا جانے کب سے بلال کے

نیچے اترنے کے انتظار میں کھڑی تھی۔۔ فوراً راستے میں آئی۔ اس سے پہلے

کچھ کہتی بلال اسے نظر انداز کرتا سائیڈ سے گزر گیا لیکن دل میں کہا۔۔۔۔ دل

کرتا ہے وسام تیری بہن کے ساتھ بھی وہی کروں جو تم لوگ اس معصوم

کے ساتھ کر رہے ہو۔۔۔۔ لیکن خوف خدا آڑے آ جاتا ہے۔۔۔۔۔



بلال کے جانے کے بعد وسام نے فون اٹھایا اور میسجز کھولے۔ اور وائس

نوٹ پلے کیا جو دو دن پہلے رات کا تھا۔۔ وہ میسج میں رابیل کہہ رہی تھی کہ

واک کر آؤ پھر کھانا کھائیں گے۔ اور کچھ بہت ضروری بتانا بھی ہے۔ اگلا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مسیح بھی ایسا ہی تھا۔ اس سے اگلا مسیح پریشانی سے بھرا تھا۔ اس کے بعد  
 لہجہ میں خوف تھا۔۔۔ اور پھر اس کے بعد سے اب تک جتنے بھی مسیح تھے  
 رابیل کی سسکیاں، آنسو، تڑپ کا غماز تھے۔ تبھی وسام کی منہ سے نکلا مجھے  
 معاف کر دو رابیل تمہے ہمیشہ کا رونا دینے کے لئے۔۔۔۔۔ اور پھر کال ملا  
 دی۔۔۔ دوسری طرف وہ تو جیسے اسی کال کے انتظار میں تھی۔

فوراً سے بیشتر کال اٹھائی اور کہنا شروع کیا۔۔۔ "وسام کہاں تھے آپ۔۔  
 آپ کو نہیں پتا اتنا رو رہی تھی میں۔ آپ نہیں تھے پتا نہیں کہاں تھے  
 تب سے یاد کر رہی تھی آپ کو کھانا بھی نہیں کھایا اتنی پریشانی ہو رہی تھی  
 کہ کچھ ہونا گیا ہو۔۔۔۔۔"

ابھی بات جاری تھی کہ وسام بولا۔۔۔۔۔

"رابیل اب ہم ساتھ نہیں رہ سکیں گے۔۔۔ کبھی بھی۔۔۔"

اس بات پہ رابیل کا رنگ فوق ہوا تھا۔۔۔

لیکن ہمت کر کے بولی مذاق نہیں کریں "اب اچھا۔۔۔ یہ بے ہودہ مذاق  
نہیں پسند مجھے اچھا۔۔۔"

"رابیل میں مذاق نہیں کر رہا۔۔۔" وسام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔

"ہم ساتھ نہیں رہ سکتے۔ مجھ سے رابطہ مت رکھنا آگے سے۔۔۔"

"لیک۔۔۔ لیکن کیوں وسام۔۔۔ وجہ تو بتاؤ۔۔۔ کیوں سزائے موت سنا رہے  
ہو ہاں۔۔۔ میری خطا بتاؤ نا۔۔۔ میرا قصور کیا ہے۔۔۔" رابیل نے سسکتے  
ہوئے کہا تھا۔۔۔

"میری امی نہیں چاہتی بس یہ وجہ ہے۔۔۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں  
بس ہم ایک نہیں ہو سکتے میری امی نے کہا ہے وہ اپنے آپ کو مار لیں  
گی۔۔۔ دھمکی ہی سہی لیکن بس۔۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔۔"



وسام نے شرمندگی سے کہا تھا۔

"ام۔۔۔ امی نہیں چاہتی؟؟؟ یہ تب کیوں نہیں سوچا تھا ہاں جب مجھ سے بات کرنی تھی جب ایک بات سننے کے لئے مر رہے تھے تب کہاں تھا ماں کا پیار۔۔۔ وہ دھمکی دے رہی ہیں تو بس اتنے میں ہی تھک گئے اور کہتے ہو پیار کرتا ہوں۔۔۔ یہ کیسا چھوڑنا ہے ہاں کہ مقابل کو کہا جائے پیار بھی کرتا ہوں اور ساتھ بھی نہیں رہنا۔۔۔۔ یہ تو وہی بات ہوئی زہر بھی دے رہا ہوں اور قاتل بھی نہیں ہوں۔۔۔۔ ماں کی زندگی عزیز اور میں؟؟ میں کیا تھی۔۔۔ جو ابھی سے سوچا کہ محبت کو گئی کے تو گھر بتاؤں دوستوں کو۔۔۔ سب کو۔۔۔ تاکہ محبت کی ہے تو حلال ہو۔۔۔ بتاؤ وسام میں کیا ہوں جو تم سے نکاح کا خواب دیکھ رہی ہے ہاں۔۔۔ بولو نا۔۔۔۔"

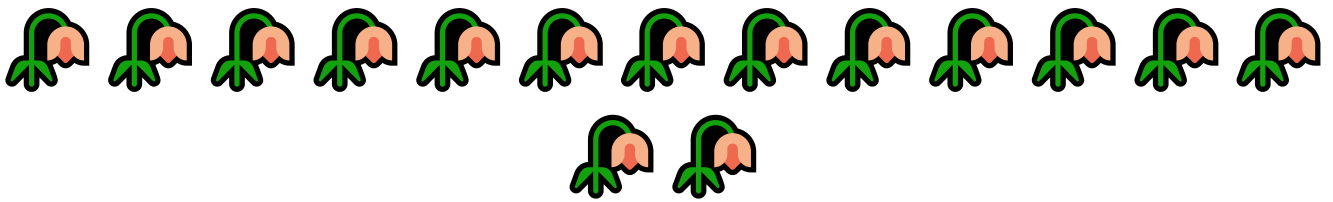
رابیل میں پتا نہیں کہاں سے جوش آگیا تھا اسے لگا تھا شاید یہ اس کی محبت کا آخری مقدمہ ہے۔۔۔ اب نابولی تو ہار جائے گی۔ لیکن وہ کانچ کی گریبا نہیں جانتی تھی کہ اب کوئی دلیل نہیں۔۔۔۔

وسام نے خود پہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔ "وہ ماں ہیں میری۔۔۔ خود کو کچھ۔۔۔"

رابیل نے بات کاٹی تھی۔

"رکھو اپنی ماں ہی اللہ حافظ۔۔۔۔ ماں کی زندگی عزیز ہے نا۔۔۔ یاد رکھنا وہ عورت بھی میری قاتل ہو گی اور تم بھی۔۔۔۔۔ معاف نہیں کروں گی میں۔۔۔۔۔ خیال رکھنا ان کا۔۔۔۔۔"

یہ کہتے کال کٹ چکی تھی۔۔۔ آخری باتوں کا معنی سمجھ آتے ہی وسام کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ رابیل کے خطرناک ارادے بھانپتے ہی اس نے کال ملائی تھی لیکن نمبر بند تھا۔۔۔ اب وسام سر پکڑ کے بیٹھا تھا۔۔۔



"میں تو اس کے لئے کچھ بھی نانکلی اللہ جی۔۔۔ کیسے بھرم توڑ دیا میرا۔۔۔ اس نے۔۔۔۔ وہ جو رو رو کی پہلے ہی نڈھال تھی اب ہار چکی تھی۔۔۔ یہ کہتے ہی اس کا وجود بے جان ہونے لگا تھا۔" لیکن منہ سے الفاظ جاری تھے۔۔۔ "اللہ جی میں ہی کیوں۔۔۔ اللہ جی میں ہی کیوں۔۔۔"

یہ کہتے وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکی تھی اور پاس نیند کی گولیوں کی شیشی پڑی تھی جو اب خالی تھی۔۔۔۔ خالی تو رابیل بھی تھی اور قسمت

آنکھوں میں آنسو لے اس شہزادی کو دیکھ رہی تھی جو ایک ناقدِ رے کے لیے  
دنیا سے منہ موڑے جا رہی تھی۔۔۔۔

حیات صاحب اور مسز حیات اپنی لاڈلی کی حالت سے بے خبر عمرہ ادا  
کرنے تین دن پہلے جا چکے تھے۔۔۔

یہ اُس سے کہہ دیا کس نے

کہ اُس بِن ہم رہ نہیں سکتے

یہ دُکھ ہم سہ نہیں سکتے

سنو قاصِدِ د---!-

غلط فہمی ہوئی اُس کو

چلو ہم مان لیتے ہیں

کہ اُس بِنِ ہم بہت روئے

کئی راتوں کو نہ سوئے

مگر افسوس میری جان-----

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

کہ اب وہ جب بھی لَوٹے گا

ہمیں تبدیل پائے گا

بہت مایوس ہو گا وہ

اگر وہ پوچھنا چاہے

کہ ایسا کیوں کیا ہم نے

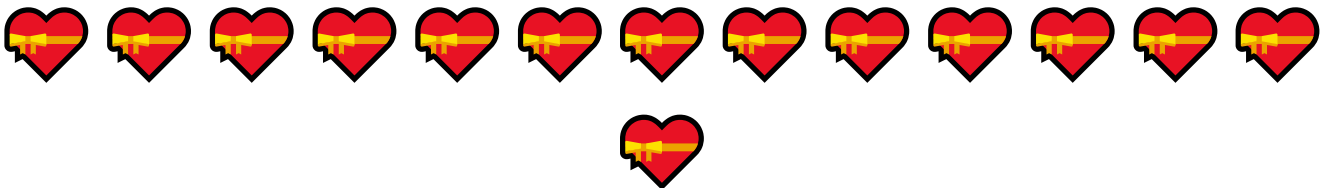
توسُن لو غور سے پیارے

اِک پرانی سی رِوایت

توڑ دی ہم نے

اُسے کہنا -----

محبت چھوڑ دی ہم نے



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

میں چاہتی ہوں  
میں تمہیں بتاؤں  
کہ مجھے درد ہوتا ہے  
اتنا درد کہ دل کرتا ہے  
اپنی کن پٹیوں پہ انگلیاں رکھ کر  
اتنی زور سے دباؤں کہ وہاں سے خون کا اخراج ہو  
شاید اس خون میں وہ تمام باتیں  
وہ تمام سوچیں بھی بہہ جائیں  
جو میرے ذہن کو اذیت کے نشتر چبھو رہی ہیں..!



میں چاہتی ہوں  
میں تمہیں بتاؤں  
کہ مجھے درد ہوتا ہے  
اتنا درد کہ جیسے کوئی میرا دل کسی پتھر پہ رکھ کر  
کسی ہتھوڑی سے اس میں کیل گاڑتا ہے  
اور بس ایک کیل سے بس نہیں کرتا  
بلکہ بار بار وہ اس عمل کو دہراتا ہے  
گھاڑتا ہے ، نکالتا ہے  
گھاڑتا ہے ، نکالتا ہے پر موت نہیں آنے دیتا..!

میں چاہتی ہوں  
میں تمہیں بتاؤں  
کہ مجھے تکلیف ہوتی ہے  
ایسی تکلیف جیسے کسی زندہ انسان کو  
کسی پیڑ کے ساتھ باندھ کر  
کسی پرانی چھری سے اس کو جگہ جگہ سے کاٹا جائے  
اس پہ کوڑے برسائے جائیں  
اتنے کوڑے کہ اس کے وجود کا گوشت  
اس کی ہڈیوں سے الگ ہو جائے  
پر موت کے فرشتے کو ادھر آنے کی اجازت نہ ہو...!

میں چاہتی ہوں  
میں تمہیں بتاؤں  
کہ کاش کوئی لفظ  
میری اذیت کے معیار پہ پورا اترے  
تو میں تمہیں بتاؤں  
کہ درد اور تکلیف اس اذیت سے  
بہت چھوٹے لفظ ہیں  
جو میں محسوس کرتی ہوں..!

میں چاہتی ہوں  
میں تمہیں بتاؤں  
جب میں سوچتی ہوں کہ تم میرے نہیں ہو  
تو یہ احساس مجھے ایسے کھاتا ہے  
جیسے کسی لکڑی کو دیمک لگ جائے  
تو بظاہر تو وہ لکڑی تندرست نظر آتی ہے  
پر اندر سے کھوکھلی ہو کے ختم ہو چکی ہوتی ہے  
میں بھی اسی طرح اندر ہی اندر کھوکھلی ہو گئی ہوں  
بظاہر تو تندرست نظر آتی ہوں  
پر کسی دن زمین بوس ہو جاؤں گی

اور سب کہیں گے اچھی بھلی تو تھی  
 پر تم گواہ رہنا کہ مجھے تمہاری دیک نے کھایا ہے  
 میں اچھی بھلی نظر آتی ہوں پر ہوں نہیں!..



رابیل کو وہاں پڑے ہوئے تین گھنٹے ہو چکے تھے لیکن کوئی نہیں آیا تھا۔۔۔  
 وہ نازک لڑکی جسے چوٹ لگتی تھی تو گھر سر پہ اٹھا لیتی تھی آج موت سے  
 لڑنے چلی تھی وہ بھی اتنی خاموشی سے بالکل تن تنہا۔۔۔۔

باسط کے بچپن کے دوست کی سالگرہ تھی وہ جب گھر واپس آیا تو ہر طرف  
 اندھیرا تھا۔ اتنی خاموشی کے اسے ایک دم وحشت ہوئی جیسے کچھ غلط ہو گیا  
 ہو۔ اس نے رابیل کو آوازیں دینی شروع کی لیکن کوئی جواب نا آیا۔۔۔ تبھی

اسے دیکھ باسط نے کہا۔۔۔" اففففف تم سو رہی ہو اور میں پریشان ہو رہا تھا  
کہ چڑیل بول نہیں رہی۔۔۔ چل اب اٹھ جا۔۔ چائے پینی ہے مجھے۔۔۔"

یہ کہتے اس نے رابیل کا کندھا ہلایا اور وہ جو ذرا سی آہٹ پہ اٹھ کھڑی ہوتی  
تھی ذرا سی حرکت بھی ناکی۔۔۔ تبھی باسط کی نظر پاس پڑی شیشی پہ گئی۔  
وہ شیشی دیکھتے ہی باسط کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔۔۔ اس نے دیکھا  
تو رابیل کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑے تھے پاس ہی فون موجود تھا۔۔۔



باسط نے اپنے کھوتے ہوئے حواسوں کو فوراً بحال کیا تھا اور رابیل کا فون اپنی جیب میں ڈالا اور رابیل کو اٹھا کر بھاگتا ہوا نیچے آیا۔۔ ہسپتال کا تیس منٹ کا سفر باسط نے دس منٹ میں طے کیا تھا۔ رابیل کو ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ یہ سوسائڈ کی کوشش ہے اتنی مقدار میں نیند کی گولیاں کیسے لی جا سکتی ہیں۔ لیکن باسط نے انہی سے کہا کہ رابیل بیمار تھی اس لئے پتا نہیں چلا۔۔ باسط کی دلیل اور رابیل کی حالت کے پیش نظر ڈاکٹر نے رابیل کو آئی سی یو میں شفٹ کر دیا تھا اور باسط کو باہر انتظار کا کہہ دیا۔۔

باسط کی اپنی حالت غیر ہو رہی تھی اپنی جان سے پیاری بہن کو ایسے دیکھنا وہ بھی تب جب وہ آسمانوں میں اڑ رہی تھی جب وہ حقیقی معنوں میں خوشیوں سے ملنے جا رہی تھی۔ رابیل نے دو دن پہلے باسط کو سب بتا دیا تھا اور باسط بیت خوش تھا کہ اب اس کہ بہن کو کوئی ایسا ملا جو اسے بابا جیسا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

پیار کرے ورنہ بچپن سے ددھیال کے طعنے اور امی کے دکھ دیکھ کر رابیل بہت سنجیدہ ہو گئی تھی لیکن اب وہ واقعی خوش تھی اور باسط بھی کہ اس کی بہن کو ایک قدردان مل رہا تھا۔۔۔ لیکن رابیل نے یہ کیا کیوں۔۔۔۔۔ اس بات پہ بات الجھ گیا تھا۔۔۔

تبھی اسے کچھ یاد آیا اور اس نے رابیل نا فون آن کیا وہاں وسام کی کالز کا نوٹیفکیشن نظر آیا اور باسط نے بنا سوچے سمجھے اسے کال ملا دی۔۔ وسام نے کل اٹھائی اور کہا رابیل کہا ہو تب سے فون آف۔۔۔۔۔ ابھی وہ ناجانے اور کیا کہتا کہ آگے سے باسط بولا۔۔۔

"رابیل کو کیا ہوا ہے وسام؟"

رابیل کی جگہ کسی اور کی آواز سن کر وسام سٹپٹایا تھا۔ اور آگے سے کہا۔۔۔۔۔ "جی کون۔۔۔"



باسط نے جواب دیا --

"باسط بول رہا ہوں وسام بھائی---" اس بات پہ دوسری طرف گہری خاموشی چھا گئی تھی-- جسے باسط نے بھی محسوس کیا۔ تبھی کہا--

"رابیل نے بتایا تھا مجھے پرسوں-- ہم بہت خوش تھے---" (اس بات پہ وسام سمجھ گیا کہ اس خاص بات کہ بتانے کا بول رہی تھی رابیل) تبھی وسام نے کہا---

"رابیل کہاں ہے باسط--- میری بات کروا دو پھر بہت باتیں تم سے

"-----"

اس بات پہ باسط ایک رنجیدہ ہنسی ہنسا تھا -- اور بولا---

"مر رہی ہے وہ ----" (وسام کو لگا جیسے کسی نے اس پہ یک دم کھولتا ہوا پانی ڈال دیا ہے)

لیکن پھر ہمت یکجا کی اور کہا۔۔۔" مط۔۔۔ مطلب کہا ہے وہ۔۔۔"

"ہاسپٹل ہے۔۔۔ آئی سی یو۔۔۔ نیند کی ٹیبلیٹ زیادہ مقدار میں۔۔۔"

ابھی باسط بتا رہا تھا کہ وسام بولا۔

"کس ہاسپٹل میں ہے نام بتاؤ مجھے۔۔۔۔" باسط نے جیسے ہی نام بتایا۔۔

وسام پھرتی سے اٹھا اور بلال کو کال کی۔۔ جو فوراً کاٹ دی گئی۔ اب کی

بار وسام نے میسج لکھا۔ "رابیل کے بارے میں بات ہے۔۔۔ کال کر

۔۔۔۔۔"

میسج سینڈ ہوتے ہی کال اٹھائی گئی ابھی بلال کچھ کہتا اس سے پہلے ہی

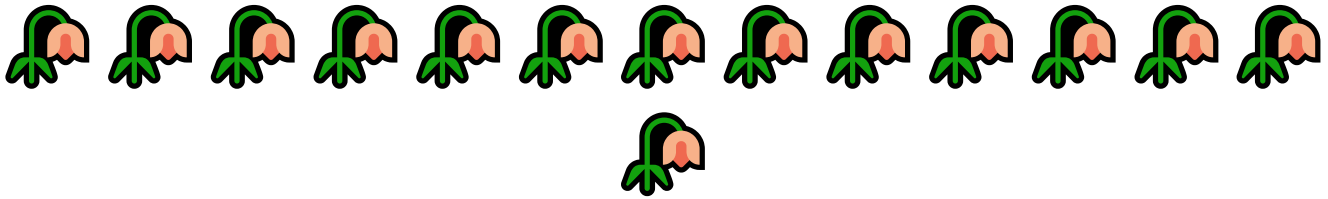
وسام نے کہ "وہ ہاسپٹل ہے۔۔۔۔ بلال میں نے اسے کہا تھا چھوڑ دو مجھے

اور وہ دنیا چھوڑ کے جا رہی ہے۔"

یہ بات سنتے ہی بلال پہ سکتا طاری ہو گیا۔ فوراً کہا۔ "کیا ہوا ہے اسے ہاں  
بول اب کیوں رو رہا ہے ہاں۔ تجھے تو پیار نہیں تھا اس سے پھر کیوں  
ہاں۔۔۔"

"بلال ہم جا رہے ہیں لاہور۔۔۔ ابھی تو گھر کے باہر آ جو لینا وہ لے کر  
۔۔۔۔ آ رہا ہوں میں۔۔۔۔"

یہ کہتے وسام نے کال کاٹ دی۔



کہیں پر ضبط کرتی ہوں

کہیں پر بول دیتی ہوں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

میں اک دریا کے جیسی ہوں  
جو اپنی دھن میں چلتی ہوں  
بچھر جاؤں جو مستی میں  
تو کنارے توڑ دیتی ہوں  
میں دل کی کپچیاں لے کر  
کہاں در در پھروں تنہا  
دل اگر ٹوٹ جائے تو  
میں خود ہی جوڑ لیتی ہوں  
محبت کے تقاضوں میں  
بہت ہی خودار سی ہوں میں

وفاداری \_\_\_\_\_ پہ آؤں

تو حدیں ساری توڑ دیتی ہوں.....!!!!

وہ رستے ترک کرتی ہوں

وہ منزل چھوڑ دیتی ہوں

جہاں عزت نہیں.... ملتی

وہ محفل چھوڑ دیتی ہوں

کناروں سے اگر.....

میری خودی کو ٹھیس پہنچے تو

بھنور میں ڈوب جاتی ہوں

وہ ساحل چھوڑ دیتی ہوں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مجھے مانگے ہوئے سائے  
ہمیشہ دھوپ لگتے ہیں  
میں سورج کے گلے پڑتی ہوں  
بادل چھوڑ دیتی ہوں  
تعلق یوں نہیں..... رکھتی  
کبھی رکھا کبھی چھوڑا  
جسے میں چھوڑتی ہوں □  
پھر مسلسل چھوڑ دیتی ہوں  
گلوں سے جب نہیں بنتی  
تو ان سے جنکو نسبت ہو

وہ سارے تتلیاں,,,,,,  
جگنو عنادل چھوڑ دیتی ہوں  
میری چاہت کی در پردہ  
بھی گرتن لیل کردیں جو  
وہ غازے بھول جاتی ہوں  
وہ کاجل چھوڑ دیتی ہوں  
دلِ آزاد نے مجھ کو....  
سدا ہی درد میں رکھا  
میں اپنے دل کو پابندِ سلاسل  
چھوڑ دیتی ہوں

میری خوابوں سے نفرت کا  
یہ بزمی اب تو عالم ہے  
میں سوتی ہی نہیں.....  
آنکھوں کو بوجھل چھوڑ دیتی ہوں.....!!!!!!

رابیل کی حالت مسلسل بگڑتی جا رہی تھی اور وہی باسط کا دل بھی مسلسل  
ڈوب رہا تھا۔ اور دوسری طرف وسام آٹھ گھنٹے کا سفر ساڑھے چار گھنٹے میں  
طے کرتا لاہور پہنچ چکا تھا۔۔۔



دل ویراں ہے، تیری یاد ہے، تنہائی ہے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



زندگی درد کی بانہوں میں سمٹ آئی ہے  
مرے محبوب زمانے میں کوئی تجھ سا کہاں  
تیرے جانے سے میری جان پہ بن آئی ہے.....

رہسپشن سے روم نمبر پتا کرتے ہی وسام بھاگا تھا۔ وہاں پہنچا تو سامنے ہی  
باسط ہاتھوں پہ سر رکھے بیٹھا تھا۔ وسام نے اپنی ہمت مجتمع کی اور کہا۔۔۔۔  
"باسط۔۔۔۔ میں۔"

اس کے کملی مکمل کرنے کے سے پہلے ہی باسط نے سر اٹھایا اور اس کی  
آنکھوں میں چمک ابھری۔ اور کہا

"وسام بھائی۔۔۔۔ جانتا ہوں آپکو وسام ہیں آپ اور یہ آپکے ساتھ جو ہیں  
بلال نام ہے ان کا۔۔۔ بتایا تھا مجھے رابیل نے آپ لوگوں کی تصویریں بھی

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دیکھ چکا ہوں میں کہاں ملے کیا ہوا سب جانتا ہوں سوائے اس کے جو آج  
ہوا ہے۔۔۔"

رابیل کا نام لیتے ہوئے جیسے اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹا تھا۔

"باسط رابیل کو دیکھنا ہے مجھے۔۔ ایک بار صرف پھر سب بتا دوں گا۔۔۔"

سب پوچھ لوں گا۔ بس ایک بار دیکھنا ہے اسے۔۔۔۔۔"

وسام کہ آواز میں ایسی لجاجت تھی کہ باسط منع نہیں کر پایا تھا۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی وسام کی نظر سامنے بیڈ پہ بے ہوش پڑی رابیل  
پہ گئی تو ساری ہمت اور حوصلہ جواب دے گیا۔ وہ آنسو جو جانے کب سے  
روکے ہوئے تھا اسے دیکھتے ہی سب بہہ گئے تھے۔

رابیل کا جسم اب تک ٹھنڈا تھا اسکے ہونٹ نیلے تھے۔ رابیل کو اس حال  
میں دیکھ کر وسام کا دل کیا خود کی جان لے لے۔۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

آگے بڑھ کر رابیل کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن جانے پتا نہیں کیا خیال ذہن میں آیا کہ فوراً رک گیا۔۔۔ اور کہا۔۔

"بیلا۔۔۔۔ اٹھ جاؤ نا پلیز اب نہیں کہوں گا دور جانے کو۔۔۔۔ قسم سے نہیں کھو سکتا میں تم سے۔۔۔ میں نے تم سے کہا تھا میں مانتا ہوں میری غلطی ہے سب قصور میرا ہے۔ مجھ سے ناراض ہو جاؤ نا۔ پلیز لیکن ایسے نا چھوڑو مجھے۔۔۔ میں غلط تھا سب غلطی میری ہے بیلا میں تمہارا گنہگار ہوں۔۔۔ تم سے چھونے تک کا حق نہیں رکھتا میں تو۔۔۔ اٹھو نا مجھے سزا دے دو۔۔۔ لیکن مجھ سے منہ موڑ کے نا جاؤ۔۔۔۔۔"

ابھی جانے وہ اور کہتا کہ نرس ڈپ چینج کرنے آ گئی اور وسام کھڑا اس بے خبر کو دیکھتا رہا جسے اس نے خود ٹھکرایا تھا۔۔ وسام بھول گیا کہ وہ کانچ کی گڑیا ہے وہ نازوں پٹی لڑکی یہ غم سہنے سے پہلے مر جائے گی۔ اب جب خود

کے سر پہ پڑی تھی تو وسام کو اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی تھی اب وہ  
سمجھ رہا تھا کہ رابیل نے کیا محسوس کیا تھا۔۔

اے محبت تیرے انجام پے رونا آیا  
جانے کیوں آج تیرے نام پے رونا آیا

کبھی تقدیر کا ماتم کبھی دنیا کا گلہ  
منزل عشق میں ہر گام پے رونا آیا

یوں تو ہر شام امیدوں میں گزر جاتی تھی  
آج کچھ بات ہے جو شام پے رونا آیا

جو تو نے دیا میرے ہاتھ سے گرا

ساقی مجھے اس جام پے رونا آیا

مجھ پہ ہی ختم ہوا سلسلہ نوحہ گری

اس قدر گردش ایام پہ رونا آیا

کیا حسین خواب دکھایا تھا محبت نے

کُھل گئی آنکھ تو تعبیر پہ رونا آیا

جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا شکیل

مجھ کو اپنے دلِ ناکام پہ رونا آیا....

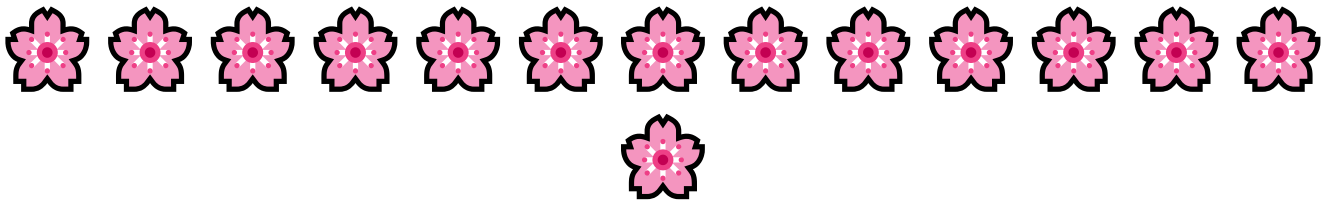


وسام نے باسط کو ساری بات من و عن بتا دی تھی۔۔ اور باسط اسے تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی بہن کی اس حالت پہ وسام کو گالی دے یا وسام کی اس برقراری پہ حوصلہ۔۔ لیکن کچھ تو کرنا تھا نا۔۔ اس معاملے کو ایسے تو نہیں چھوڑا جا سکتا تھا نا۔

ڈاکٹر جیسے کی رابیل کا چیک اپ کرتی باہر نکلی باسط اور وسام شدت سے دروازے پہ منتظر کھڑے تھے۔ ان کی بے قراری دیکھتے ڈاکٹر نے ان دونوں کو اس کی زندگی کی نوید سنائی جس کے لئے وہ دونوں جلتے انگاروں پہ تھے۔ اور ساتھ ہی رابیل کو پرائیویٹ روم میں شفٹ کرنے جا کہا تھا جسے ابھی ہوش

نہیں آیا تھا۔۔ ہر شے سے بیگانہ وہ اب بھی دنیا و مافیہا سے بے خبر سو رہی تھی۔

یہ خبر سنتے ہی وسام سجدہ ریز ہوا تھا اور آنکھوں سے ایک سمندر نکلا تھا۔ وہ کمزور نہیں تھا لیکن اب لگ رہا تھا جیسے پوری دنیا اس سے بہادر ہو۔ درحقیقت مرد کمزور نہیں ہوتا چاہے وہ کوئی بھی ہو لیکن جب معاملہ مرد کی پسندیدہ عورت کا ہوتا ہے تو اس سے بزدل بھی کوئی نہیں ہوتا اور اب وسام کی بھی یہی صورتحال تھی۔



رابیل جو شفٹ کر دیا تھا۔ اور جیسے ہی نرس اس کی ڈرپ چینج کر کے باہر گئی۔ وسام اور باسط رابیل کے پاس کھڑے تھے جبکہ بلال دو کرسیوں کو ملا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کر بیڈ بناتا سوچکا تھا۔ رابیل کے چہرے پہ اتنی معصومیت تھی کہ وسام نے ایک بار پھر خود کو کو سا تھا۔ رابیل چہرہ اب بھی گہرے دکھ کا غماز تھا۔  
- ایسے جیسے کسی منجھار میں کھڑی ہو۔

ادھورا سا قصہ..... ادھوری کہانی ----

تھا ٹھہرا کہاں وہ ---- کہاں تھی روانی ----

چمکتے ستاروں کی لو میں تھے رستے ----

اچانک ہوئے گم --- جو دل میں تھے بستے ----

مئے نقش --- بکھری ہوئی سی ہیں یادیں ----

وہ میٹھے سے لہجے ---- سہانی سی باتیں ----

یہی اب خسارہ --- یہی اب ثمر ہے ----

یہی کچھ پڑا ہے -- میرے دل کے در پر ----

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



وہ جھلمل نگاہیں ---- وہ چہرہ سہانا ----  
کہیں بھی ---- کبھی بھی ---- جو تم کو ملے تو ----  
ضروری نہیں ہے ہوں باقی جہاں میں ----  
ہے ممکن بچھڑ جائیں ہم قافلے سے ----  
ہمارا یہ قصہ ---- ہماری کہانی ----  
تم اسکو سننا ---- تم اسکو بتانا ----

کچھ وقفہ کے بعد باسط نے اس گہری خاموشی کو توڑا تھا۔۔۔ "وسام بھائی  
اب آگے کیا کرنا ہے؟"

اس سوال پہ وسام نے اپنی آنکھیں سکیڑی تھیں۔ یہ اس نے نہیں سوچا  
تھا کہ اب کیا کرنا ہے لیکن اس بات کا اندازہ اسے اچھے سے ہو چکا تھا کہ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل اس کے لئے کیا ہے۔ اور وہ اسے کھو نہیں سکتا۔ رابیل کو کھونا یعنی اپنے آپ سے ہے لا تعلق ہونا۔۔۔

وسام نے ایک گہری سانس لیا اور کہا۔۔

"باسط اس میں کیا سوچنا۔۔ میں نہیں چھوڑ سکتا رابیل کو۔۔۔ یہ بات میں خود ہی ایک آدھ دن میں سمجھ جاتا کیونکہ میرے وجود کا حصہ ہے رابیل۔۔۔ لیکن اب اپنی غلطی نہیں دہراؤں گا میں یہ بات تو طے ہے۔۔۔ غلطی ایک بار ہوتی ہے دوسری بار گناہ ہوتا ہے۔۔ اب چاہے آندھی آئے یا طوفان۔۔۔ باسط رابیل سے اب دستبردار نہیں ہونگا میں۔۔ اب تمہاری بہن کو آنچ نہیں آئے گی بھروسہ رکھو۔۔۔"

"انشاللہ۔۔۔" دونوں نے یک زبان کہا تھا۔۔ اور کہتے مسکرائے تھے۔۔۔

تبھی رابیل نے آنکھ کھولی تھی۔۔۔ اسے لگا جیسے سب دھنڈلا ہے۔ ہر چیز پہ مٹی ہے۔۔۔ رابیل نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن دوبارہ بند کر لی۔ لیکن یہ جگہ وہ نہیں تھی جہاں وہ بے ہوش ہوئی تھی۔ رابیل نے اٹھنے کی کوشش کی تو دو ہاتھوں نے اسے تھام لیا تھا۔ دھیرے دھیرے وہ حسیات میں واپس آئی تھی تو اس نے باسط کے ساتھ وسام کو بھی پریشان پایا تھا۔ لیکن اگلے ہی لمحہ جیسے اسے سب یاد آ گیا تھا۔ گزرے دن آسن کی اذیت اور بھی بہت کچھ۔۔۔ تبھی اس کی آنکھیں جو جذبات سے عاری تھی ان میں خون اتر آیا تھا۔۔۔۔

وہ ہزینانی کیفیت میں چلائی تھی۔۔۔ "تم۔۔۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے باسط۔۔۔ اسے کہو جائے۔ ابھی جائے یہاں سے۔ نہیں چاہیے یہ۔ اسے کہو جائے اپنی ماں کے پاس۔۔ کیوں ہے یہ یہاں۔۔۔"

یہ کہتے رابیل کی آنکھوں سے مسلسل آنسو آرہے تھے اور وسام وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا کتنا درد بھر دیا تھا اس میں۔۔۔

باسط آگے بڑھا اور رابیل کو گلے لگایا تھا جو اب تک سسک رہی تھی۔ باسط کے گلے لگتے ہی اسے وہ سہارا مل گیا تھا جس کی وہ تلاش میں تھی۔۔ بلال آواز سن کے اٹھ چکا تھا۔۔۔ اور آرام سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔

تبھی وسام رابیل کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔۔ "رابیل مجھے معاف کر دو۔۔۔ میری غلطی ہے۔۔۔ بیلا۔"

یہ کہتے اس نے رابیل کے پیروں کو ہاتھ لگایا تھا اور یہ کہتے ہی رابیل کے پاؤں پہ اس کے آنسو گرے تھے۔۔ شاید یہی وہ لمحہ تھا جب رابیل کا دل اس شقی القلب کے لئے موم ہو گیا تھا۔۔ اس نے فوراً اپنے پاؤں ہٹائے تھے۔ ابھی بولنے کی سکت اتنا چیخنے سے ختم ہو چکی تھی۔ رابیل نے سر

کے اشارے سے اسے منع کیا تھا۔ اس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ تھی  
-- یہ دیکھ کر وہاں موجود تمام نفوس کو سکون آیا تھا کہ تبھی ڈاکٹر روم میں  
آئی اور رابیل کا چیک اپ کیا۔ اور پھر وہ اسے نیند آور انجیکشن لگا کر چلی  
گئی اور رابیل اس کے زیر اثر سو چکی تھی

دشت میں پیاس بجھاتے ہوئے مر جاتے ہیں

ہم پرندے کہیں جاتے ہوئے مر جاتے ہیں

ہم ہیں سوکھے ہوئے تالاب پہ بیٹھے ہوئے ہنس

جو تعلق کو نبھاتے ہوئے مر جاتے ہیں

گھر پہنچتا ہے کوئی اور ہمارے جیسا

ہم ترے شہر سے جاتے ہوئے مر جاتے ہیں

کس طرح لوگ چلے جاتے ہیں اٹھ کر چپ چاپ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ہم تو یہ دھیان میں لاتے ہوئے مر جاتے ہیں  
ان کے بھی قتل کا الزام ہمارے سر ہے  
جو ہمیں زہر پلاتے ہوئے مر جاتے ہیں  
یہ محبت کی کہانی نہیں مرقی لیکن  
لوگ کردار نبھاتے ہوئے مر جاتے ہیں  
ہم ہیں وہ ٹوٹی ہوئی کشتیوں والے تابش  
جو کناروں کو ملاتے ہوئے مر جاتے ہیں۔  
خیال و خواب ہوئی ہیں محبتیں کیسی  
لو میں ناچ رہی ہیں یہ وحشتیں کیسی

نہ شب کو چاند ہی اچھا نہ دن کو مہر اچھا  
یہ ہم پہ بیت رہی ہیں قیامتیں کیسی

وہ ساتھ تھا تو خدا بھی تھا مہرباں کیا کیا  
بچھڑ گیا تو ہوئی ہیں عداوتیں کیسی

عذاب جن کا تبسم ثواب جن کی نگاہ  
کھنچی ہوئی ہیں پس جاں یہ صورتیں کیسی

ہوا کے دوش پہ رکھے ہوئے چراغ ہیں ہم

جو بچھ گئے تو ہوا سے شکایتیں کیسی

جو بے خبر کوئی گزرا تو یہ صدا دے دی  
میں سنگ راہ ہوں مجھ پر عنایتیں کیسی

نہیں کہ حسن ہی نیرنگیوں میں طاق نہیں  
جنوں بھی کھیل رہا ہے سیاستیں کیسی

نہ صاحبان جنوں ہیں نہ اہل کشف و کمال  
ہمارے عہد میں آئیں کثافتیں کیسی



جواہر ہے وہی اب سنگ و خشت لاتا ہے

فضا یہ ہو تو دلوں میں نزاکتیں کیسی

یہ دور بے ہنراں ہے بچا رکھو خود کو

یہاں صداقتیں کیسی کرا متیں کیسی

کئی مرد فطرتاً لاپرواہ ہوتے ہیں۔ جنہیں محبت تو بہت تو بہت ہوتی ہے لیکن

کچھ کچھ ٹائم کے بعد وہ دب جاتی ہے۔ اور ان کی اس سوئی محبت کو

جگانے کے لیے جھجھوڑنا پڑتا ہے۔ کچھ ایسا ہی حال تھا وسام کا بھی۔ لیکن

رابیل اس بات سے ابھی لاعلم ہی تھی۔ وسام کی لاپرواہ طبیعت کی وجہ سے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اسے کیا کیا بھگتنا تھا اس سے انجان وہ سو رہی تھی۔ باسط اور بلال کینٹین سے چائے پینے گئے تھے۔ جبکہ وسام سوئی ہوئی رابیل کے پاس بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ وسام شرمندگی میں پور پور ڈوبا ہوا تھا۔ رابیل کا چہرہ دو دن مرجھا کر رہ گیا تھا اور یہی کسک وسام کے دل میں اٹھ رہی تھی۔ تبھی وسام کا فون بجا اور وہ تخیل سے باہر آیا۔ اس نے دیکھا تو گھر سے کال آرہی تھی تبھی اسے یاد آیا کہ گھر تو وہ کسی کو بتا کہ نہیں آیا۔ یہ سوچتے اس نے خود کو ملامت کی اور کال اٹھائی دوسری طرف وسام کی بہن نازیہ بات کر رہی تھی اس نے کہا کہ امی کی طبیعت خراب ہو رہی ہے آپ گھر آئیں ابھی لاہور سے وہاں کی مشہور مٹھائی لیتے آنا۔۔۔۔

اس کی بات سن کر وسام کا ماتھا ٹھنکا تھا کہ انہے کیسے پتا کہ میں لاہور ہوں۔۔۔ تبھی باسط اور بلال گپیں ہانکتے اندر کو داخل ہوئے تھے۔ اور وسام کو پریشان دیکھ کر رک گئے۔ وسام نے ساری صورتحال بتائی تو بلال بولا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

---"گھونچو میں بھی تو تیرے ساتھ ہوں میں نے اپنے گھر بتایا تھا کہ

وسام کے ساتھ لاہور آیا ہوں لگ گیا ہوگا پتا۔۔۔۔"

اس بات پہ وسام نے ایک خوفناک گھوری سے بلال کو نوازا تھا۔ باسط نے  
کہا۔۔۔

"تو اب آپ لوگ کب تک نکل رہے ہیں پھر؟"

اس بات پہ دونوں نے معنی خیز نظروں سے باسط کو دیکھا اور کہا۔ "تمہیں  
کس نے کہا ہم نکل رہے ہیں؟"

اس بات پہ باسط جو کہ پانی پی رہا تھا اسے اچھو لگا۔۔۔

"تو آپ کی امی کی طبیعت؟؟؟؟" باسط نے جھجکتے ہوئے کہا تھا

جس پہ بلال بولا۔ "تم نہیں جانتے ان گاؤں کی فسادن عورتوں کو اپنے  
بیٹوں کو اپنے بس میں۔ کرنا ہو تو سفید دوپٹہ تک اوڑھ کے قبر میں لیٹ

جائیں۔ لیکن بس بیٹا اپنی مرضی نا کرے۔ ورنہ وہ ماں کا نافرمان اور جو رو کا غلام کہلاتا ہے۔"

اس تعارف پہ جہاں باسط مسکرایا تھا وہی وسام نے بلال کے چلتی قینچی کو روکنے کے لئے چٹکی کاٹی تھی۔ جس کا کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تھا۔ باسط نے کہا۔ "دیکھیں بھائی میرے لئے میری بہن کی خوشیاں سب سے اوپر ہیں۔ ہر جگہ اپنی بہن کے ساتھ ہوں میں نہیں چاہتا کہ جیسے میرے ماموں امی کی خلاف تھے انہوں نے روتے زندگی گزاری ویسے رابیل کے ساتھ بھی ہو۔ اور نا میرے بابا چاہیں گے۔ لیکن ہمیں آپ سے وعدہ چاہیے رابیل کی حفاظت کا۔ اور دوسری بات ابھی اس مسئلہ کا حل نکالنا ہوگا کیونکہ یہ اتنا سادہ نہیں جیسا لگ رہا ہے۔ اس کا مستقل حل چاہیے میں یہ نہیں چاہتا کہ میری بہن اب ایسا کچھ برداشت کرے۔"

باسط نے قطعیت سے کہا تھا۔

ابھی وسام کچھ بولتا اس سے پہلے بلال بولا تھا۔ "اس کا صرف ایک ہی حل ہے۔۔۔"

"کیا؟؟؟" باسط اور وسام نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔  
دونوں کی بے صبری پہ بلال نے جاندار قتمہ لگایا اور کہا۔۔

"نکاح۔۔۔۔۔"

اس بات پہ دونوں کو جیسے خاموشی لگ گئی۔

تو بلال بولا۔۔

"دیکھو اگر ابھی نکاح ہو جائے تیرے گھر والے کچھ نہیں اکھاڑ سکتے وسام۔  
یہ تو تو خود بھی جانتا ہے تیرے دادا صاحب رخصتی کروائے گے لازمی تیری  
امی بھی نہیں بول پائیں گی ورنہ اب کی بار وہ لوگ خالی دھمکی نہیں دیں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

گے۔۔ اور تم دونوں الگ بھی نہیں رہ سکتے۔ آخری حل یہی ہے ورنہ تو بھی بھوک جا رابیل کو اور باسط تم بھی بھول جاؤ اپنی بہن کی خوشیوں کو۔۔۔۔"

بلال نے ترپ کا آخری پتا پھینکا تھا جو کہ کام کر گیا۔۔۔

باسط اور وسام دونوں اس بات پہ راضی کے رہے تھے کہ وسام بولا۔۔۔

"میں تیار ہوں ابھی سب انتظام کر سکتا ہوں۔ اگر تم چاہو"

تبھی باسط نے پرسوج انداز میں کہا۔

"ایک منٹ۔۔۔" اور ان دونوں کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

رابیل بھی اٹھ چکی تھی۔۔ باسط نے کہنا شروع کیا۔۔۔

"رابیل میں تمہارا بھائی ہوں کیا تم اس فیصلے پہ عمل کرو گی جو میں نے

کیا ہے؟ یا باغی ہو جاؤ گی۔" اس بات پہ رابیل کا دل زوروں سے تھا۔

لیکن خاموشی سے سر جھکا دیا اور کہا۔۔ "میں کیوں انکار کروں گی۔۔۔ سب قبول ہے۔"

اس بات سن کر باسط کے چہرے پہ ایک مان بھری مسکراہٹ ابھری۔۔۔  
"ٹھیک ہے میں نے اور بابا نے فیصلہ کیا ہے کہ آج ابھی اسے وقت تمہارا  
نکاح وسام سے ہوگا۔۔۔"

اس بات پہ رابیل نے حیرانی سے سر اٹھایا تھا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری  
تھے۔ دوسری طرف کال پہ حیات صاحب بھی تھے جنہوں نے باسط کو  
اجازت دی تھی۔۔۔۔



باسط اور بلال نے فوراً بھاگنے بھاگ تیاریاں شروع کر دیں۔ مولوی صاحب کو انتظام کیا۔ ڈھیر ساری مٹھائی اور ایسے ہی دوسری چیزیں کہ ایک دم وسام کے ذہن میں ایک بات گونجی۔۔۔۔

"وسام میں چاہتی ہوں ہماری شادی خوب دھوم دھام سے ہو۔ میرے سر پہ لال دوپٹہ ہو جس پہ تمہارا نام ہو میرے ہاتھ پہ مہندی سے وسام لکھا ہو۔۔۔۔ میں یہ سب چاہتی ہوں۔۔۔۔"

یہ ذہن میں آتے ہی وسام ایک پارلر کے اندر گیا۔ جسے دیکھ بلال کو اس کے ذہنی توازن پہ شک ہوا اور کہا

--- "ارے بھائی ابھی بہت کام ہیں اپنا فیشل تم رخصتی پہ کروانا۔۔۔۔۔"

یہاں تو دلہن بھی تیار نہیں ہے۔۔۔۔۔"



اس بات پہ وسام نے ایک مکا بلال کی کمر پہ رسید کیا اور کہا --- "اسی کے لئے تو آیا ہوں یہاں ---"

اور وہاں سے ایک مہندی والی کو سب سمجھا کر اور ایڈوانس پے منٹ کر کے ہو سپٹل چھوڑا تاکہ رابیل کے ہاتھ پہ مہندی لگا سکے --- رابیل کا ہاتھ ڈرپ اور اس کی نشان سے نیلا ہو رہا تھا اس میں اتنی ہمت بھی نا تھی کہ زیادہ دیر سیدھی بیٹھ سکے۔ لیکن انہوں نے مینج کر لیا تھا بہت بھری بھری نا سہی لیکن مہندی لگ چکی تھی۔ وسام کا نام رابیل کے ہاتھ پہ جگمگا رہا تھا۔

اس کے بعد وسام ایک لہنگے والی شاپ پہ گیا تھا۔ --- اس کی نظر ایک لال بھاری دوپٹہ پہ پڑی تھی۔ --- جسے دیکھ اس کا چہرہ ک اٹھا تھا۔ -

مولوی صاحب اور گواہ سب موجود تھے۔ حیات صاحب اور رفعت بیگم بھی ویڈیو کال پہ موجود اپنی لاڈلی کے نکاح میں شریک تھے۔ لیکن وسام غائب تھا۔ بلال نے باسط کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

"مجھے لگتا ہے تمہاری بہن کے ڈر سے لڑکا پہلے ہی بھاگ گیا ہے۔"

بلال کی اس بات پہ باسط نے گھورا تھا۔ جس پہ بلال نے احتجاج بلند کیا۔۔۔

حد کے دونوں صبح سے گھور رہے ہیں مار رہے ہیں۔۔۔" انکل جی آپ خود سنیں مجھ غریب کی صدا۔۔۔"

اس بات حیات صاحب مسکرایے تھے کہ تبھی وسام اندر داخل ہوا۔۔۔ اسے دیکھ بلال نے کہا۔۔۔ "شکر ہے تو اگیا ورنہ ہمیں لگ رہا تھا ابھی سے ڈر گیا۔۔۔"

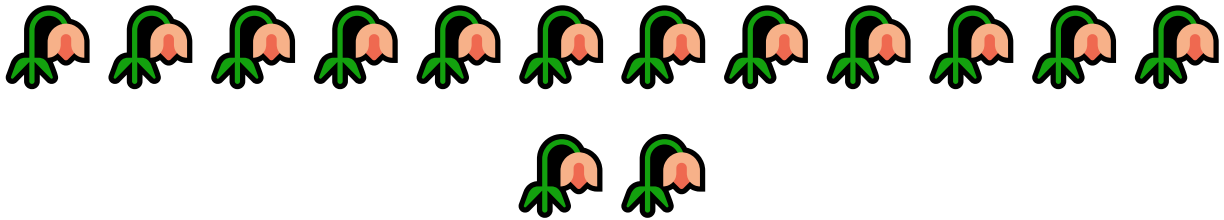
وسام کوئی رد عمل دیے بنا آگے آیا اور رابیل کے پاس گیا۔ ہاتھ میں پکڑے  
شپنگ بیگ سے لال رنگ کا بھاری دوپٹہ نکالا تھا جس پہ وسام کی دلہن  
گولڈن کناری سے لکھا تھا۔۔۔

اس پہ رابیل کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ وہ اس صورتحال میں بھی ہر  
چیز اس کی خواہش کے مطابق کر رہا تھا۔۔۔

مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔۔۔ قبول ہے کہتے رابیل کی زبان  
لڑکھڑائی تھی۔ اور وہاں موجود ہر شخص کی آنکھ اشک بار ہوئی تھی۔۔۔

لڑکی کوئی بھی ہو چاہے پسند سے شادی ہو یا نہیں۔۔۔ اس کی آنکھ ضرور بھر  
آتی ہے۔۔۔ یہ سوچتے ہی کہ اب حقدار بدل چکا ہے۔ اب وہ اپنی بابا کی لاڈو  
نہیں رہی جو شرارت کرنے پہ اس کا ساتھ دیتے تھے۔۔۔ اب وہ کسی کے

گھر کی عزت ہے جہاں سب اسے دیکھیں گے اس کی شرارت وہاں  
 بے عزتی کہلائے گی۔۔۔ اب وہ اپنے بابا کی لاڈو نہیں کسی کے گھر کی کرتا  
 دھرتا ہے۔۔۔ اب وہ لڑائیاں نہیں ہوں گی۔ اب بھائی سے جب بھی بات  
 ہوگی وہ پہلا سوال پوچھے گا تم ٹھیک ہو۔؟ اور وہ اسے شاید سچ بھی نا بتا  
 پائے۔۔۔ اب ماں اس بات پہ نہیں ڈانٹے گی کہ کام نہیں کرتی۔ اب  
 ماں کہے گی بیٹی آرام بھی کر لیا کرو۔۔۔۔۔ یہ احساس ہی اس وقت اتنا جان  
 لیوا ہوتا ہے کہ اب اس کا گھر اس کے ماں باپ کا گھر ہو چکا ہے۔۔۔۔۔  
 ایک سائین انسان کی زندگی بدل دیتے ہیں۔۔۔



وسام نے نکاح کی خوشی میں پورے ہاسپٹل میں مٹھائی بانٹھ تھی۔ آج کا  
 دن واقعی اس نے ویسا بنا دیا تھا جیسا رابیل چاہتی تھی۔ رابیل کو ڈسچارج کر

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دیا گیا۔ اور جیسے ہی اس نے ہاسپٹل سے قدم باہر نکالا تھا۔ وہاں ڈھول کی  
آواز سن کر سب چونکے تھے۔۔۔۔۔ وسام نے اپنی رابیل کے کوئی کمی نہیں  
چھوڑی تھی۔

ہوئی تھی دیر سے ہم کو محبت

ہماری جلد شادی ہو گئی تھی



وہ جو کسی بات پہ مسکرا بیٹھے ہیں...

اسی مسکراہٹ پہ ہم دل ہار بیٹھے ہیں....

مدتیں ہو گئی ہوں جیسے....

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اس طرح ہم لمحے گزار بیٹھے ہیں....

ہم کیا کریں آتا نہیں کچھ انکے سوا یاد ہمیں....

ہر بات پہ جو ہم کو ستا کے بیٹھے ہیں.....

جان نکل نہ جائے جلدی جا اے قاصد...

ان سے کہنا ان کے لیے ہم جان گنوا بیٹھے ہیں....

وہ ایک بار دیکھنے جو آ جائیں....

دل لیے ہاتھوں میں ہم تیار بیٹھے ہیں...

وہ سمجھتا ہی کہاں ہے اس محبت کو...  
ہم جو انکو دیکھنے کے لیے بے قرار بیٹھے ہیں....

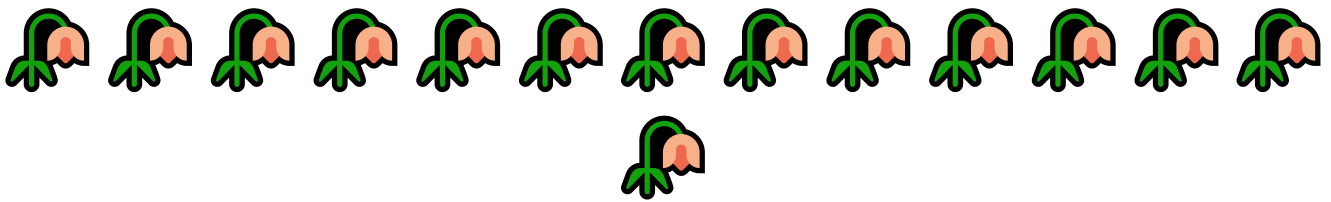
چلو ہم. تو چلے اس دنیا سے ساقی.....  
اک جان تھی جو ہم آج ان پہ وار بیٹھے ہیں....

وسام سارا راستہ رابیل کی اس لال دوپٹے میں تصویر دیکھتا رہا تھا۔ اور بلال وہ  
اسے مسلسل چھیڑ رہا تھا لیکن آج وسام اتنا خوش تھا کہ اسے کچھ برا نہیں  
لگ رہا تھا۔ اس بات سے بے خبر کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔۔ حیات  
صاحب نے بھی باسط کو کہا تھا کہ انہی راستے کے کر ضرورت کا خیال رکھ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کے بھیجیں۔ کیونکہ اب معاملہ رابیل کا تھا۔ اور جب بات بیٹی کی آتی ہے تو باپ چاہتے ہیں کہ ان کی بیٹی کو وہ سب دے دیں۔۔۔ لیکن نصیب جس چڑیا کا نام ہے وہ اپنی مرضی سے بیٹھتی ہے۔۔۔ اس پہ کسی کا زور کیونکہ غم تو ملکائیں اور شہزادیاں بھی دیکھتی ہیں۔ وہ بھی شہزادی تھی اپنے بابا کی۔۔۔ جو اس کی جھولی ہر خوشی سے بھرنے کو تیار قسمت سے انجان تھے



سخن لکھتی ہوں، لفظوں سے مرید کرتی ہوں  
نئی شاعرہ ہوں، شاعری بھی جدید کرتی ہوں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



جس کام سے نہ ملے مجھ کو، پذیرائی ذرا بھی  
اس کام کو بھی میں ضد میں، مزید کرتی ہوں

مغموم سے چہرے مجھے، بھاتے نہیں ہیں  
آئینے سے ذرا کم ہی، گفت و شنید کرتی ہوں

لوٹانے کی ہوں قائل، قرض ہو کہ احسان ہو  
محبت ہو کہ نفرت ہو، بہت شدید کرتی ہوں

عشقِ حقیقی میں جیسے، اک رب کو مانتی ہوں

مجازی عشق میں یہی ، عملِ توحید کرتی ہوں

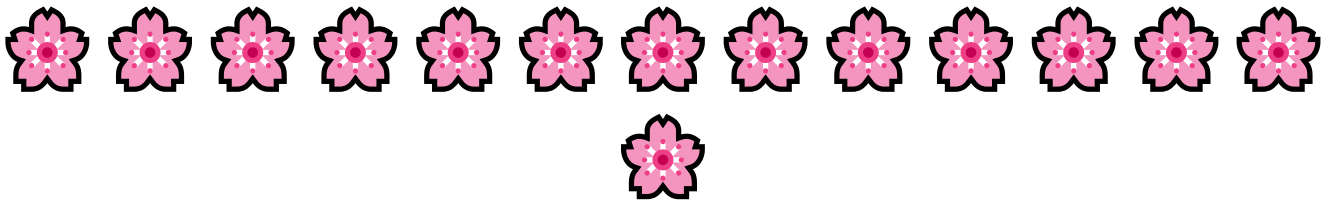
لکھتی ہوں شبِ تنہائی میں ، شاعری جس کے لیے  
شاید وہ سمجھ جائے ، میں یہی اُمید کرتی ہوں

رابیل اپنے بستر پہ لیٹی گہری سوچوں میں گم تھی۔ ان گزرے دنوں میں کیا  
کیا ہوا تھا اس کے ذہن میں کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔

وہ خوش تھی کہ اسے وسام کا نام ملا لیکن اسے ڈر بھی تھا کہ اب آگے کیا  
ہوگا۔ وسام گھر والوں کو کب بتائے گا۔۔ وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ وہ اس  
وقت ویسے ہی وسوسوں کا شکار تھی جو کوئی بھی لڑکی اس صورتحال میں ہوتی

- وہ پیا من چاہی تو بن گئی تھی لیکن وہ ابھی سے سوچ سکتی تھی کہ آگے کیا ہوگا۔۔

عشق جب ہوتا ہے نا عقل چھین لیتا ہے غرور فنا کر دیتا ہے۔ رابیل کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا اس محبت نے اس سے انا اور غرور سب چھین لیا تھا اب وہ رابیل نہیں تھی۔ اب وہ وسام کی بیلا تھی جسے بہت کچھ جھیلنا تھا۔ لیکن کب تک؟ وہ شیرنی تھی۔ یہ بات بس بھولی تھی لیکن اسے اصل کی طرف لوٹ کے تو آنا ہی تھا۔



وسام سارا راستہ رابیل کے خیالوں میں غرق رہا تھا۔ جیسے ہی گاڑی کی اسے ہوش آیا تھا اب وہ رابیل کے شہر میں نہیں تھا جہاں اس کے دل کی مکین

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

آباد تھی اب وہ بخش داد حویلی کے باہر کھڑا تھا۔ در حقیقت تو وہ ہوش میں  
اب آیا تھا۔

لیکن ہمت کی اور بلال سے کہا۔ "میں ابھی نہیں بتاتا کسی کو۔۔۔ خاموش  
رہتا ہوں۔۔۔ سہی ہے نا۔۔۔" اور یہ کہتا اندر کو چلا گیا

لیکن پیچھے سے بلال کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی اور اس نے منہ میں کہا  
"ہاں مت بتا ابھی تاکہ تیری امی دو دن میں تیری شادی کسی اور سے کر  
دیں۔۔۔ اب دیکھ تو بیٹا۔۔۔"

جیسے ہی وسام اندر داخل ہوا اس نے عجیب سی چہل پہل دیکھی۔ اور پھر  
کان میں آواز پڑی۔ اس کی بہن سجدہ کام والی سے کہہ رہی تھی

پرسوں ادا کی شادی ہے۔ خالہ صابرہ کی بیٹی عافیہ کے ساتھ اور تم ہو کہ ہاتھ نہیں چل رہے تھے تمہارے۔

اس بات پہ وسام کو ایک جھٹکے لگا تھا۔ آخر یہ کیا تھا جو ہونے جا رہا تھا۔  
اس پہ وہ ایک دم آگے کو آیا کو کہا۔۔۔ "یہ کیا ہے ہاں کس نے کہا میری شادی کا۔۔۔"

"میں نے کہا!!!!!" پیچھے سے سلطانہ بیگم نے ایک مطمئن انداز میں کہا تھا۔

اس پہ وسام کی آنکھوں میں خون اترتا تھا۔ اور کہا یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔  
امی یہ نہیں ہوگا۔۔۔ آپ سمجھتی۔۔۔

اس بات پہ سلطانہ بیگم نے نے ایک طنزیہ ہنسی ہنسی تھی اور کہا۔

"اچھا کیوں نہیں کو سکتا صاحب زادے یہ بھی بتا دیں۔"

سجل اور نرمین آنے والے طوفان کا اندازہ لگاتے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ تبھی دادا صاحب، راحیل اور فیض احمد داخل ہوئے۔ جہاں سلطانہ بیگم اور وسام آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔

دادا صاحب نے آتے ہی کہا۔ "کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔"

ان کی اس رعب دار آواز پہ سلطانہ بیگم سٹیٹائی تھی اور کہا۔۔۔ "تمہانوں تے جیویں کچ پتا ایک نئی۔۔۔" لیکن ان کی آواز یہ کہتے بہت ہلکی تھی کی دادا صاحب تک نا پہنچی۔

اور پھر کہا۔۔۔

"وسام کی شادی کی بات ہو رہی ہے یہاں۔۔۔۔"

اس بات پہ دادا صاحب کو جھٹکا لگا تھا۔ اور کہا۔۔۔

"سلطانہ یہ بات کل سے ختم ہو چکی ہے۔۔۔ وسام کی شادی ہو گئی ہے  
اب اس بات کا کیا فائدہ؟؟؟ تم نے بھی دیکھی ہے دلہن پھر یہ  
سب؟؟؟"

اب حیران ہونے کی باری وسام کی تھی۔ یہاں کیسے پتا لگا اس کی شادی کا  
یہ بات حیران کن تھی۔ دراصل بلال کو پتا لگ گیا تھا کہ سلطانہ بیگم دو  
دن میں وسام کی شادی اپنی بہن کی بیٹی عافیہ سے کروانے کا کہہ چکی ہیں  
۔ جیسے ہی وسام جائے گا وہ بنا کچھ سنے شادی کروا دیں گی۔ دادا صاحب  
نے بھی حامی بھر لی تھی۔ اس لئے بلال نے نکاح والی بات کی تھی تاکہ  
وسام کے پیروں میں زنجیر باندھی جاسکے۔ اور بلال نے ہی تصویریں وسام  
کے گھر والوں کو بھیج دی تھی تاکہ سب اپنے ارادے سے باز رہے۔ کیونکہ  
وہ جانتا تھا اگر وسام پہ رہا تو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ اس کے گھر والے کچھ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بھی کر سکتے تھے اور وہ شادی کا بتا بھی نا پاتا۔ اس لئے بلال نے خود سے یہ زحمت بھی حل کر لی تھی۔ وسام کی شادی کا سن کر دادا صاحب کو غصہ تو آیا تھا لیکن انہوں نے سلطانہ بیگم کو منع کر دیا تھا کہ اب یہ سب تیاریاں ختم کی جائیں شادی نہیں ہوگی۔۔

"کیوں نہیں ہوگی شادی اب؟؟؟ فیض کی بھی دو ہیں اس کی بھی ہو جائیں کیا فرق پڑتا ہے۔"

ان کی اس دلیل سے وسام کا چہرہ ایک پل کو فوق ہوا تھا لیکن کب تک خاموش رہتا وہ بھی۔ آخر بول پڑا۔



"اب آپ سب کو پتا ہے سب تو میں بھی بتا دیتا ہوں۔ رابیل میری بیوی ہے اور اس کے ہوتے میں کسی بھی اور سے شادی نہیں کروں گا چاہے دنیا یہاں سے وہاں ہو جائے اب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔"

اس بات پہ سلطانہ بیگم کے چہرے پہ شکن ابھری تھی۔ اتنی جذباتی دھمکی دے کر وسام کو روکا تھا اور وہ اب ایسے ایک دن ان کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ وہ تو وسام کی اس کایا پلٹ جانے پہ حیران تھیں کہ اچھا خاصا وہ راضی ہوا تھا اور ایک دم مکر گیا۔

ابھی وہ اور کچھ کہتی دادا صاحب نے کہا۔۔۔

"شادی کروانی ہے ہاں؟؟؟؟ جاؤ کرواؤ لیکن اس گھر سے باہر جا کہ دیکھتا ہوں کیسے رکھتے ہیں تمہارے میکہ والے وہ مزارعے تمہیں نکلویہاں سے

سب جسے وسام کی شادی کروانی ہے - یہ حویلی یہ سب جائداد میری ہے -  
 سمجھے سب۔۔"

اس بات پہ سب کی زبان تالو سے چپک گئی تھی - آخر دادا صاحب کی  
 دھمکی کے آگے کس کی جرات تھی - سب کو سکون آگیا تھا - لیکن یہ سب  
 وقتی تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔



حیات صاحب اور رفعت بیگم جلدی ہی واپس آ گئے تھے - واپس آ کے تب  
 سے حیات صاحب رابیل کو ساتھ لگائے بیٹھے تھے - بار بار اس کا ماتھا چوم  
 رہے تھے۔۔۔ تھوڑا سا ڈانٹا بھی تھا لیکن وہ اس کے ساتھ تھے۔۔۔

رابیل کی ہمت لوٹ آئی تھی اس کے چہرے کی رونق لوٹ آئی تھی جسے دیکھ وسام اور باقی سب بھی اب خوش تھے۔ وسام نے اسے گھر والوں کے مان جانے کا بتایا تھا تب سے اس کے دانت ہی اندر نہیں جا رہے تھے۔  
باسط مسلسل اسے چھیڑ رہا تھا لیکن وہ بہت خوش بھی تھا اس کی بہن کے دروازے پہ خوشیاں دستک دے رہی تھی۔

قربتیں ہوتے ہوئے بھی فاصلوں میں قید ہیں  
کتنی آزادی سے ہم اپنی حدوں میں قید ہیں

کون سی آنکھوں میں میرے خواب روشن ہیں ابھی  
کس کی نیندیں ہیں جو میرے رتجگوں میں قید ہیں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

شہر آبادی سے خالی ہو گئے خوشبو سے پھول  
اور کتنی خواہشیں ہیں جو دلوں میں قید ہیں

پاؤں میں رشتوں کی زنجیریں ہیں دل میں خوف کی  
ایسا لگتا ہے کہ ہم اپنے گھروں میں قید ہیں

یہ زمیں یوں ہی سکرٹتی جائے گی اور ایک دن  
پھیل جائیں گے جو طوفان ساحلوں میں قید ہیں

اس جزیرے پر ازل سے خاک اڑتی ہے ہوا  
منزلوں کے بھید پھر بھی راستوں میں قید ہیں

کون یہ پاتال سے ابھرا کنارے پر سلیم  
سرپھری موجیں ابھی تک دائروں میں قید ہیں

وسام چھت پہ بیٹھا اس تمام صورتحال پہ غور کرنے میں مصروف تھا کہ  
کیسے دیکھتے دیکھتے رابیل اس کی زندگی میں آئی اور اس کی روح کا سکون بن  
گئی۔ اب وہ اس کی محرم تھی وہ لڑکی جسے وسام نے خود سے بھی زیادہ چاہا  
تھا آج وسام کا نام اس کے ساتھ جڑ گیا تھا۔ پتا کیا محبت میں ملکیت کا

احساس سب سے اٹکھا ہے۔ ایک محب کے لئے یہی زعم کافی ہے کہ جسے دیکھ کہ وہ جیتا ہے اب اس کے ساتھ نام جڑا گیا۔

وسام بھی بہت خوش تھا اور رابیل بھی لیکن رابیل کچھ حد تک ڈر رہی تھی کہ جانے اب کیا ہوگا۔ کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ اس کی زندگی اب اتنی آسان نہیں ہوگی۔

سلطانہ بیگم کمرے میں یہاں سے وہاں غصے سے بھری چکر لگا رہی تھیں۔ ان کا قہر کسی طور کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔ کیسے ان کا بیٹا ان کی ناک کے نیچے سے جا کہ شادی کر آیا تھا۔ ایک ہی جھٹکے میں کیسے کر چیز پہ پانی پھر گیا تھا۔

تبھی سجدہ نے کہا۔ "امی بس کر دیں اب آپکے چکر لگانے سے شادی ٹوٹ تو نہیں جائے گی نا۔"

اس بات پہ سب نے ایک خونخوار گھوری سے نوازا تھا۔ سلطانہ بیگم اس وقت اپنی کابینہ یعنی بیٹیوں کے ساتھ آنے والے وقت کی سازش میں مصروف تھی۔

تبھی فائزہ نے کہا۔۔ "امی اب تو عافیہ کا اس گھر میں آنے کا کوئی موقع رہا ہی نہیں۔۔ یہ تو من چاہی ہے شوہر کی۔۔"

اس بات پہ سلطانہ بیگم مسکرائی تھی اور کہا۔۔۔

"من چاہی؟؟؟ جب سب آئی تھی بہو بن کے پاؤں تو اس کے بھی ہر وقت ہوا میں تھے۔ تیار پھرتی تھی کیسے ہوا نکل گئی دوسری کے آتے ہی۔ یہ بھی ہو جائے گی سیدھی تمہاری ماں نے کونسا کچی گولیاں کھیلی ہیں۔"

اس بات پہ سب نے معنی خیز نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔



دادا صاحب نے رابیل کے گھر جانے کا کہا تھا۔ تاکہ جلد ہی رخصتی کا دن طے کر سکیں وسام کی ڈگری بھی مکمل تھی اور رابیل کے بس فائل رہتے تھے۔ اس سے پہلے دادا صاحب چاہتے تھے کہ ان سے خود بات کر کے آئیں۔ کسی کو بھی رابیل کی خودکشی والی بات کا نہیں پتا تھا۔ سب جو یہی کہا گیا تھا کہ اسے فوڈ پوائزنگ ہوئی ہے۔ دادا صاحب بھی اپنی بہو کا پتا لینے جانا چاہیے تھے کیونکہ اب بات رشتے داری کی تھی۔ انہوں نے سب کو تیار ہونے کا کہا تھا۔ جس پہ فائزہ نے کہا کہ مجھے اپنے گھر کے بہت کام ہیں۔ اس بات پہ اسے اچھی جھاڑ پلائی جا چکی تھی۔ ہر وقت میکہ میں رہتی ہے اور اب کام۔۔۔۔ اس کے بعد کسی کی آواز نہیں نکلی تھی۔

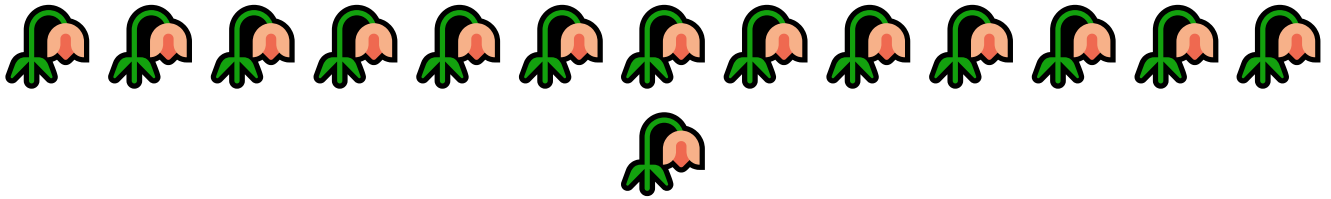
وہاں رابیل کو نہیں بتایا گیا تھا کہ وہ سب ارہے ہیں اس لئے یہ سرپرائز ہی تھا۔ کیونکہ وسام جانتا تھا کہ رابیل کی طبیعت اب بھی ٹھیک نہیں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



تھی کمزوری سے زیادہ کھڑی نہیں ہو سکتی تھی اور اگر اسے پتا چلتا کہ سب آ رہے ہیں وہ تیاری میں ہی خود کو ہلکان کر لیتی۔ اس لئے باسط نے بھی نہیں بتایا تھا اور رفعت بیگم نے بھی نہیں۔ البتہ رابیل کچھ غیر معمولی محسوس کیا تھا اس کے کمرے کے بھی پردے کشن کر چیز بدلی گئی تھی۔ لیکن اس نے بوجھل طبیعت کے باعث پوچھنا گورا نہیں کیا اور سو گئی۔



معلوم نہیں،

میری سماعتوں پر

میری بصارتوں پر

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

یہ کیسا جادو ٹھہر گیا ہے  
کہ تم کہیں نہیں ہوتے  
تب بھی  
دکھائی دیتے ہو  
مجھے تم سنائی دیتے ہو

جیسے ہی گاڑیاں لاہور کے حدود میں داخل ہوئی تھی وسام کے چہرے کی  
مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے ایک دم سامنے دیکھ  
کے رابیل کیساریٹ کرتی ہے۔ بلال کو بھی ضد کر کے وہ ساتھ لایا تھا۔  
دادا صاحب تو وسام کو ہنستے دیکھ کر ہی نہال ہوئے جا رہے تھے۔ بار بار  
اس کی نظر اتار رہے تھے۔ تین بار صدقہ دے چکے تھے۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

سب سے زیادہ مزے میں سبج اور نرمین تھی جو سلطانہ بیگم کو کڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ لیکن وہ دونوں جانتی تھی کہ یہ کڑھنا سب پہلے کا ہے بعد میں وہ اس کے ساتھ کیا کرنے والی تھی اس بات کا اندازہ وہ دونوں لگا سکتی تھی۔ لیکن ابھی تو وہ اس صورتحال کا لطف اٹھا رہی تھی انہیں کہاں ملتا تھا روز روز ایسا موقع۔۔۔

سب اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے کہ گاڑیاں ایک خوبصورت طرز کے سٹائش سے گھر کے آگے رکی۔ وہ گھر ان کی حویلی کی طرح بڑا تو نہیں تھا لیکن بہت خوبصورت تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی ایک پیاری سی خوشبو نے ان کا استقبال کیا تھا۔ پورا گھر کسی اعلیٰ ذوق والے کی نشاندہی کر رہا تھا۔ دادا صاحب تو اندر داخل ہوتے ہی خوش ہو گئے تھے۔

ملازمہ چائے اور باقی بہت سے لوازمات لے کر اندر داخل ہوئی تھی۔ جو کہ صاف لگ رہا تھا کہ گھر میں بنائے گئے ہیں۔ لیکن سلطانہ بیگم کو پہلا موقع مل گیا تھا۔ حیات صاحب اور رفعت بیگم بہت ملنسار تھے اور بہت عزت سے بات کر رہے تھے جس کی وجہ سے راحیل صاحب بھی مطمئن تھے۔

باسط بھی مسلسل ہنس ہنس کر بلال اور وسام سے باتیں بگاڑ رہا تھا جبکہ نازیہ اسے ایک گہری نگاہ سے اس کا محاصرہ کر رہی تھی۔ فیض خاموشی سے بیٹھا بس ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ اندر اندر سے سب بہت مرعوب ہوئے تھے۔

تبھی سلطانہ بیگم نے کہا۔

"لگتا ہے آپ کے گھر کا رواج نہیں کہ لڑکی سامنے آئے۔ شاید ساری شرم سسرال والوں کے سامنے ہی دکھانی ہے مکھڑا چھپا کے۔"

اس بات پہ رفعت بیگم اور حیات صاحب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا اور باسط نے غصے سے مٹھیا بھینچی تھیں۔ رفعت بیگم نے رسان سے جواب دیا۔۔۔

"شرم بچی میں الحمد للہ بہت ہے ایکا بیٹا بہتر بتا سکتا ہے شاید۔ دوسرا اس کی طبیعت نہیں ٹھیک وسام نے خود منع کیا تھا اسے بتانے سے۔"

اتنے سیدھے جواب پہ سلطانہ بیگم نے تیوری چڑھائی تھی۔

"جاؤ باسط بہن کو بلا کے لاؤ۔ حیات صاحب نے کہا تھا۔۔"

اور پانچ منٹ بعد لڑنے کی کچھ آوازیں آئی تھیں۔ باسط اور رابیل لڑتے ہوئے برآمد ہوئے تھے۔ وہ باسط کو ایسے نیند نے جگانے پہ خوب سنا رہی تھی کہ اچانک اسے بریک لگی تھی۔ ہال میں اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر۔ تبھی اس کی نظر وسام پہ پڑی جو مسکرا رہا تھا تو ایک دم اسے سمجھ آیا کہ اتنی

تیاریاں کیوں ہو رہی تھی۔ رابیل اس وقت جینز اور فراک میں ملبوس تھی جو کہ اس کا سب سے ایزی ڈریس تھا۔ ساتھ سٹالر بھی گلے میں ڈالا تھا اور بالوں کا کیچر سے مقید کیا گیا تھا۔ آنکھوں اور چہرے کو دیکھ کر صاف ظاہر تھا کہ ابھی اتنی سکت نہیں ہے۔ کمزوری چہرے سے عیاں تھی۔

رابیل کو ایک دن احساس ہوا تھا تو اس کی نظر اپنے حلیہ پہ گئی تھی جو کہ کچھ خاص نہیں تھا لیکن۔ اب کیا ہو سکتا تھا وہ اندر آ چکی تھی۔ تبھی دادا صاحب کو اندازہ ہوا تھا کہ ایک دم اس کے کیا احساسات ہوں گے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھے تھے اور سر پہ ہاتھ رکھا تھا کیونکہ اسے دیکھتے ہی وسام کے چہرے پہ جو رونق آئی تھی اس کے بعد کسی تصدیق کی ضرورت ہی نہیں تھی کہ یہی کے وسام کی بیلا۔۔۔۔۔

دادا صاحب نے اس کے سر پہ دست شفقت رکھتے ہوئے کہا تھا میری بیٹی۔ آؤ بیٹھو میرے پاس اور اسے اپنے پاس بٹھایا تھا۔ رابیل کی آنکھیں بھگی

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

تھی۔ اسے ددھیال سے کبھی ایسی اپنائیت نہیں ملی تھی۔ اور اس انداز پہ  
 حیات صاحب اور رفعت کو بھی کافی سکون ہوا تھا۔  
 آخر سلطانہ بیگم بولی۔ بچی اتنا تیار ہو کے کہی جا رہی ہے کیا۔  
 اس بات پہ رابیل نے سر اٹھایا تھا۔ یہ کپڑے اس کے ہزار پہنے گئے  
 تھے۔

"نہیں آنٹی میں تو گھر ہی ہوں میں نے کہاں جانا ہے۔"

رابیل اس دورانیے میں پہلی دفعہ بولی تھی۔

سلطانہ بیگم کے چہرے پہ کاٹ دار مسکراہٹ ابھری تھی اور کہا۔۔۔ "اچھا  
 ایسے کپڑے تو ہمارے ہاں شادیوں پہ بھی نہیں پہنتے اس لیے لگا۔۔۔"  
 باتوں باتوں میں وہ اسے کافی کچھ جتا گئی تھی۔ لیکن بچ میں وسام بولا۔۔۔  
 "اس لئے تو وہاں کوئی رابیل نہیں ہے۔۔۔"

اتنی سی بات پہ سب کو پتنگے لگ گئے تھے۔ سبجل اور نرمین اس بات پہ مسکرا اٹھی تھی۔ اس طرح باتوں باتوں میں سلطانہ بیگم کافی کچھ پوچھتی رہی لیکن ان کا انداز بہت عجیب تھا۔ اس سب کے دوران دیوانہ وار اسے دیکھتا رہا تھا اور یہی رابیل کی ہمت تھی۔

رابیل بیٹھے بیٹھے تھک چکی تھی یہ بات اس کے چہرے سے ظاہر تھی کہ اب اس کے لئے یہ مشکل ہے۔ تبھی وسام نے کہا۔۔۔"بیلا اب آپ چلی جاؤ اور سو جاؤ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"

اس بات پہ رابیل اٹھی تھی کہ یکدم اسے چکر آیا تھا۔ وسام نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا تھا۔ پھر رفعت بیگم آگے بڑھی تھی اور اسے واپس کمرے میں بھیج دیا۔۔



پھر سب نے کھانا کھایا تھا لیکن اس کے دوران بھی سلطانہ بیگم وسام کو گھورتی رہی تھی۔ اور سب نے یہ بات محسوس کی۔ بلال کی تو ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔ اور سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ جانے سے پہلے بھی وسام اوپر رابیل سے ملنے گیا تھا۔

اسے خیال رکھنے کی تلقین کی تھی۔

دادا صاحب نے بھی شگن کے طور پہ کافی روپے اس کے ہاتھ پہ رکھے تھے صدقہ دیا تھا اور کافی کچھ کے کر بھی آئے تھے۔ ٹھیک ڈیڑھ مہینہ بعد کی تاریخ رکھ دی گئی تھی۔

اور سلطانہ بیگم کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ اڑ کو وسام جو گھر کے جائیں اور اسے خون سنائیں۔۔

خوب کھسیانے ہو کر وہ نکلے تھے اور بلال نے وسام کے کان میں کہا تھا بچو  
اب تو تیری پریڈ پکی - تبھی رابیل اور کھڑکی پہ آئی اور انہے جاتے دیکھ ہاتھ  
سے خدا حافظ کا اشارہ کیا تھا۔ اور وسام نے اسے اندر جانے کا کہا تھا۔ یہ  
سب منظر آگ لگانے کو کافی تھے

جھلیا ! جی نُون جی ہوندی اے  
ہور محبت کیہ ہوندی اے ؟؟

تیرا نکھڑا ویکھ کے سوچاں  
ایسی صُورت وی ہوندی اے ؟

عاشق نہ تے مٔتوں ڈردے  
نہ بلھاں تے سہی ہوندی اے

ہر اک دل دی پریم کہانی  
یارو سچی ہی ہوندی اے

یار صفی ہُن میں کیہ دساں  
آخر اُلفت کیہ ہوندی اے؟؟

رستے سارے تو وسام مسلسل مسکراتا ہی آیا تھا لیکن وہاں موجود ہر نفس جانتا  
تھا کہ گھر جا کر کیا ہونے والا تھا۔ حویلی میں قدم رکھتے ہیں سامنے سلطانہ

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

"کے شہزادے سلیم دیا جانشینا۔۔۔۔۔ ہور کوئی شود پنا رہ گیا سی؟ جیڑا اتھے نا ماریا ہوئے اتھے مار دے۔۔۔ سیپا نرا شودا۔۔ کیویں ترسیاں وانگوں کڑی نو تک رہا سی۔ وی بغیرتا!! دوجا او میڈم وی آنکھوں آنکھوں میں محبت بنی بیٹھی سی۔۔۔۔۔"

<https://novelnagri.com/>

سلطانہ بیگم نے آگ برساتے لہجہ میں کہا تھا۔ جس پہ وسام نے ایک دم شکوہ کناں نگاہوں سے گھورا تھا اور کہا۔ "بیوی ہے میری اسے نہیں گھورنا تو اور کسے گھوروں گا یہ بھی بتا دیں۔۔۔"

یہ کہتا وہ تو جا چکا تھا اور باقی مرد حضرات بھی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے لیکن سلطانہ بیگم کا غصہ گھر کے نوکروں اور سبیل زمین پہ اترتا تھا۔ لیکن آج ان دونوں کو بالکل برا نہیں لگ رہا تھا۔ کیونکہ وہ دونوں جانتی تھی کہ ان کی ساس اندر سے کتنا کڑھ رہی ہے۔ لیکن یہ تو وہ دونوں ہی جانتی تھی کہ اب اس بات کا بدلہ وہ کیسے لینے والی تھی۔



جیسے تیسے کرتے کرتے شادی کے دن قریب آرہے تھے۔ اور رابیل کو اب احساس ہو رہا تھا کہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔ یہ گھر یہ در و دیوار ایک دم سے انجان ہونے والے تھے یہ احساس اسے کھائے جا رہا تھا۔ گھر میں چلتے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اسے ایک ایک کونے میں کئی کئی منظر ذہن میں آرہے تھے۔ اس کا بچپن جوانی۔ لڑائی جھگڑا پیار سب۔ ہر کونے سے وابستہ ایک ایک یاد اس کے دماغ میں فلم کی طرح چل رہی تھیں۔ یہ گھر اب اس کا نہیں ہوگا اب ریوٹ پر باسط سے لڑائی نہیں ہوگی۔ اب وہ بابا کے کپڑے پہن کر ان کی طرح کا فوٹو شوٹ نہیں کروا سکے گی۔ پورے گھر میں رفعت بیگم کی نکل اتارتے یہاں سے وہاں ان سے بچ کر بھاگنا بھی نہیں ہوگا۔ یہ بیٹیاں بھی کتنی پیاری ہوتی ہیں نا۔ گھر کی رونق سب کا دل لگائے رکھتی ہیں۔ ان کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں سے دل لگا رہتا ہے لیکن جب یہ لاڈلیاں رخصت ہوتی ہیں تب اصل معنوں میں پتا لگتا ہے کہ کیا رخصت ہو رہا ہے۔ فقط ایک بیٹی رخصت نہیں ہوتی اس کے ساتھ ساتھ اس کی ساری شرارتیں بھی جاتی ہیں وہ اپنے ساتھ وابستہ رونقیں بھی لے کر جاتی ہے۔ پیچھے رہ جاتا ہے تو بابا کی گریبا کا بچپن اور اس کی یادیں۔۔۔۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل تو سب دل میں بسا رہی تھی لیکن رفعت بیگم!! وہ اپنے جگر پارے کو دیکھ کر اپنی نظروں میں قید کر رہی تھیں۔ اب انکا دل کر رہا تھا سب ٹھہر جائے۔ ان کی گڑیا، اس کا انداز سب ---

کتنے بے بس ہوتے ہیں نا والدین!!! بچپن سے بیٹی کو پالتے ہیں اس کے ناز اٹھاتے ہیں اور پھر ایک دن آتا ہے جب ان کی لاڈو رانی کو کوئی اور لے جاتا ہے۔ وہ ماں باپ جو بچپن سے اپنی گڑیا کو دیکھ کر مسکرانا سیکھتے ہیں ایک دن وہی گڑیا کسی اور کے گھر کا تاج بن جاتی ہے۔ لیکن ستم ظریفی کی انتہا تو یہ ہے کہ اکثر لوگ وہ مقام دے ہی نہیں پاتے اور بابا کی دلاریاں رل جاتی ہیں۔



سلطانہ بیگم بھی رابیل کی بری تیار کر رہی تھیں لیکن وہاں موجود ہر شخص نے دیکھا تھا کہ اس معاملے بھی انہوں نے کتنی زیادتی کی تھی۔ اس چیز کو دادا صاحب نے بھی محسوس کیا تھا۔ اور اس کا حل بھی وہ سوچ چکے تھے۔

دادا صاحب ایک سخت آدمی ضرور تھے لیکن وہ جانتے تھے کوئی جب اپنی بیٹی دیتا ہے تو وہ امانت ہوتی ہے۔ ان کی بھی پوتیاں تھیں وہ کیسے کسی کا حق مارنے دیتے۔ وسام کی دادی عطیہ بیگم حیات تھی لیکن اپنے بڑے بیٹے اور بہو کی یک نخت موت کے بعد حویلی کے ایک کمرے میں گوشہ نشینی اختیار کر چکی تھیں۔ ویران آنکھیں لئے اب ان کا سارا طنطنہ ختم ہو چکا تھا نا کسی تقریب میں شرکت کرتی تھیں نا گھر کے کسی معاملے میں دخل تھا اور سلطانہ بیگم نے بھی انہیں ایک سائیڈ پہ لگا دیا تھا۔ دادا صاحب نے عطیہ بیگم کے زیور رابیل کی بری میں رکھنے کے لئے لاکر سے نکلوا دیے تھے جس



پہ سلطانہ بیگم سمیت ان کی تینوں بیٹیوں کی آنکھیں باہر کو نکلا آئی تھیں۔  
لیکن اپنے کئے کی ہی سزا تھی اس لئے چار و ناچار خاموش ہو گئی تھی۔



رابیل کی بارات کا جوڑا آچکا تھا۔ جسے دیکھ کر رابیل کو یک دم رونا آیا تھا۔  
صاف نظر آ رہا تھا کہ کسی کا استعمال شدہ جوڑا اسے بھیجا گیا تھا۔ اس نے  
وسام کو کال کی تو اسے اس بارے معلوم نہیں تھا لیکن۔ گھر پوچھنے پہ پتا  
چلا کہ یہ جوڑا فائزہ کا تھا جو نرمین کو بھی پہنایا گیا تھا اور اب رابیل کی باری  
تھی۔

اس بات پہ رابیل کی آنکھوں میں۔ طیش ابھری تھی اور فوراً کال کاٹ  
دی۔۔

لیکن چند ساعتوں کے بعد کال کی اور کہنا شروع کیا۔۔

"تو مسٹر وسام یہ ہیں وہ آسائشیں جو آپ مجھے دیں گے؟؟؟ اپنے بہن کا استعمال شدہ جوڑا ہاں۔"

"ایک بار ہی تو پہننا ہے رابیل! اب امی کو کیا کہوں میں ہاں۔"

وسام نے بے چاگی سے کہا تھا۔۔ جس پہ رابیل کو اور زیادہ غصہ آیا تھا۔

"اوہ پھر تو تمہاری امی بھی آپا کی شادی کے کپڑے پہنیں گی اور باقی بھی

پرانے ہے نا؟؟؟ کیونکہ ایک ہی دن تو ہے۔۔ سہی نا؟؟؟"

"دیکھو وسام خود بے شک تم لوگ پھٹنے ہوئے کپڑے پہن کے آؤ جا جو بھی

میں یہ جوڑا نہیں پہنوں گی۔ ہمارے خاندان میں یہ نہیں ہوتا۔"

رابیل نے قطعیت سے کہا تھا۔

"رابیل نرمین بھابھی نے بھی یہی پہننا تھا۔" وسام نے ایک کمزور سی دلیل دی تھی۔

"تو یہ تم لوگوں کا خاندانی جوڑا ہے؟؟؟ پہنا لینا نازیہ کو لیکن میں یہ نہیں پہنوں گی۔ رخصتی کروانی ہے تو دوسرا جوڑا بھیج دینا ورنہ انکار کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگے گا۔"

یہ کہتے وہ کال کاٹ چکی تھی اور وسام اس نے بے بسی سے اپنے فون کو دیکھا تھا۔ اور پھر بلال کو کال ملائی تھی کیونکہ اس کے مسئلہ کا حل اور کسی کے پاس نہیں تھا۔۔

جیسے ہی رابیل نے فون رکھا تھا رفعت بیگم جو پیچھے کھڑی ان رہی تھیں۔ گویا ہوئی۔

"کیا ضرورت تھی رابیل؟؟ اس سب کی ایک دن کی ہی تو بات ہے بیٹا ایسے چھوٹی چھوٹی پہ سسرال سے اختلاف نہیں کرتی میری جان۔۔۔۔"

رابیل مسکرائی تھی اور کہا۔۔۔

"امی آپ کی شادی جیسے بابا سے ہوئی تھی تب آپ بھاری بھر کم جوڑا نہیں پہن پائی تھیں نا۔۔۔ لیکن اس وقت کا جوڑا بھی آپ نے تبرک کی طرح سجا کر بالکل سنبھال کے رکھا ہے۔ یہ جوڑا پہلے بھی پہنا جا چکا ہے اور پھر شادی کے بعد دوبارہ اس کی آپا کو دے دیا جائے گا۔ شادی کا جوڑا تو یادگار ہوتا ہے نا امی۔ ہر عورت سینت سینت کے رکھتی ہے۔ مجبوری ہو تو سمجھ آتا ہے لیکن یہ سب جچتا نہیں ہے۔ میں ان کے گاؤں کی کوئی لڑکی نہیں ہوں امی جو سستی جاؤں اپنے حق کے لئے اب نہیں بولوں گی تو ہمیشہ چپ ہی رہ جاؤں گی۔۔۔"

اس بات پہ رفعت بیگم نے اپنی نادان بیٹی کو دیکھا تھا۔ جس کی باتیں تو بالکل ٹھیک تھیں لیکن سسرال میں یہ سب نہیں چلتا اس بات سے انجان تھی۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"دیکھو رابیل!!! اب تمہیں اس گھر میں ایک عمر گزارنی ہے۔ اپنی ماں کے لئے اپنے شوہر کے لئے اپنا مقام بنانے کے لیے صبر کرنا۔۔ کیونکہ یہ ایک دو دن کی بات نہیں ساری زندگی کی کہانی ہے۔ تمہاری ماں آج عزت سے بیٹھی ہے تو وہ خاموشی کی ہی وجہ سے ہے۔ تم بھی صبر کرنا۔۔۔"

اور رابیل نے ماں کی اس نصیحت کو پلو سے باندھ لیا تھا۔

لیکن ہر جگہ صبر نہیں ہو سکتا یہ بات تو رفعت بیگم بھی بھول گئی تھیں کہ اپنی گریبا کو صبر کی تلقین کرتے وہ نظر انداز کر گئی تھیں کہ صبر کی ایک حد ہوتی ہے۔ انہی تو یاد ہی نہیں رہا کہ اسے کہتی کہ بیٹی جب حد سے بڑھ کر حق تلفی ہونے لگے تو بول پڑنا ورنہ یہ ظالم دنیا سانسوں کا حق بھی چھین لے گی۔۔۔



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بلال وسام نے سامنے بیٹھا مسلسل ہنس رہا تھا اور اس کی حالت سے لطف اٹھا رہا تھا اور پھر کہا۔

"دیکھ دل میں تو تجھے بھی معلوم ہے کہ آنٹی نے غلط کیا ہے - پھر یہ تکرار کیوں؟؟؟"

"بلال میں امی کی نافرمانی کر چکا ہوں پہلے ہی - اب میں تلافی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ بس اس لئے خاموش ہوں۔۔۔" اس بات پہ بلال طنزیہ انداز میں ہنسا تھا اور کہا "پھر اب؟؟؟"

اسے طلاق بھجوانی ہے تلافی کے طور پہ؟"

اس بات پہ وسام تڑپ گیا تھا۔

اور کہا۔ "نہیں سانسیں ختم کرنی کیا۔ میں جوڑا ہی بھجواؤں گا اسے۔۔۔۔۔" اور یہ کہتے وہ جا چکا تھا اور بلال نے اس کی پشت کو گھورا تھا۔ اور سوچا تھا۔

مرد بھی کتنا عجیب ہوتا ہے نا ساری زندگی یہی تعین نہیں کر پاتا کہ اسے کرنا کیا ہے۔ بیوی سے محبت کے وعدے کرنے والا ماں کے سامنے اس کی حق تلفی پہ ایک لفظ نہیں بول پاتا اور بیوی جب شکایت کرتی ہے تو شرمندہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرد کو دو عورتوں نے بیچ میں لٹو بنا رکھا ہے لیکن یہ مرد کی اپنی وجہ سے ہے وہ پہلے بیوی کو آسمان پہ چڑھاتا ہے اور بڑے مان سے سب سے لڑ کر گھر لے کر آتا ہے اور پھر تلافیوں میں لگ جاتا ہے۔ لٹو تو وہ خود ہونا۔



وسام نے ایک بوتیک پہ آن لائن جوڑے کا آرڈر دے دیا تھا۔ اور رابیل مطمئن تھی یا نہیں لیکن اب خاموش تھی۔ مہندی کی رات آچکی تھی۔ رابیل نے باقیوں کی طرح پیلا جوڑا نہیں پہنا تھا۔ اس نے نیلے اور شوخ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

گلابی رنگ کا ہلکے کام والا لنگا پہنا تھا۔ اس کا حسن آج واقعی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا تھا۔ وہ ہنستی مسکراتی یہاں سے وہاں گھوم رہی تھی۔ بچوں کی طرح کئی بار گول گھوم کر اپنا لنگا گھومتا ہوا دیکھ چکی تھی۔ اور اسے دیکھ دیکھ کر حیات صاحب کی آنکھیں بار بار بھر رہی تھیں۔ کبھی کسی کونے میں کبھی کسی میں چھپ کر اپنے آنسو صاف کر رہے تھے۔ باسط کا حال بھی یہی تھا۔ سب اپنی اپنی جگہ اداس بھی اور خوش بھی۔ لیکن ایک چیز جو مشترک تھی وہ یہ کہ سب رابیل کے لئے دعاگو تھے اس کی خوشیوں کے لئے اللہ کو پکار رہے تھے۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے اور رابیل چینج کر کے اب اپنی مہندی دیکھ رہی تھی رنگ بہت گہرا آیا تھا۔ اور ہاتھ پہ وسام کا نام چمک رہا تھا۔ تبھی حیات صاحب اندر آئے تھے۔ اور رابیل کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔ پھر کہا۔۔



"میری گریا!!! اب بڑی ہو گئی ہے کل رخصت ہو جائے گی۔ اب آفس سے آؤں گا تو باسط کی شکایتیں کون لگائے گا رابیل۔۔ بار بار کال کر کے آؤں کریم لانے کو کون بولے گا۔ کھانے کی میز پہ بار بار اپنی پسند کی چیز نا دیکھ کر منہ کون بنائے گا۔ اب میں بار بار چائے مانگوں گا تو کون کہے گا۔۔ بابا اتنی چائے ناپیا کریں یہ نشہ ہوتا ہے۔"

یہ کہتے حیات صاحب نے اسے گلے سے لگایا تھا۔ اور رابیل ان کے سینے سے لگتے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی تھی۔

"میری جان!!! تمہاری امی نے بہت کچھ سمجھایا ہوگا۔ میں بس اتنا ہی کہوں گا اپنے بابا کی شیرینی ہو تم... یہ یاد رکھنا۔"

تبھی باسط اور رفعت بیگم آئے تھے جو سارا منظر دیکھ چکے تھے ان کی آنکھیں بھی بھگی ہوئی تھی۔۔ تبھی باسط نے کہا۔ "اچھا ہے اب میں آزاد ہوں۔"

آپ کیوں سینیٹی ہو رہے ہیں بابا۔

اور وہ رات سارے حیات خاندان کو دیکھ کر رہی تھی۔ جہاں کل سب اپنی لاڈلی کو رخصت کرنے کی ہمت جٹا رہے تھے۔

پھر باسط نے مشورہ دیا تھا کہ چلیں سب گول گپے کھا کے آتے ہیں۔  
رفعت بیگم کے نانا کرنے پر بھی کسی نے ناسنی۔ اور سب نے ایک یادگار رات ساتھ گزاری۔



اگلا دن پوری آب و تاب کے ساتھ آچکا تھا اور وہاں برات بھی نکل چکی تھی۔ وسام کے سب رشتے دار اکٹھے ہو چکے تھے اور ان میں وہ لڑکیاں بھی تھی جو خود وسام کی دلہن بننے کی خواہش رکھتی تھیں۔ سب ٹھنڈی آہیں بھرتے تیار ہو چکے تھے۔ عطیہ بیگم نے جانے سے ایک بار منع کیا تھا اور

سلطانہ بیگم نے دوبارہ کہا بھی نہیں تھا۔ برات بہت شاندار تھی کہ پورا گاؤں اش اش کر رہا تھا۔

رابیل پارلر جانے لگی تھی اور سارا سامان اکٹھا کر رہی تھی۔ اور رفعت بیگم اس کا ایک ایک نقش حفظ کر رہی تھی۔ حیات صاحب نے فلیٹیز ہوٹل بک کروایا تھا۔ اور رخصتی بھی وہی سے ہونا قرار پائی تھی۔ رابیل نے گھر کی دہلیز پار کرنے سے پہلے چاول پیچھے کو پھینکنے والی رسم کی تھی۔ اور سب سے ملی تھی سارا ددھیال وہاں اکٹھا تھا ننھیال سے کوئی نہیں آیا تھا۔ بلانے کے باوجود وہاں ایک گہری خاموشی تھی۔

---

---

چاند تاروں سے سبھی اک کہکشاں تم کو ملے  
تم جہاں جاؤ مقدّر مہرباں تم کو ملے  
ہمسفر کا ساتھ اپنے جاوداں تم کو ملے  
نجلیوں سے دُور ہو وہ آشیاں تم کو ملے

آج بچپن کی سکھی سنگت سے ناتا توڑ کر  
اپنے پیاروں کی رفاقت سے توجہ موڑ کر  
اک نئی نسبت سے اپنی ہر تمنا جوڑ کر  
اپنے بابل کے بھرے گھر کو اکیلا چھوڑ کر

کہہ رہی ہو الوداع اشکوں بھری آنکھوں کے سنگ  
 لگ کے سینے رو رہی ہو بھلے بھنوں کے سنگ  
 لو تمہیں رخصت کیا اب آن کے لفظوں کے سنگ  
 جاؤ تم مہماں سرا سے اپنے گھر خوشیوں کے سنگ

نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ رابیل کو اسٹیج پہ لایا گیا تو ہر آنکھ سے اس کی  
 نظر اتاری تھی۔ حسن تو خدا نے دیا تھا لیکن دلنایا کیا ٹوٹ کے آیا تھا۔ وہی  
 وسام کے امی لہنگا دیکھ کر حیران تھی کیونکہ انہوں نے تو یہ جوڑا نہیں بھیجا  
 تھا۔ رابیل لال جوڑے کی۔ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی جیسے یہ رنگ اسی  
 کے لئے بنا ہو۔ کاجل بھری آنکھیں وسام پہ چھریاں چلا گئی تھی۔ وہ جو پہلے  
 ہی اس کا عاشق تھا اب اس روپ میں دیکھ دل و جان سے فریفتہ ہو چکا  
 تھا۔

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں،

یہی تو ہیں لاجواب آنکھیں

انہیں میں الفت انہیں میں نفرت

سوال آنکھیں عذاب آنکھیں

کبھی نظر میں بلا کی شوخی

کبھی سراپا حجاب آنکھیں

کبھی چھپاتی ہیں راز دل کے  
کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں

کسی نے دیکھیں تو جھیل جیسی  
کسی نے پائی شراب آنکھیں

وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے  
حضور آنکھیں جناب آنکھیں

عجب تھا یہ گفتگو کا عالم

سوال کوئی جواب آنکھیں

یہ مست مست بے مثال آنکھیں  
نشے سے ہر دم نڈھال آنکھیں

اٹھیں تو ہوش و حواس چھینیں  
گم کریں تو کر دیں کمال آنکھیں

کوئی ہے انکے کراہ کا طالب  
کسی کا شوق وصال آنکھیں



نہ یوں جلیں نہ یوں ستائیں  
کریں تو کچھ یہ خیال آنکھیں

ہیں جینے کا اک بہانہ یارو  
یہ روح پرور جمال آنکھیں

دراز پلکیں وصال آنکھیں  
مصورى کا کمال آنکھیں

شراب رب نے حرام کر دی  
مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں

ہزاروں ان سے قتل ہوئے ہیں  
خدا کے بندے سنبھال آنکھیں۔

---

وہاں کا انتظام و انصرام دیکھ کر سب حیران تھے۔ ان کے گاؤں میں ایسی  
شادیاں کہاں ہوتی تھیں۔ بلاشبہ سات پشتیں یہ شادی یاد رکھنے والی تھیں۔  
حیات صاحب کا دل تھا کہ وقت ٹھہر جائے ان کی گریباں ان سے دور نا  
جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا نا جو ہم چاہیں وہ لازمی ہو۔ رخصتی کا وقت  
بھی آگیا تھا۔ رابیل سب سے گلے لگ کے روئی تھی کہ ہر کسی کی آنکھیں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اشک بار ہو گئی تھیں۔ قرآن کے سائے میں اسے رخصت کر کے حیات صاحب وہی بیٹھ گئے جیسے کوئی اپنا سارا خزانہ کسی کو دے کر خالی ہوتا ہے۔

رابیل کی سسکیاں بھی کافی دیر گاڑی میں گونجتی رہی تھیں۔ تبھی فائزہ نے کہا۔ "بس کرو اب آگے آگے ہیں شادی کی بھی آگ لگی تھی اب نرے ڈھکوسلے۔۔۔"

اس بات پہ رابیل کے دل پہ گھونسا پڑا تھا۔ وہی وسام بھی شرمندہ ہوا تھا۔ اود بلال جو گاڑی چلا رہا تھا اس کے ماتھے پہ غصے سے شکنیں ابھری تھیں۔

محبت – قیس کا دامن

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

محبت – اشک لیلیٰ کے

محبت – ہیر کی آہیں

محبت – جوگ رانجھے کا

محبت – بحر وحشت کا

محبت – گرمی صحرا

محبت – موج دریا ہے

محبت – ہی طلاطم ہے

محبت – خوں رلاتی ہے

محبت – "میں" مٹاتی ہے

کسی کو – نوجوانی میں

یہی – مجنوں بناتی ہے

محبت – شاعری سی ہے

جگر کے – پار جاتی ہے

محبت – ہجرِ یوسف میں

بینائی – چھین لیتی ہے

رابیل کی سسکیاں تو اب تمہم چکی تھیں لیکن بالکل خاموش اور سپاٹ انداز  
میں سر جھکائے بیٹھی تھی۔ محبت کی تکمیل تو ہو گئی تھی لیکن اب  
آزمائشوں کا وقت تھا یہ بات وہ دونوں جانتے تھے۔ وسام کے چہرے پہ  
محبت کو پا لینے کا سرور جگمگا رہا تھا۔ یہ سوچ ہی کتنی منفرد ہے ناکہ ہم

oo'

O

جیسے ہی گاڑی ایک لمبے سفر کے بعد حویلی کے آگے رکی۔ رابیل نے اطراف کا جائزہ لیا تھا۔ ایک بہت بڑی حویلی جسے داسن کی طرح سجایا گیا تھا۔ ایک پروقار عمارت جہاں کے رہنے والوں کے دل بہت سخت تھے۔ رابیل نے اپنا جی کڑا کیا تھا۔ وہ بابل کا دیس چھوڑے اب پیا گاؤں سدھار چکی تھی اور اب سے ہر دن کانچ پہ چلنے کے مترادف تھا جہاں اسے سوچ سمجھ کر قدم رکھنا تھا جہاں توازن بگڑا وہاں اپنا ہی نقصان تھا۔

وسام گاڑی سے اترتا اور رابیل کے لئے دروازہ کھولا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے تھے۔ ہاتھ تھام کر اس۔ اشک گریا کو آگے لے کر گیا تھا۔ کیمبرہ مین نے اس دلفریب منظر کو کیمبرے کی آنکھ میں بند کیا تھا۔ سچ سچ کرتے وسام کا ہاتھ تھامے رابیل حویلی کے دروازے تک آئی تھی۔ وہی نازیہ اور بہت سے اور کزنز راستہ روکے کھڑی تھیں۔ وسام نے آج دل کھول کے نیگ دیا تھا۔ اندر قدم رکھتے ہی رابیل کا دل زرد پتے کی مانند ایک سیکنڈ کو کانپا تھا۔ وسام نے اس کے ٹھنڈے پڑتے جسم کو محسوس کیا تھا۔ اور اپنے ہاتھ کی پکڑ مضبوط کر لی۔ اس تحفظ سے رابیل کو ایک حوصلہ سا ہوا تھا۔

ایک صوفے پہ رابیل کو وسام کے ساتھ بٹھانے کے بعد ایک فوٹو سیشن شروع ہوا تھا۔ اور وہاں موجود رشتے داروں کی تعداد دیکھتے رابیل نے تھوک نگلا تھا۔ اس کی کمر درد سے تختہ ہو رہی تھی۔ لیکن خیر اب کیا کر سکتے تھے۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بڑی آنٹیوں تک تو ٹھیک تھا لیکن وسام کی کزنز نے آکر جب تصویریں کھنچوائی تو رابیل تو کوفت سی ہوئی کیونکہ سب کی سب وسام کی سائیڈ آکر بیٹھ رہی تھیں۔ رابیل کو ایک دن جوش سا آیا تھا اور کہا۔۔

وسام جی!!!! آپ کو بلال بھائی بلا رہے تھے نا۔۔ جائیں پھر۔۔

اور وسام اس بات پہ ہونقوں کی طرح اسے تک رہا تھا۔

کہ یہ کب ہوا۔ لیکن رابیل نے اسے ایک تنہی گھوری سے نوازا تھا۔ جسے سب نے ہی محسوس کیا تھا اور فوراً سے پہلے وسام اٹھ کر عورتوں کے بیچ سے باہر مردانے میں جا رہا تھا۔ کئیوں نے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کی نظروں کو سمجھ چکا تھا اور جانتا تھا کہ اگر اب ناراضگی ہو گئی تو پوری رات وہ اسے کمرے میں نہیں آنے دے گی۔ اس مئے رابیل کی بات ماننے میں ہی عافیت جانی تھی۔



اور وسام کی کمرز اپنا سامنہ لے کر رہ گئی تھیں۔ اور باقی عورتوں نے بھی نظروں کا تبادلہ کیا تھا۔ اور ایک وسام کی خالہ بولی تھیں۔

ہا نہ سلطانہ تیری نو تے بہوں ڈاڈی چوہراے۔۔

(سلطانہ تمہاری بہو تو بہت غصیلی اور چالاک ہے)

اس پہ رابیل کو تاؤ آیا تھا۔ ابھی وہ ان کی زبان مکمل نہیں سمجھتی تھی لیکن کچھ کچھ باتیں اور روئے سمجھ آتے تھے۔

اور رابیل نے کافی اونچی سرگوشی کی تھی۔

ہاں تیز ہوں تبھی تو آپ کی بیٹی کی منہ سے وسام کو نکال کے لے گئی۔

اس بات پہ جیسے ساری شریکوں کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا لیکن وہاں پرواہ ہی کسے تھی۔ تبھی دادا صاحب آئے تھے اور سب کی زبانوں کو قفل لگ گئے تھے۔

اور ساری مکھیاں (کزنز) وہاں سے ہٹ گئی۔ دادا صاحب بھانپ چکے تھے کہ یہ لڑکی ان سب کے آگے ٹکنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ آگے آئے اور رابیل کے سر سے کئی ہزاروں کے نوٹ وار کے نوکرانی کو دیے تھے۔ پھر جیب سے ایک ڈبہ نکالی تھی۔ وہ کھولی اس میں کڑے تھے جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتے تھے۔ اسے پہناتے ہوئے کہا۔

یہ تمہاری دادی ساس کے ہیں میں نے منہ دکھائی میں دیے تھے۔ اس نے کسی کو ہاتھ تک نا لگانے دیا کبھی انہے لیکن اب یہ تمہارے ہیں اسے ان سب سے غرض نہیں لیکن ان کا حقدار بھی کوئی اس کے جیسا ہونا۔

اس بات پہ رابیل کی آنکھیں آنسوؤں سے جھلملائی تھیں۔

تبھی کسی نے پوچھا۔

اماں جی اب کہاں ہیں آج نظر نہیں آئی؟

اس بات پہ رابیل حیران ہوئی تھی۔ اس نہیں پتا تھا کہ وسام کی دادی حیات ہیں۔ رابیل نے حیران نظروں سے دادا صاحب کو دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا وہ اب عبادت کرتی ہیں اوپر جاتے پہلے کمرے میں ہوتی ہیں۔

ابھی وہ آگے جانے کیا کہتے رابیل اپنا بھاری لنگا سنبھالتے اٹھی تھی اور اوپر کی جانب بڑھی تھی۔ دادا صاحب نے دیکھا جہاں وسام اوپر کھڑا تھا۔ دادا صاحب نے اسے داد دیتی نظروں سے نوازا تھا۔

وسام آگے بڑھا تھا اور ہاتھ تھام کر رابیل کی اوپر جانے میں مدد کی تھی۔ اور تبھی اس کے کان میں سرگوشی کی تھی

شکریہ

رابیل دھیمسا مسکرائی تھی۔

کمرے کے باہر پہنچتے دستک دی تھی لیکن کوئی جواب موصول نہ ہوا تھا۔ پھر رابیل خود ہی اندر داخل ہوئی۔ ایک بوڑھا وجود ویران آنکھیں لیے دراز تھا۔ رابیل آگے بڑھی اور ان کے پیروں والی سائیڈ بیٹھ گئی۔ ان کے پیروں پہ اپنے لب رکھے تھے کہ تبھی میکانیکی انداز میں انہوں نے آنکھیں کھولی تھی۔ جسے دیکھ رابیل مسکرائی تھی اور کہا۔ وسام کی بیوی ہوں میں دادی۔۔۔

رابیل

اس تعارف پہ عطیہ بیگم کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی اور مسکرا کر سر ہلایا تھا۔ یہ منظر دیکھ دادا صاحب اور وسام کی آنکھیں بھی بھگی تھی ایک عرصے بعد عطیہ بیگم کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔ دادا صاحب نے وسام

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اور رابیل کو اپنے اس کے بعد اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ اور رابیل کو کتنی ہی دیر محبت سے دیکھتے رہے اور کہا میری بیٹی ہو تم۔ اس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا۔

ایک عرصے بعد عطیہ مسکرائی ہے اس کا وہ رعب مسکراہٹ تو کہی جا کھوئی تھی بیٹے بہو کے بعد۔ پھر سلطانہ کا رویہ بھی دیکھ چکی تم۔۔۔۔۔ آج مجھے تم میں اپنی بیٹی نظر آئی۔۔

رابیل کے تو مانو دانت ہی اندر نہیں جا رہے تھے۔ اور وسام اس کا چہرہ بھی خوشی سے تمٹا رہا تھا۔ اس کا انتخاب غلط ثابت نہیں ہوا تھا۔



کمرے میں آتے رابیل نے وسام کو باہر جانے کا کہا تھا اور وہ منہ بناتا باہر چلا گیا۔ اور اس کے کافی کزنز نے یہ منظر دیکھا تھا کہ تبھی اندر سے آواز آئی۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اندر آجائیں وسام!!!

وہ اندر آیا تو یکدم اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

وہ گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی تھی۔ وسام ایک دم مسکرایا تھا۔ آگے بڑھ کر وسام نے آگے بڑھ کر گھونگھٹ اٹھانا چاہا تو فوراً وہ پیچھے کو ہوئی اور کہا۔ پہلے منہ دکھائی نکالیں۔ کہی ایسا ناہونا کہ اس کے بعد آپ دیکھتے ہی رہ جائیں اور بھول جائیں۔

اس بات پہ وسام نے اپنا قہقہہ روکا تھا۔

اور پھر جیب سے ایک نازک سے ڈبیانکالی اس میں ایک لاکٹ تھا جس پہ سونے سے وسام اور رابیل کا نام بہت نفاست سے کندہ تھا۔

گھونگھٹ اٹھا کر دیکھا تو واقعی دیکھتا رہ گیا بلاشبہ اس سے خوبصورت دلہن وسام نے نہیں دیکھی تھی۔ آگے بڑھ کر اس کے گلے میں وہ لاکٹ ڈالا اور

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

وہ شرم سے لال پیلی ہوئی تھی۔ وسام اس کے باس بیٹھے بنا کچھ بولے  
صرف اسے دیکھتا رہا تھا ایک لفظ بھی نا بولا تھا صرف اتنا کہا تھا۔۔۔ پہلے  
کیوں نا آئی تم میری زندگی میں۔۔۔

جب بہت سارا دیکھ چکا تو کہا جاؤ چنچ کرو بہت تھک گئی ہوگی نا۔۔  
لیکن وہ بھی رابیل تھی۔ فوراً ناک کو سکورتے ہوئے کہا۔۔

اتنا تیار ہوئی ہوں میں ایسے کیسے چنچ کر لوں۔۔

سیلفی لو میرے ساتھ چلو۔۔ یہ کہتے اس نے خود ہی وسام کا موبائل کھولا۔  
اور پھر ڈھیروں تصویریں لیں تھیں۔ اور پھر اگلی فرمائش نازل ہوئی تھی۔  
آئس کریم کھانی ہے۔ اب اس گاؤں میں اس وقت آئس کریم سے کہاں  
سے لاتا وہ معصوم۔۔۔ لیکن اب لانی تو تھی۔ پھر بلال کو کال ملائی۔ اور

بلال جو ابھی کچھ دیر پہلے سویا تھا دبک کے اٹھا۔ نمبر دیکھ کر حیران ہوا اور کہا۔

پہلی ہی رات باہر نکال دیا کیا بھا بھی نے؟

اس بات پہ وسام جو پہلے ہی بھرا ہوا تھا بولا۔

نکالا نہیں لیکن اب نکالے گی اگر آئس کریم نامی۔ بتا اب کہاں سے ملے گی۔

اس کی حالت پہ بلال نے قہقہہ لگایا تھا اور کہا بس پچو تیری بخشش پکی ہے۔ ایسے ہی ثابت قدم رہ۔

اور پھر پر سوچ انداز میں کہا۔

گاؤں سے باہر ہوگی کوئی بیکری کھلی۔۔۔ لازمی وہاں سے لے آ۔۔ آدھا گھنٹا ہی لگے گا۔



وسام نے لمبی سانس لی تھی۔ جانے لگا تھا کہ وہ کھڑی ہو گئی اور کہا میں بھی جاؤں گی۔

وسام نے اوپر سے نیچے اس کا جائزہ لیا جو اب تک لہنگے میں ہی تھی۔ اور پھر وہ دونوں آئس کریم کھانے گئے تھے یہ منظر کئی آنکھوں نے دیکھا تھا۔

محبت واہموں کے جال میں جکڑے تو میں تتلی  
محبت روشنی میں خاک ہو جائیے تو تم جگنو

محبت شاعری ہے تو میرے شعروں میں تم ٹھہرے  
کوئی قصہ ہے تو کردار میں ہوں اور بس تم ہو

محبت گر سزا ہے درد کی شدت تمہی سے ہے  
محبت گر دعا ہے تو میری ہر سانس تم سے ہے

محبت اشک ہے تو آنکھ میں ہر پل چمکتے ہو  
محبت رشک ہے تو تم پہ وہ ہر وقت آتا ہے

محبت جوگ ہے تو تم پیا تم ایک بس جوگی  
محبت روگ ہے تو وہ میری نس نس میں بہتا ہے

سمندر میں ہوں تو تم ڈوبتا سورج ہو پانی میں

اگر پانی ہو تم میں تم میں رتی ڈولتی ناؤ

اگر تم آسماں ہو تو تمہارا دن بھی میں شب بھی  
اگر میں ہوں زمیں تو میرے سارے موسموں میں تم

اگر تم ساتھ ہو تو زندگی آسودہ حالی ہے  
اگر میں دور ہو جاؤں قحط ہے خشک سالی ہے

oo

گھر آکر بھی کافی دیر تک باتیں کرتے رہے تھے اور پھر ایک دوسرے پہ محبت کی بارش کرتے نیند کے آغوش میں جاتے دونوں کو ہی دیر نہیں لگی تھی۔ بلاشبہ وہ رات وسام کی زندگی کی بہترین رات تھی۔

صبح دونوں ہی کچھ دیر سے اٹھے تھے نیچے گئے تو سب شائد انہی کے منتظر تھے۔ تبھی سلطانہ بیگم نے کہا ہم تو سوچ رہے تھے کہ خود ہی اکہ دیکھ لیں اب تک دونوں اٹھے نہیں لگتا ہے کل رات باہر سے نشہ کر کے آئے تھے۔

اس بات پہ دونوں سے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا تھا اور کسی سے بھی ملے بغیر رابیل پہلے وسام کے ساتھ عطیہ بیگم کے پاس گئی اور پھر دادا

صاحب کے۔ اس کے بعد نیچے آئی تو سب بیٹھے تبھی سجدہ نے کہا ہم تو انتظار میں بیٹھے ہیں کہ بھابھی کے گھر سے ناشتہ آئے۔

اس بات پہ رابیل نے تیوری چڑھائی تھی اور کہا کہ۔ آپ کو پتا ہے لاہور کتنا دور ہی یہاں سے۔۔ پھر بھی یہ سب؟

ابھی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ پیچھے سے آواز آئی۔۔

بھابھی آپکا ایک بھائی یہاں بھی ہے کیسے بھول گئیں آپ یہ ہاں؟؟؟۔  
بلال پیچھے ہاتھوں میں کئی شاپر لئے کھڑا تھا۔ اس خلوص پہ رابیل آنکھوں میں آنسو لئے مسکرا اٹھی تھی۔



اپنا ریسپانس دیں۔۔۔۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

افسانہ از کشف فاطمہ۔۔۔

میں نے اس مقابلے میں حصہ لیا ہے آپ سب پلیز پڑھیں آگے شئیر کریں  
اور وہاں کمنٹ بھی کریں تاکہ میں جیت سکوں،،،،

عیدہ مجھ سے نہیں دیکھا گیا انہی ایسے۔۔ میری بھی بہنیں تھیں ہم نے  
بھی کی شادیاں ان کی۔ تب بھی تو بنا قربانی کے رہے نا ہم۔۔۔ کیوں نا  
ایک سال اور سی۔۔۔ یہ کہتے ایک قطرہ آنکھ میں ادا تھا لیکن واصف نے  
ہمت کی۔۔ اور عیدہ کے ہاں کہنے پہ وہ مسکرایا تھا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی  
وہ دونوں گئے اور اماں کو پیسے دے آئے تھے۔ جو بیت زیادہ ب  
پس و پیش کے بعد انہوں نے رکھ لئے تھے۔

کوکب بیگم اور دونوں نندوں نے تھوڑا شور مچایا تھا لیکن واصف نے انہی  
خاموش کروا دیا۔ عدیلہ اور واصف بہت مطمئن تھے ایسے جیسے انہوں نے  
دنیا جیت لی۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ قدرت بھی انہی اس قربانی کا  
پھل دینے والی تھی۔۔۔۔

خود ہنگامہ آرا ہے یا بد ہنگام محبت  
کیونکر ہے مدت سے یارو تشنہ کام محبت

چاہ، خلوص، مروت، خدمت سارے روپ تمہارے  
دیکھو تو ہیں جگ میں کتنے تیرے نام محبت

خواہش اٹھنے لگتی ہے تو مر جاتی ہے فوراً  
بول ہمارے پاس ہے کیا اب تیرا کام محبت

اک ہم ہیں اور ایک زمانہ آتش زن صدیوں سے  
اور کرے گی تُو ہم کو کتنا بدنام، محبت!

جو تھا، جتنا تھا، جیسا تھا قدموں میں رکھ چھوڑا  
جانے کس لمحے پائے گی تُو انجام، محبت

جذروں کی سچائی میں گر فرق ذرا آ جائے



ایسے میں اکثر ہو جاتی ہے ناکام، محبت

تُو تھی سادہ، کملی جھلّی، پھر کیوں بدلے چہرے؟

جا اب زیادہ چھڑ ہمیں مت، اے مادام محبت!

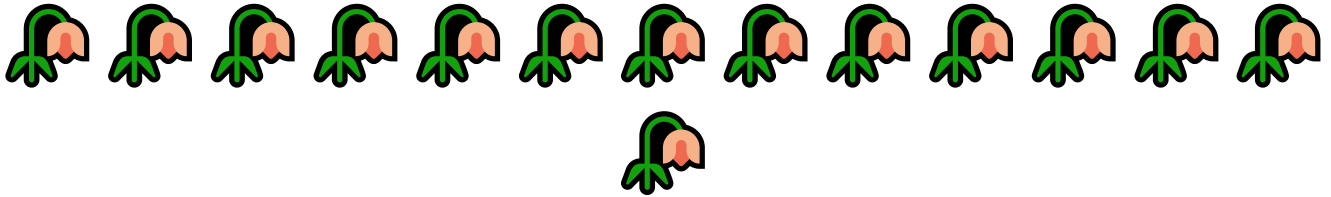
بس اک بار خلاصی ہو تو اس کے بعد کبھی پھر

بھولے سے بھی لیں گے نہ ہم تیرا نام محبت

اس سے بڑھ کر حیف نہیں اب میں تجھ پہ کر سکتا

آہ محبت، والے محبت، بدفرجام محبت

زین ہمارے پاس متاعِ درد بچی ہے، جس میں  
اک بے سود ادا سی ہے اور اک بے نام محبت



رابیل جو کہ پہلے ہی وسام کی محبت پا کہ خدا کا شکر ادا کرتے نہیں تھک  
رہی تھی اب ایک اور بھائی کا مان مل جانا اس کے لئے غنیمت تھا۔ بلال  
کے آنے سے ساری برادری کے منہ بند ہو چکے تھے۔ اور وسام نے تشکر  
سے بلال کی جانب دیکھا تھا۔ وسام کو ناز تھا کہ اس کا دوست ایسا ہے۔  
بلال نے ان سب زخموں کو مندل کر دیا تھا جو فائدہ نے دیے تھے۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo'oooooooooo'oo

---

<https://novelnagri.com/>

استعمال سے اس کے جاگنے کا ڈر تھا۔ اس کے بعد باقی بھی گہرے رنگوں سے اپنی مصوری کا شاہکار بنانے لگی۔ آنکھوں پہ موٹا لائٹر ونگز کی صورت میں لگاتے ایک داد طلب مسکراہٹ اس کے چہرے پہ تھی۔

تبھی دادا صاحب جو وسام سے کچھ حساب کتاب کا پوچھنے آئے تھے۔ اندر آئے تو دیکھا رابیل مختلف انداز میں وسام کی تصویریں لینے میں مشغول تھی۔ جب قریب گئے تو وسام کا چہرہ دیکھتے ایک ہنسی کا فوارہ تھا جو نکلا تھا۔ جس پہ رابیل فوراً چونکی تھی اور وسام بھی ایک دم اٹھا تھا۔ لیکن دادا صاحب اور رابیل زومعنی انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔ اور وسام نے انہیں شاکی نظروں سے دیکھا تھا۔

تبھی دادا صاحب قریب آئے اور کہا۔

"ہماری بیٹی تو بہت حسین نکلی ہمیں تو پتا کی نہیں تھا"

وسام نے انہیں نا سمجھی سے دیکھا۔ اور پھر جب اپنی شکل شیشے میں دیکھی تو حیراں رہ گیا۔ وسام نے سب سے پہلے اپنے منہ پر بانی کے چھینٹے مارے لیکن سارا میک اپ پھر بھی نہیں اترتا تھا۔ اور پھر وہ رابیل کے پیچھے بھاگا جو وسام کے ارادے بھانپتی پہلی ہی نیچے کو دوڑ لگا چکی تھی۔ رابیل آگے اور وسام پیچھے پوری حویلی ان کی آوازوں سے چمک رہی تھی۔ نرمین اور سبل بھی اپنی پیاری کو دیورانی کے آنے سے بہت خوش جو بالکل چھپاتی چڑیا کی مانند تھی۔

سلطانہ بیگم نے ناک سکوڑتے رابیل کو اور پھر اس کے پیچھے بھاگتے اپنے مغرور شہزادے کو دیکھا تھا جس کے چہرے پہ اب بھی رابیل کی کارستانی کے شواہد رقم تھے اور جس کے مزاج کسی سے نہیں ملتے تھے۔ اس کے رعب سے پوری حویلی واقف تھی یہ تو وہ وسام تھا ہی نہیں۔ انہوں نے

[illegible]

<https://novelnagri.com/>

یہ نہ ہو آنکھ جو جھپکو تو بکھر جاؤں میں

کیا ترے دل پہ قیامت بھی بھلا ٹوٹے گی؟  
گر تجھے دیکھ کے چپ چاپ گزر جاؤں میں

دیکھو انجام تو دینے ہیں امورِ دنیا  
جی تو کرتا ہے ترے پاس ٹھہر جاؤں میں

تھام رکھا ہے جو تُو نے تو سلامت ہے بدن  
تُو اگر ہاتھ چھڑا لے تو بکھر جاؤں میں

جس قدر بگڑا ہوا ہوں میں یہی سوچتا ہوں  
کب ترے ہاتھ لگوں اور سُدھر جاؤں میں

کون ہے ، بول مرا، میری اداسی ! تجھ بن  
تُو بھی گر پاس نہ آئے تو کدھر جاؤں میں

یہ مری عمر فقط چاہ میں تیری گزرے  
مر نہ جاؤں جو ترے دل سے اتر جاؤں میں



وسام رابیل اب بھاگتے بھاگتے واپس کمرے میں اچکے تھے۔ رابیل نہیں  
لیکن وسام اب تھک چکا تھا اور گہرے سانس لیتے کہا۔

"بس اب سیز فائر کرو میں تھک گیا"

رابیل کا قہقہہ برآمد ہوا اور کہا۔

"اتنی جلدی تھک گئے کیا ابھی تو ایک عمر باقی ہے میرے پیچھے بھاگنے کو"  
یہ کہتے اس کا دھیان ایک سیکنڈ کو بھٹکا تھا کہ وسام ایک ہی جست میں  
اس تک پہنچا اور اسے قابو کر لیا۔

لیکن وہ بھی رابیل تھی اس سے پہلے کی وسام اور قریب آتا پاس پڑا پانی کا  
جگ وسام پہ انڈھیلا جا چکا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اس پانی کی زد میں وہ دونوں آچکے تھے۔ اور پھر دونوں ایک دوسرے کا حلیہ دیکھتے ہنس رہے تھے۔ اور ان کے قہقہے دیکھتے دور کھڑی قسمت بھی مسکرائی تھی۔



ولیمہ کا دن پوری آب و تاب سے نکل چکا تھا۔ پوری حویلی میں ہر طرف چہل پہل تھی۔ ولیمہ کا سارا انتظام لان میں کیا گیا تھا۔ جو کہ بہت وسیع و عریض رقبہ پہ پھیلا ہوا تھا۔ حویلی اس طرز پہ بنائی گئی تھی کہ ہر کمرے کی کھڑکی لان کے کسی نا کسی حصے میں کھلتی تھی۔

رابیل نے آج کے لئے پیچ اور گولڈن لہنگا لیا تھا۔ ہر چیز اور ہر رنگ اپنے حساب سے مکمل تھا اور اس کے حسن کو چار چاند لگا رہا تھا۔ وسام نے سفید شلوار قمیض اور ساتھ رابیل کے لہنگے کے حساب کے ساتھ ویسی ہی واسکٹ بنوائی تھی۔ ایک مکمل اور حسین جوڑا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

آج کی دعوت میں پورا گاؤں اور سب دور نزدیک کے رشتے دار مدعو تھے۔ اس طرح رابیل کے پورے خاندان کو بھی بلایا گیا تھا۔ شام سات بجے مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔ رات کے وقت وہ حویلی نہایت شاندار لگ رہی تھی۔ رابیل کے سارے رشتے دار بھی آئے تھے۔ وہ جو اس بات پہ اعتراض کر رہے تھے کہ اتنی پڑھی لکھی لڑکی گاؤں میں بیاہ دی ان کا منہ یہ حویلی اور بخش داد کا جاہ و جلال دیکھ کر بند ہو چکا تھا۔ اس طرح وسام کے وہ رشتے دار جنکو شہر سے خالی ہاتھ بھولانے پہ مسئلہ تھا رابیل کا جہیز اور اس کے رشتے دار دیکھ کر خاموش ہو گئے تھے۔

لیکن ایک چیز جو تھی اس کا فرق نمایاں تھا وسام کی اکثر ننھیالی رشتے دار کمزور جو کہ اس کی امیدوار بھی تھیں خوب صورت لگنے کے چکر میں اب اور لگ رہی تھیں۔ اور باسط اور بلال دونوں ان نمونوں کو دیکھ کر لطف اٹھا رہے

تھے۔ کئی ایک لڑکیاں ان کے بھی ارد گرد منڈلا رہی تھیں جن میں وسام کی بہن نازیہ بھی تھی۔

ابھی یہی سب جاری تھا وسام رابیل کا ہاتھ تھامے اس راہ داری سے آیا جو کہ خاص طور پہ دادا صاحب نے تاکید کر کے سجانے کا کہا تھا۔ سچی سنوری اور خوش رابیل کو دیکھ کر جیسے رفعت بیگم کے تمام خدشے دور ہو گئے تھے۔ وہ جوتب سے سلطانہ بیگم کے تیور دیکھ رہی تھیں اب بالکل مطمئن تھیں۔ حیات صاحب بھی بیٹی کو خوش دیکھ کر خوش تھے۔ دادا صاحب نے آج رات سب کے رکنے کا انتظام بھی حویلی میں ہی کیا تھا۔ کیونکہ رات کو ایسے راستوں سے واپس جانا تھوڑا مشکل تھا۔ باسط تو بلال کے ساتھ ہی رہا تھا اور پورا گاؤں دیکھا تھا۔ دادا صاحب، راحیل صاحب اور حیات صاحب کی آپس میں خوب جہمی تھی۔ جب کہ رفعت بیگم رابیل سے چھوٹے چھوٹے سوال

For more amazing urdu novels visit our website

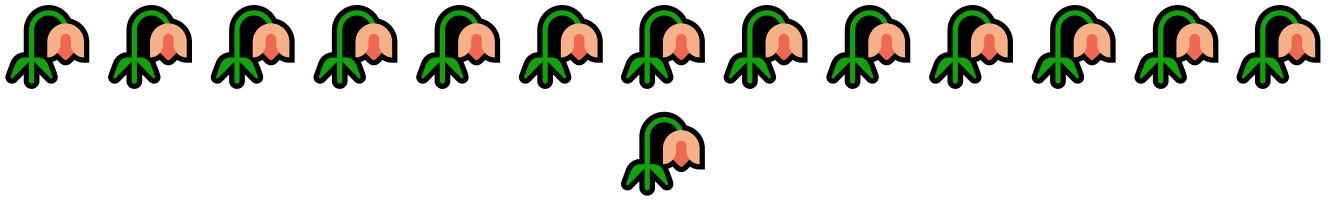
<https://novelnagri.com/>

پوچھتی رہی تھیں تاکہ اپنے سب خدشوں کو دائمی نیند سلا سکیں۔ سلطانہ بیگم ان کی بیٹیاں اور باقی میکہ والے سب کے تیور کافی عجیب سے تھے جیسے ان کے حق پہ کسی نے قبضہ کیا ہو۔

سجل اور نرمین دونوں کے خاندان والے بھی موجود تھے اور وہ دونوں جیسے کی ازلی سوتنوں کی طرح نہیں تھیں اس لئے وہ دونوں خاندان بہت اچھے سے آپس میں ملے تھے۔

باسط تو مسلسل وسام کو چھیڑتا ہی رہا تھا۔ اور رابیل کو بھی بار بار یہی بول کی تنگ کرتا رہا کہ اچھا ہوا تم گئی ہمارے گھر سے اب راشن دیر سے ختم ہو گا۔۔ اسی طرح کبھی کچھ تو کبھی کچھ۔

اسے رونق میلے میں وہ دن کیسے گزرے گیا۔ کسی کو پتا نہیں چلا کہ وہ  
سب اپنی پیاری کو ان لوگوں میں جب کی آنکھوں سے ہی خطرناک عظام  
جھلکتے تھے چھوڑ کر چلے گئے۔



میں گُن جو عشق کے گانے لگا ہوں  
جنوں کا فیض اب پانے لگا ہوں

بڑا مضبوط ہوں اندر سے لیکن  
تمہیں دیکھا تو گھبرانے لگا ہوں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

کسی کی یاد کے گھنگرو پہن کر

ابھی میں رقص فرمانے لگا ہوں

مجھے محسوس ہوتا جا رہا ہے

تمہیں تھوڑا سا یاد آنے لگا ہوں

ارے! اتنے خفا کیوں ہو رہے ہو

ابھی آیا تھا، بس جانے لگا ہوں

پرے ہٹ جا غمِ دنیا کہ اب میں  
مکمل طیش میں آنے لگا ہوں

کسی روٹھے ہوئے کو پھر منانے  
میں خود سے روٹھ کر جانے لگا ہوں

مجھے کیوں چھوڑ کر جاتے نہیں ہو؟  
تمہیں، لگتا ہے راس آنے لگا ہوں!

غموں! آؤ سواگت کے لیے سب



یہاں میں خود کو بلوانے لگا ہوں

سمجھ سے ماورا ہے عشق و الفت  
یہی میں خود کو سمجھانے لگا ہوں

نگاہیں عرش کی جانب لگی ہیں  
زمین کو وجد میں لانے لگا ہوں

وسام اس شرارتی حسینہ کو پائے جیسے دنیا کی تمام نعمتیں حاصل کر چکا تھا  
لیکن اس ماحول میں جہاں شریک اور بھی بہت سے حاسد نظریں مسلسل ان  
کی خوشیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے اور اب دعوتوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔ لیکن کچھ چیزیں جس سے رابیل کو کوفت تھی اور اس نے محسوس کی تھیں کہ جس کے بھی گھر دعوت ہوتی پوری کے پورے گھر کی ہوتی۔ وہ دونوں اب بالکل اکیلے کسی کے بھی گھر نہیں گئے تھے۔ وسام کی شادی شدہ بہن فائزہ بھی ہر وقت یہی دھمکی رہتی تھی اور اس کی بیٹی بھی۔ جب بھی رابیل اور وسام دن میں کمرے میں اکیلے ہوتے تھے وہ تیسرا وجود بنی کر وقت اپنے پاس اٹھوانے میں مصروف رہتی۔ رابیل کو اب معلوم ہوا تھا کہ سچی شادی شدہ ہی تھی اور اس کے دو عدد بیٹے بھی تھے لیکن وہ اپنی ساس کے ذمے ڈالے میکہ میں ہر وقت رعب جھاڑتی نظر آتی تھی۔ سبیل اور نرمین دونوں اس گھر کے سب سے بے ضرر وجود تھے۔ جو ڈھیروں لوکروں کے ہوتے ہوئے بھی ہر وقت کسی نا کسی کام میں لگی رہتی تھیں۔ عطیہ بیگم کی جو کی وسام کی دادی تھیں انہیں دانستہ طور پر ایک کونے میں لگا

دیا گیا تھا۔ رابیل ایک دو دنوں میں ہی اس گھر کی سیاست سمجھ چکی تھی۔ اور اس نے سلطانہ بیگم کو اپنی بہن سے بھی کہتے سنا تھا کہ تین چار مہینوں میں وسام کی شادی ان کی بیٹی سے بھی کر دیں گی۔

رابیل کو ادراک ہو گیا تھا کہ اس گھر میں اپنی ایک مستحکم جگہ بنانا کس قدر مشکل ہے جہاں پہلے ہی سوتن نام کی تلوار لٹکی ہو اور پہلے ہی دو بہویں کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہوں۔ لیکن رابیل نے فیصلہ کیا تھا کہ اسے ابھی اپنی زبان نہیں کھولنی اور جیسا چلتا ہے چلنے دینا ہے جب تک کہ دوسری طرف سے کوئی سنگین قدم نا اٹھایا جائے۔ کیونکہ یہ تو طے تھا کہ اسے ویسی زندگی نہیں گزارنی تھی جیسی وہاں کی سب بہویں گزارے تھیں۔ رابیل اپنی شادی پہ آئے وسام کے باقی رشتے دار بھی دیکھ چکی تھی وہاں بھی سب بہوؤں کی اہمیت اس سے زیادہ نہیں تھی۔ اور کئی مردوں نے دو دو شادیاں کی ہوئی تھیں۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اور ناکی کسی اور نے-----

ابھی تو دونوں پرندے محبت میں ڈھلے تھے اور آگے آنے والے واقعے سے  
انجان تھے۔۔۔

شام، دریا، ندی، کنارے، تم

مجھ کو لگتے ہو کتنے پیارے تم

اور اک ہم کہ بس تمہارے ہی

اور اک تم کہ بس ہمارے تم

کیوں مری آنکھ سن نہیں پائی

کیوں نہیں آنکھ سے پکارے تم

میں تمہیں بھول ہی نہیں پاتا

ہو گئے یاد مجھ کو سارے تم

مجھ کو یونہی حسین لگتے ہیں

چاندنی شب، اُداس تارے، تم  
کبھی دو تو کبھی چار کرتا ہوں  
میں محبت بھری غزلیں تیار کرتا ہوں

دنیا میں میرا کوئی دوست نہیں ہے  
اسی لیے سبھی سے پیار کرتا ہوں

میرا یار مجھ سے بچھڑ گیا ہے  
میں اسے یاد شام و سحر کرتا ہوں

پیار میں کئی بار دھوکے ملے ہیں  
نہ جانے یہ خطا کیوں بار بار کرتا ہوں

کون جانے وہ کس حال میں ہو گا  
جس کی خاطر آنکھیں اشکبار کرتا ہوں

میرے دل کی ندا اس تک ضرور پہنچے گی  
جسے میں یاد بار بار کرتا ہوں

وہ ملے تو اسے فقط اتنا ہی کہنا



میں اسے پیار بے شمار کرتا ہوں

وسام کو پہلے لگتا تھا کہ شادی سے پہلے محبت کا جو چارم ہوتا ہے وہ شادی کے بعد ختم ہونے لگتا ہے لیکن اب اس پہ آشکار ہو رہا تھا کہ یہ پری وش تو اسے خود سے جنون کی حد تک عشق کروانے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ وہ بالکل بچوں جیسی تھی اس ہر عادت ہر بات اور پھر ایک دم وہ اسے کسی گہری جھیل کی مانند لگتی تھی۔ اس کا ایک روپ نہیں تھا۔ وہ ایک پل میں بچی ہوتی تھی جو اس سے لاڈ اٹھواتی تھی دوسرے پل محبوبہ لگتی تھی جو اس کے ساتھ پیار سے باتیں بھارتی تھی مناتی تھی اور تیسرے ہی لمحے ایک شکی بیوی کا روپ دھار لیتی تھی۔ وسام کی وارفتگی دیکھ سلطانہ بیگم نے بھی دماغ کے گھوڑے دوڑانا شروع کیا تھا۔ اور انہیں سارے معاملے کا یہی حل

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

نظر آیا کہ رابیل بدظن ہو کر جھگڑا کرے گی اور وسام اس کی نہیں سنے گا  
تو بس معاملہ ختم۔۔۔

انہوں نے خالی سوچا ہی نہیں تھا اس پہ عمل درآمد بھی کرنا شروع کر دیا  
تھا۔ رابیل کا جتنا بھی جہیز آیا تھا جب رابیل نے اسے سیٹ کرنے کی  
کوشش کی تو سلطانہ بیگم آڑے آ گئیں تھیں۔



"وسام !!! یہ صوفہ ہٹائیں یہاں سے یہاں پر سنگھار میز آئے گا"

رابیل نے وسام کو ترتیب سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ والا فریج اس سائیڈ رکھنا ہے کونے میں اور پھر آپ نے میرے ساتھ  
سٹور روم میں انا ہے وہاں لہنگے وغیرہ پیٹی میں رکھنے ہیں اور یہ ڈنر سیٹ بھی  
"

رابیل نے کاموں کی ایک لمبی لسٹ بنا رکھی تھی جسے سب کر وسام چکرایا  
تھا۔

تبھی سلطانہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں اور ایک طائرانہ نظر سے ہر چیز کا  
جائزہ لیا۔ اور پھر کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے بھلا؟"

اس بات پہ وسام تو خاموش رہا تھا لیکن رابیل بولی۔

"مما ہم سیٹنگ کر رہے ہیں پرانی والی کو ہٹا کر سب نیا"

اس کے جواب پہ سلطانہ بیگم نے تیوری چڑھائی اور کہا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"کس سے پوچھا تم نے؟"

اب جھٹکا رابیل کو لگا تھا۔ وہ ان کے اندرونی معاملات میں بھی اپنی چلا رہی تھیں۔

فوراً کہا۔

"اس میں کسی اور سے پوچھنے والی کیا بات بھلا؟ میں اور وسام ہی ہیں نا جہاں مرضی کریں اب اپنے کمرے کے لئے بھی کسی غیر سے پوچھنا پڑے گا کیا؟"

رابیل نے کہتے کندھے اچکائے تھے۔

"یہ کے وسام تیری شہر سے آئی بیوی اب ہمیں غیر کہے گی"

ہائے میری ماڑی قسمت !!!

سلطانہ بیگم نے ٹھنڈے سانس بھرتے کہا تھا لیکن وسام نے اس بات کا کوئی بھی جواب نا دیا۔ اور پھر کہا۔

"یہ فریج اٹھاؤ اور سٹور میں رکھو کچن میں جو ہے سب وہی استعمال کرتے ہیں یہ مہارانی بھی وہی کرے گی۔ میری بیٹیوں کے سسرال میں بھی الگ فریج نہیں ہے نا بہوؤں کے کمروں میں۔ اور بی بی دروازے کی بیل اپنے لنگے، بڑا والا سیٹ اور کنگن ادھر دو مجھے۔"

رابیل کو تو اس بات پہ پتنگے لگ چکے تھے۔

"کیوں دوں بھلا"

وسام اس سب صورتحال میں خاموش کھڑا تھا۔

"کیونکہ یہ سب اب نازیہ کی جہیز میں جائے گا تم نے کیا کرنا ہے"

اس بات پہ رابیل نے ایک نظر وسام کو دیکھا۔ وہ خاموش کھڑا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

پھر کہنا شروع کیا۔

"کسی کے کمرے میں نہیں ہے کیونکہ کسی کے جہیز میں نہیں گئی۔ مجھے جو جو دیا گیا ہے وہ میرے لئے ہے ناکہ کسی اور کے لئے۔ لہنگے زیور جب نازیہ کی شادی آئے گی دیکھیں جائیں گے ماما جو میرا ہے وہ میں کسی کو نہیں دے رہی"

"وسام اب آپ وہاں سے صوفہ اٹھائیں گے یا نہیں؟؟؟"

اپنی اختتام رابیل نے وسام کو سناتے ہوئے کیا تھا اور سلطانہ بیگم پیچ و تاب کھاتے کمرے سے چلی گئیں۔

ان کے جاتے ہی رابیل نے دروازہ بند کیا اور کہا۔

"مئی کے مادھو ہو کیا تم؟"

"میرا زیور لیں یا کچھ بھی یا کوئی بھی زیادتی کو جائے ایسے ہی خاموش رہو  
گے کیا؟"

"یہ ہے وہ عزت محبت مان جو تم نے مجھے دینا تھا؟"

رابیل کے سوال پہ وسام نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"ماں ہیں یار وہ اب انہیں کیا کہوں کہ میری بیوی سے تمیز سے بات کریں  
اور ایسا سب؟ خود سوچو لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ پسند کی شادی کبھی کسی کی  
نہیں ہوئی یہاں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ بات سچ ہو کہ شادی کے بعد بیٹا  
بدل جاتا ہے"

وسام کی اس دلیل پہ رابیل نے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔ اور کہا۔

"بلکل۔۔۔ ماں کچھ بھی کرے کچھ بھی ہو جائے بیٹا نہیں بدلنا چاہیے۔۔۔"  
 ٹھیک ہے"

یہ کہتی وہ کمرے میں کی نہیں تھی۔ اور پیچھے وسام کھڑا رہ گیا۔  
 رابیل کا آج کل ایک ہی کام تھا وہ جب فارغ ہوتی عطیہ بیگم کے پاس جا کر بیٹھ جاتی ان کے بال بناتی تیل لگاتی اور جود ہی کئی باتیں کئے جاتی تھی۔ جس کے جواب میں اس جھلی کو دیکھ عطیہ بیگم کر وقت مسکراتی رہتی تھیں۔ اب بھی رابیل انہی کے پاس آ گئی تھی اور وسام کی شکایتیں لگا رہی تھی اور عطیہ بیگم مسکرا کر سب سن رہی تھیں۔ وہ بھی اپنی بہو کو بہت اچھے سے جانتی تھیں اس لڑکی کا جینا حرام کرنے کے لیے وہ کس حد تک جاسکتی تھی سب پتا تھا۔ اور بس اسی وقت سے وہ ڈر بھی رہی تھیں کہ یہ پیاری سی لڑکی کہیں کوئی دائمی دکھ نالے بیٹھے۔



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



نرمین چاول بنا رہی تھی تبھی سبجل اس کے پاس آئی اور کہا۔

"امی نے تاریخ دہرائی شروع کر دی ہے نرمین"

اس کی آواز میں دکھ واضح تھا۔

"یاد ہے ہم سے بھی ایسے ہی سامان وغیرہ کیا تھا اور پھر صرف ابھی چیزیں

سجیدہ کو دی تھی۔ باقی سامان یہاں وہاں بانٹ دیا۔ میکہ جا کچھ بھی نہیں

رہا پاس۔۔۔۔ اتنا کھاتے پیتے گھر کے کونے کے باوجود یہ"

"لیکن اب سامنے سبجل یا نرمین تھوڑی ہیں!! رابیل ہے اب دیکھو کیا ہوتا

ہے اس نے اپنی ایک بھی چیز ہلانے سے انکار کر دیا ہے"

نرمین نے ڈھارس بندھانے والا انداز میں کہا تھا۔

جسے سن کر سبجل ہلکا سا مسکرائی تھی۔



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

وسام نے یہ بات بلال کو بتائی تاکہ مشورہ لے سکے لیکن اب اسے دو گھنٹے کی جھاڑ پڑ چکی تھی۔ بلال سلطانہ بیگم کے ہتھکنڈوں سے واقف تھا اس لئے وسام کی کوئی دلیل بھی سمجھ نہیں آتی تھی۔ اب بھی اسے ہزار باتیں سنا بننا تھا اور وسام اب تک شرمندہ ہو رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ رابیل کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دے گا۔

یہ ارادہ کرتا وہ اٹھا تھا اور رابیل کو منانے چلا گیا تھا۔ اور رابیل سبیل اور نرمین کے ساتھ بیٹھی پالک صاف کروا کر رہی تھی۔ پاس زلیخا صفائی کر رہی تھی نازیہ اور سجدہ کوئی ٹی وی ڈرامے دیکھ رہی تھیں۔ وسام آیا اور تختے پہ رابیل کے ساتھ بیٹھ گیا تھا لیکن رابیل نے اسے مسلسل نظر انداز کیا تھا۔ اس بات پہ سبیل نرمین دونوں ہنسی تھی۔ اور ایک ہنکارا بھرا تھا۔ وسام تھوڑا سا نجل ہوا تھا لیکن پھر سوچا اپنی ہی بیوی ہے۔ یہ سوچتے ہی رابیل کا ہاتھ پکڑا اور ہاتھ کی میں پکڑی پالک کی دڈی پرات میں واپس رکھی۔ رابیل نے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دوبارہ پکڑ لی اور پھر یہ کھیل دو تین بار ہوا۔ سبیل نزمین کی مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی جبکہ نازیہ سجدہ خار کھاتی نظروں سے گھور رہی تھیں۔

وسام نے کسی کی بھی نظروں کی پرواہ کئے بنا رابیل کو اٹھایا تھا اور کمرے کی جانب لے گیا۔ یہ منظر گھر کے سب لوگوں نے بھی دیکھا تھا۔ رابیل وسام کی بانہوں میں حیران پریشان تھی۔ کمرے میں جا کر اسے اتارا اور دروازہ بند کیا۔ اور اس سے پہلے کے رابیل کچھ کہتی۔

وسام اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ اور کان پکڑے نادم سا تھا۔

"سوری بیلا!!! میری جان اب نہیں ہوگا کبھی بالکل بھی نہیں لڑوں گا نا

ڈانٹوں گا جو کہوں گی وہ مانوں گا سب پکا"

اس کے اس طرح کرنے پہ رابیل نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔ اور سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔۔

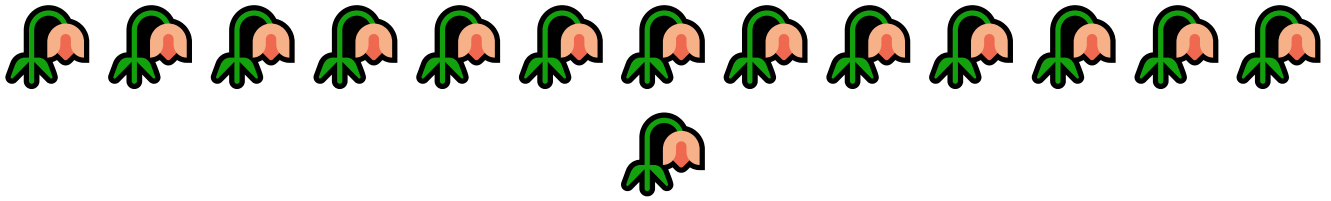
پکا مانو گے؟؟؟؟

وسام نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"تو ٹھیک ہے کل پورا گاؤں گھومنا ہے ٹریکٹر پہ بھی بیٹھنا ہے"

اس فرمائش پہ وسام نے گھورا تھا۔ کیونکہ یہاں کا ماحول ایسا نہیں تھا۔

لیکن خیر مرنا کیا نا کرتا کی مصداق ماننا پڑا تھا۔



صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا اور وسام نے دادا صاحب سے اجازت بھی لے

لی تھی۔ لیکن سلطانہ بیگم یہاں بھی آئے آئی تھیں اور کہا کہ "آج تک

کوئی بھی لڑکی گاؤں گھومنے نہیں گئی یہ کیوں جائے گی"

اس اعتراض پہ دادا صاحب نے کہا

"آج تک نہیں گئی کیونکہ کسی نے کہا نہیں۔۔ جائیں سب جس جس نے  
جانا ہے"

سلطانہ بیگم نے اپنی بہن کی بیٹی عافیہ کو بھی بلا لیا تھا اور سب عورتیں  
گاؤں اور فصیلیں دیکھنے گئی تھیں۔

رابیل نے جینز ساتھ لانگ بلو کلر کا فراک اور ویسا ہی حجاب کے رکھا تھا۔  
وسام کے ساتھ پھرپور اعتماد کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی۔ ہر  
چیز کا مزہ لے رہی تھی۔ کر کوئی گہری نگاہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کئی  
گاؤں کی عورتوں سے بھی ملی تھی اور انہیں یہ لڑکی بخش داد حویلی کی باقی  
عورتوں کی طرح نخریلی نہیں لگی تھی۔ اور حد تو تب ہوئی تھی جب وسام نے  
ٹریکٹر لانے کا کہا۔

اور پھر اس کے ساتھ رابیل بھی بیٹھ گئی۔ پورے گاؤں کے سامنے ایک  
اعتماد اور مان کے ساتھ اپنے محرم کے روبرو بیٹھی تھی۔ رابیل نے بہت سی  
تصویریں بنائی تھیں۔ اور باقی سب نے بس اس کا منہ دیکھنا تھا۔ سلطانہ  
بیگم اور ان کی بیٹیوں کی حالت دیکھ سب سے زیادہ لطف نرین اور سہل  
نے اٹھایا تھا۔ اس اعتماد پہ رابیل وسام کی شکر گزار تھی۔ اور وسام اسے  
خوش دیکھ کر نہال ہوا جا رہا تھا۔

میرا دل تیری محبت کی امانت ٹھہرا

میں ازل سے ہی ترا حقِ وراثت ٹھہرا

پاؤں اٹھتے ہی نہیں ہیں کسی رستے کی طرف

میں بھٹکنے کو بھی مرہونِ قیادت ٹھہرا

تُو بھٹکتا نہ پھرے ' اس لئے جانے کب تک  
میں دیا لے کے سرِ عرصہ ظلمت ٹھہرا

تیرا میرا جو تعلق ہے ' سمجھنے کا ہے  
تیرا ہونا میرے ہونے کی وضاحت ٹھہرا

کچھ نہ کہہ کر بھی میں کہہ جاتا ہوں ' جانے کیا کیا  
میری خاموشی مرا طرزِ خطابت ٹھہرا

وہ منظر دیکھ وسام کے تو پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی۔ تبھی دادا صاحب نے اپنی رعب دار آواز میں کہا۔

"کیا جہالت ہے یہ؟"

دادا صاحب کی آواز پہ سلطانہ بیگم کا ہاتھ رکا تھا۔ جو بھی تھا اس گھر میں اب بھی دادا صاحب کا حکم چلتا تھا۔

وسام آگے بڑھا تھا جہاں پہلے ہی سبیل رابیل کو اٹھا رہی تھی۔ وہ جو درد سے تڑپ رہی تھی آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ وسام نے اس کے بازو سے قمیض اوپر کی تو چھالے بن چکے تھے۔ سیدھا بازو کندھے سے لے کر کہنا تک زخمی تھا چھالوں کے ساتھ خون بھی رس رہا تھا۔



وسام نے ایک بھی لمحے کی تاخیر کیے بنا اسے اٹھایا تھا اور کمرے میں لے کر گیا اور دادا صاحب نے ڈاکٹر کو کال کی تھی اور جتنے غصے میں وہ تھے۔ ڈاکٹر پندرہ منٹ میں حویلی پہنچ گئی تھی۔

دادا صاحب مسلسل سلطانہ بیگم کو گھور رہے تھے لیکن خاموش تھے راحیل صاحب بھی طیش سے سلطانہ بیگم کو دیکھ رہے تھے جیسے نظروں ہی نظروں میں دھمکی دے رہے ہوں۔ فیض بالکل نارمل تھا اور اب کھیتوں پہ چکر لگانے کا چکا تھا۔ جبکہ وسام اس کی جان پہ بنی ہوئی تھی۔

ڈاکٹر نے ان زخموں کا جائزہ لیا تھا۔ چھالے جن میں پانی پر چکا تھا ان سے پانی نکالا تھا اور پھر وہ چھالوں والی جلد اتاری تھی اس کے بعد زخم صاف کر کے دوائی لگانے تک وسام وہی سر پہ کھڑا رہا تھا۔ رابیل جو مسلسل درد کی شدت سے رو رہی تھی اس دردناک دورانیے میں اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔ اور اسے دیکھ وسام کا دل کٹ رہا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

یہ شکر تھا فوراً علاج میسر آگیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر نے ایک ہفتے تک مکمل آرام کا کہا تھا کہ زخموں پہ بالکل پانی نا پڑے۔ بہت ساری دوائیاں اور ٹیوب لکھ کر دی تھی۔ ہر تین سے چار گھنٹے میں پیٹی بدلنی تھی اور بھی کئی ساری ہدایات جو کہ سب نے وہاں سنی تھیں۔

ڈاکٹر کے جاتے ہی دادا صاحب نے سلطانہ بیگم کی جانب رخ کیا اور وہ غصہ جو تب سے دبائے کھڑے تھے اب ایک دم آگ کی صورت باہر آیا تھا۔  
"کوئی خدا کا خوف ہے تجھے سلطانہ؟؟؟ اپنی بیٹیوں کے نصیبوں سے نہیں ڈرتی کیا ہاں۔ بچی کا حال دیکھا ہے۔ یہ پولیس کیس ہے ابھی پولیس آ جائے تو تجھے کون بچائے گا۔ اب تیری بہت ہو گئی ہے۔ بڑا کر لیا برداشت

بس۔۔۔۔۔ چل راحیل تین حرف بول اور فارغ کر اسے ورنہ تجھے عاق میں  
کروں گا۔"

دادا صاحب کی اس بات پہ سلطانہ بیگم تو جیسے امحواں کھو بیٹھی تھی آج تک  
جو بھی ہوا تھا کبھی اس بات تک نوبت نہیں آئی تھی وہی رابیل کو بیڈ پہ  
لیٹی خاموش بس جائزہ لے رہی تھی اور کچھ بہت گہرہ بھی سوچ رہی تھی اس  
نے دیکھنا تھا کہ یہ عورت اب کیا درانی کرتی ہے۔

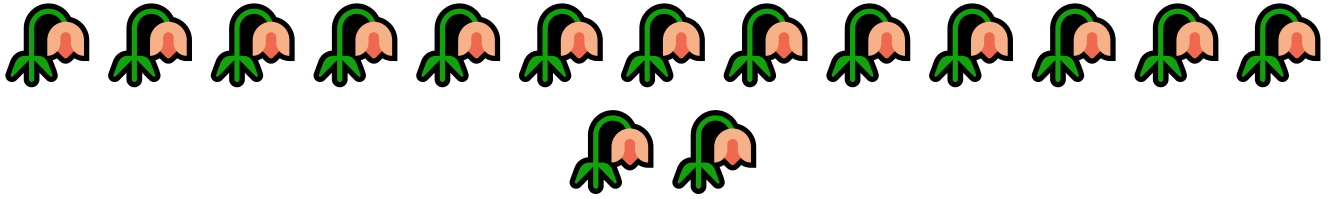
تبھی سلطانہ بیگم دادا صاحب کے قدموں میں گری تھیں۔

"ابا جی غلطی ہو گئی میں تو بس ہاتھ پکڑا تھا وہ خود گر گئی۔ ابا جی غلطی ہو  
گئی۔۔۔"

سلطانہ بیگم تو اب منتوں پہ آ گئی تھیں۔ دادا صاحب انہیں کراہت سے  
دیکھتے اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔ اور وسام اس نے جا کر اپنی ماں کو اٹھایا

اور کہا تھا کہ "دادا صاحب سے میں بات کروں گا امی انہیں یہ زیادتی نہیں کرنے دوں گا"

اس بات پہ رابیل کے چہرے پہ ایک طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔



سب کے کمرے سے باہر جاتے ہی وسام نے گہری سانس لی تھی اور رابیل کے پاس آیا۔ اور کہا۔

"زیادہ درد تو نہیں ہے میری جان؟"

یہ کہتے ابھی وہ اس کا ہاتھ پکڑا بھی نہیں تھا کہ رابیل نے ایک جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا۔ اور تیز نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے چھونے کی بھی کوشش مت کرنا وسام !!! جاؤ اور دادا صاحب سے بات کرو اور اپنی امی پہ ہوتا نادیدہ ظلم رکواؤ تمہیں اس بات سے مسئلہ نہیں ہونا چاہیے کہ مجھے درد ہے یا نہیں ہے یا جو بھی ہے کیونکہ ایک بزدل مرد کیا میرے درد کی مرہم بنے گا جو اپنی بیوی کے حق میں ایک لفظ نہیں بول سکتا اور میں تو اب بہت اچھے سے سوچ رہی ہوں کہ مجھے تمہارے ساتھ رہنا بھی ہے یا نہیں۔ میرے گھر والوں نے انسانوں کے گھر بیاہا تھا جانوروں کے نہیں۔ اور ایسے پیار کا کیا کرنا جو بند کمرے میں کو اور سب کے سامنے گیڈر بھبکی کی طرح ہوا میں اڑ جائے۔"

رابیل کے الفاظ تھے یا ہتھوڑا لیکن بات تو سچ تھی۔ وہ بات ختم کرتے ہی لیٹ چکی تھی۔ اور وسام کو گہری سوچ میں ڈال گئی تھی۔

اسے سوتا دیکھ وسام مسلسل اسی سوچ میں تھا کہ اگر رابیل نے اسے چھوڑ دیا تو وہ کیا کرے گا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مجھے تم سے یہ کہنا ہے  
مجھے پرچھائیوں 'تنہائیوں سے خوف آتا ہے  
.. مجھے تنہا نہیں کرنا  
!!.....مجھے تم کو بتانا ہے  
میری سوچوں کے جنگل میں  
تمہارے نام کے جگنو مجھے رستہ دکھاتے ہیں  
انہیں بجھنے نہیں دینا  
مری نیندوں کے صحرا  
میں تمہارے خواب کا سایہ  
بہت ضروری ہے اسے گھٹنے نہیں دینا  
.....یہ تم بھی جانتے ہو ناں!

مری ساری تمنائیں تمہارے بن ادھوری ہیں  
مری بے ربط جملوں کو تمہی مصرعے بناتے ہو  
مری سب شاعری....تمہارے بن ادھوری ہے  
.. مری تکمیل تم سے ہے مجھے آدھا نہیں کرنا  
مجھے آدھی 'ادھوری زندگی سے خوف آتا ہے  
کمی جیسی بھی ہو مجہ کو کمی سے خوف آتا ہے  
! مجھے تم سے یہ کہنا ہے  
کبھی ایسا نہیں کرنا  
مجھے تنہا نہیں کرنا  
مجھے پرچھائیوں 'تنہائیوں سے خوف آتا ہے  
! حقیقت آشنا میرے  
کبھی ایسا نہیں کرنا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مجھے تنہا نہیں کر... نا



وسام نے سوچ سوچ کے تھک کر بلال کو فون ملایا تھا۔ جہاں اس کی مشکلوں کا حل دستیاب تھا۔ اور بلال وہ تو اس کے بات سن کر ہقا بقا ہی رہ گیا تھا اور کہا۔

"وسام وہ لڑکی پورے ملک کے لوگوں کو مقابلے میں ہرا کر جیتی تھی وہ تجھ پہ مر گئی۔ تیرے عشق میں سب چھوڑ چھاڑ اپنا گھر، کیرئر سب یہاں اس گاؤں میں آ گئی۔ اور صلہ کیا ملا؟؟ طنز، باتیں، دکھ، پچوٹ، درد؟؟؟! افسوس ہے تجھ پہ!! تو اس کی حفاظت نا کر سکا۔ باقی دنیا سے کیا کرنی تو نے تو اپنے گھر میں ہی اسے لاوارث کی طرح رکھ چھوڑا ہے!! افسوس ہے وسام!! اب وہ جو بھی کرے حق بجانب ہے"

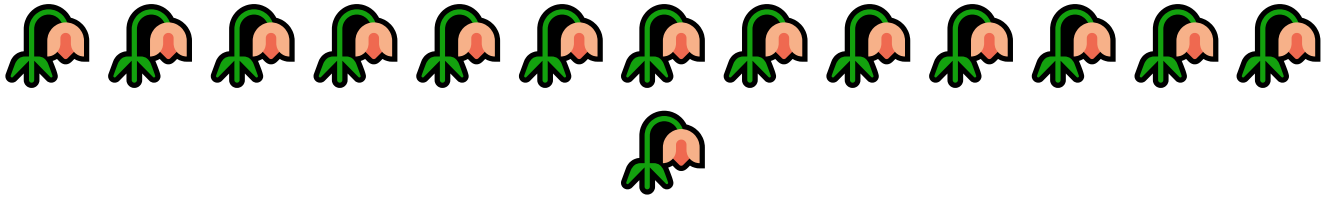
For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



بلال نے تو فون رکھ دیا تھا لیکن وسام اب پچھتا رہا تھا۔

ایک ایک لفظ سچ تھا یہ دونوں۔ بہن بھائی بولتے بہت کڑوا تھے۔



دو دن میں رابیل کی طبیعت کچھ حد تک سنبھل چکی تھی کہ اب وہ کم از کم بازو ہلا سکتی تھی لیکن وسام نے اسے ہتھیلی کے چھالے کی طرح رکھا تھا بلکہ خالی وسام نے ہی نہیں سب نے دادا صاحب سبھل نرمین عطیہ بیگم سب بہت خیال کر رہے تھے۔ سبھل نرمین تو ہر کچھ گھنٹے بعد خود اس کی پٹی بدل رہی تھیں جب وہ درد کی شدت سے روتی تو دونوں بہت حوصلہ دیتی تھیں۔ عطیہ بیگم خود سے کوئی لیپ بنا کر لائی تھیں جو کی ٹھنڈک دیتا تھا۔

یہ بہت خوش آئند بات تھی کیونکہ عرصے سے عطیہ بیگم نے تو جیسے اس گھر کی خوشی غمی میں حصہ لینا ہی چھوڑ دیا تھا۔ کچھ بھی ہو جاتا لیکن وہ اس

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ایک کمرے سے باہر نہیں آئی تھیں۔ لیکن اب رابیل کے لئے مختلف قسم کی چیزیں بنا رہی تھیں۔ اس لڑکی نے کچھ ہی دن میں ان کے دل کا پتھر توڑ دیا تھا۔ ابھی وہ گھر والوں سے نہیں بولتی تھیں نا زیادہ بات کرتی تھیں لیکن وہ گوشہ نشینی جو انہوں نے اختیار کی ہوئی تھی اب وہ بھی نہیں رہی تھی۔ دادا صاحب بھی دن میں کئی بار آکر رابیل کا حال احوال دریافت کرتے تھے اور سب کو سخت ہدایات دے رہے تھے۔ بچا وسام۔۔۔ تو وہ دو دن سے سویا نہیں تھا۔ رات میں رابیل جب جب سائیڈ بدلتی وہ ساتھ سہارا دیتا تھا۔ پہلی رات وسام سو رہا تھا اور رابیل نے نیند میں ہی جب رخ بدلنے کی کوشش کی تو وہ تڑپ کر رہ گئی تھی اور ایک چیخ نکلی تھی اور کتنی ہی دیر روتی رہی۔ تب سے وسام ٹھیک سے نہیں سویا تھا۔ اس کے نیچے ٹھیک سے تکیہ رکھتا لیکن پھر بھی جاگتا تھا کہ پھر سے وہی تکلیف نا ہو۔ وہ ابھی بھی اس سے بات نہیں کر رہی تھی۔ اور نا اس کی کسی پیار بھری بات کا جواب دے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رہی تھی لیکن وسام اب بس اسے منانے کے لئے دن رات ایک کیے ہوئے تھا۔

رابیل کے گھر سے فون آیا تھا تو انہیں رابیل نے کچھ بھی نہیں۔ بتایا تھا اور بہت اچھے سے بات کی تھی تاکہ کوئی پریشان نا ہو۔ لیکن جو وہ سوچ رہی تھی وہ تو کسی کے بھی ذہن میں نہیں تھا۔

دوپہر کا وقت تھا اور وسام صوفے پہ سو رہا تھا کیونکہ کافی دن سے وہ سو نہیں پایا تھا۔ رابیل نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا تھا جہاں پیار ہی پیار تھا۔ وہ کئی بار معافی مانگ چکا تھا۔ لیکن اسے احساس دلانا لازمی تھا آخر ایسا ساری زندگی تو نہیں چل سکتا تھا۔

آپ کا اعتبار کون کرے

روز کا انتظار کون کرے

ذکر مہر و وفا تو ہم کرتے  
پر تمہیں شرمسار کون کرے

ہو جو اس چشمِ مست سے بے خود  
پھر اسے ہوشیار کون کرے

تم تو ہو جان اک زمانے کی  
جان تم پر نثار کون کرے

آفت روزگار جب تم ہو

شکوہ روزگار کون کرے

اپنی تسبیح رہنے دے زاہد

دانہ دانہ شمار کون کرے

ہجر میں زہر کھا کے مر جاؤں

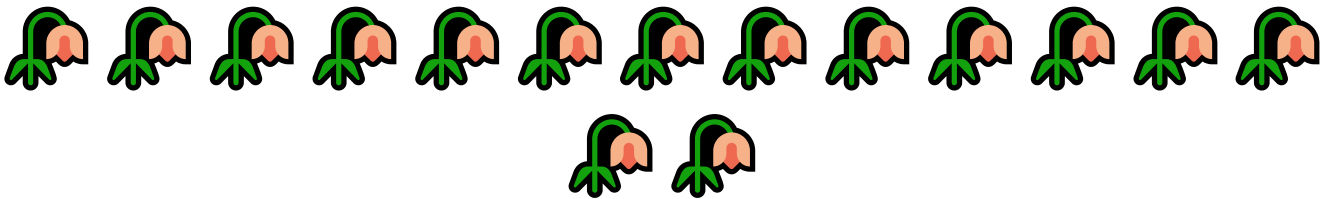
موت کا انتظار کون کرے

آنکھ ہے ترک زلف ہے صیاد

دیکھیں دل کا شکار کون کرے

وعدہ کرتے نہیں یہ کہتے ہیں  
تجھ کو امیدوار کون کرے

داغ کی شکل دیکھ کر بولے  
ایسی صورت کو پیار کون کرے



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دادا صاحب رابیل کا حال پوچھنے آئے تھے۔ وہ اب کافی بہتر تھی سب لوگ وہی موجود تھے۔ کہ رابیل نے کہا۔

"مجھے وسام سے علیحدگی چاہیے دادا صاحب"

اس بات پہ دادا صاحب کے مڑتے قدم پلٹے تھے اور وسام نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا وہ جو اتنے دن سے خاموش تھی وسام کو لگا تھا کہ وہ اسے منا لے گا لیکن آج یہ بات ----

رابیل کی اس بات پہ سلطانہ بیگم کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری تھی جسے وسام اور رابیل نے نوٹ کیا تھا۔ ان کا مقصد تو یہی تھا۔

"کیوں؟؟ اتنا بڑا فیصلہ بیٹا"

دادا صاحب نے حیرانی سے کہا تھا۔

"دادا صاحب بات بھی تو بڑی ہے۔۔۔ یہاں یہ پہلی بار ہوا تو نہیں لگ رہا۔۔۔ سب نے ایکشن لیا کیونکہ چوٹ تھی زیادہ بس اور بات میری تھی لیکن نہیں بات میری نہیں زمین بھا بھی کی تھی۔ میں تو غلطی سے امی کی زد میں آ گئی۔ کسی نے بھا بھی سے پوچھا کی سر میں درد کم ہے یا نہیں ہے؟؟ جو خون تھا ہونٹ سے کسی نے وہ دیکھا؟؟ کیا اس گھر کی بہویں جانور ہیں؟؟ یا یہاں کے ملکین جانور ہیں دادا صاحب؟ کب تک چلے گا یہ مار کھانا رونا دھونا؟ یہاں تو کسی کا شوہر بھی اس کے حق میں نہیں بولتا۔ میں نہیں رہ سکتی اس جنجال پورے میں جہاں کسی کی بیٹی کی عزت نا ہو۔ جہاں یہ روز کا کام ہو وہاں کوئی کیسے رہے؟ جہاں صرف اپکو اپنانے کے لیے شوہر بے تاب ہو اور اس کے بعد مٹی کا مادھو"!!!!

رابیل کی بات ابھی جاری تھی وسام جو تب سے خاموش کھڑا تھا اس پاس آیا اور ہاتھ تھاما تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



"بیلا!!! اب نہیں ہوگا یہ سب کسی کے بھی ساتھ... کسی کے بھی ساتھ  
نہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں"۔۔۔۔۔

رابیل نے شرمندہ سے وسام اور پھر سلطانہ بیگم جو دیکھا تھا جو کہ وسام کو قہر  
آلود نظروں سے گھور رہی تھیں۔ جو ان کا اچھا خاصا ہوتا ہوا کام خراب کر چکا  
تھا۔

کسے کل کے وعدے پہ بہلا رہے ہو  
ہمیں آج دکھ ہے کہ تم جا رہے ہو

نظر آنے والے تو تھے ہی نہیں تم  
مجھے ہر جگہ کیوں نظر آ رہے ہو

نشہ مجھ سے پوچھے کوئی گفتگو کا  
سمجھتا نہیں ہوں کہ کہ کیا رہے ہو

بڑی دیر پچھتاؤ گے اب تو شاید  
بڑی دیر کے بعد پچھتا رہے ہو

کریدو نہ پھر زخم پوچھو نہ کچھ بھی  
کوئی دن تو تم بھی مسیحا رہے ہو

نہ ہو گی نہ شکوے کا موقع ملے گا

ملاقات کا وعدہ فرما رہے ہو

یہی تو ہے راحیل منزل جنوں کی

پتا کھو رہے ہو خبر پا رہے ہو

سلطانہ بیگم کی ہر گھوری کو وسام مسلسل نظر انداز کئے ہوئے تھے یہ بات  
تو اچھی تھی لیکن جو تب سے خاموش تھا وہ اگے کچھ بولتا اس بات کی  
گارنٹی ابھی بھی نہیں ہوئی تھی۔

رابیل وسام کی بات کو اب بھی کوئی خاص متاثر کن جواب نہیں دیا تھا۔  
اور خاموشی سے ہونٹ سی لئے تھے۔ اس کی گہری خاموشی وہ بھی سب کے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

درمیان --- وسام کو سبکی محسوس ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی اسے اس صورت پہ پیار آ گیا تھا۔

"بیلا!!! وعدہ کر رہا ہوں نا میں میری جان!!! وہ بھی آخری بار..... اب نہیں ہوگا"

"ٹھیک ہے" (رابیل نے پرسوچ انداز میں کہا تھا۔

"اب اگر اس گھر میں کسی بھی بہو پر ہاتھ اٹھایا گیا تو تم یا تو مجھے اسی وقت طلاق دو گے یا یہاں سے لے کر الگ ہو جاؤ گے نہیں تو میں تمہیں بتائے بنا چکی جاؤں گی۔ ڈن ہے؟؟؟"

رابیل کی اس بات پہ سلطانہ بیگم نے اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔

"مان لیا سب!!! اب یہ ضد بس کرو۔۔۔۔۔"

ابھی بات بیچ میں تھی کہ سلطانہ بیگم بولی۔

"الگ ہو جاؤں گی؟؟ یہ دھمکی کسے لگا رہی ہے ماں باپ بھی مار ہی دیتے ہیں میں نے کچھ کہہ دیا تو اتنا رولا کیوں ڈال دیا؟؟؟"

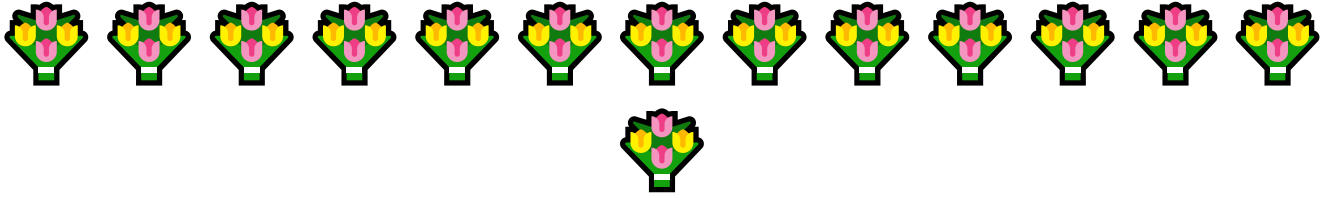
"امی جی!! ماں باپ نے کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا ہوگا اپنی بچی کو بے وجہ - آپ بھی تو اپنی کسی بیٹی جو نہیں مارتی نا!!! کوئی جانور نہیں ہوتا جو ایسے مارے۔ اور نا میں اس ماحول میں رہ سکتی ہوں۔ یہ جب بھی ہوگا روکا تو ڈلے گا نا"

رابیل کہاں خاموش رہنے والی تھی فوراً جواب دیا۔ آگے سلطانہ بیگم جانے کیا کہتی۔

کہ دادا صاحب نے کہا:

"جو بات ہو گئی اب وہ سب سن لیں ورنہ اب کی بار انجام کچھ اچھا نہیں

ہوگا"۔



ہاں تو کس کو ستا کے لوٹ آئے

تم بہت دور جا کے لوٹ آئے

راہ ہموار پا کے لوٹ آئے

چلے اور لڑکھڑا کے لوٹ آئے

سجھی شکوے بھلا کے لوٹ آئے

خود کو خود ہی منا کے لوٹ آئے

پینے والوں کا کیا ٹھکانا ہے

دگمگا دگمگا کے لوٹ آئے

کوئی دستار ہے کوئی دستار

سر پھرے سر جھکا کے لوٹ آئے

تنگ آ کے گئے تھے کس کس سے

تنگ کس کس سے آ کے لوٹ آئے

اتنے ڈنکے بجے تھے جانے کے

اس قدر چھپ چھپا کے لوٹ آئے

جو خدا بن گئے تھے ہجراں میں

تو وہ بندے خدا کے لوٹ آئے

زخم ایسے بھی کیا ضروری تھے

ٹھوکریں کیوں نہ کھا کے لوٹ آئے



ساتھ چل لیتے دو قدم راہیل

تم تو رستہ بتا کے لوٹ آئے

وسام راہیل کو مسلسل خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ جو تب سے فون پہ کوئی ٹیکی فلم دیکھ رہی تھی لیکن اس کا دھیان وسام کی ہی طرف تھا۔ لیکن پھر بھی اسے مسلسل اسے نظر انداز کر رہی تھی۔

بالآخر کمرے میں چھائی اس خاموشی سے تنگ آکر وسام اٹھا تھا اور راہیل کے پاس جا کر بیڈ پے بیڈ گیا۔ لیکن راہیل نے تب بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیا تھا۔

وسام نے اس ناراض حسن کو دیکھا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مجھ سے ناراض ہو تو ہو جاؤ

خود سے لیکن خفا خفا نہ رہو

مجھ سے تم دور جاؤ تو جاؤ

آپ اپنے سے تم جدا نہ رہو

مجھ پہ چاہے یقین کرو نہ کرو

تم کو خود پر مگر یقین رہے

سر پہ ہو آسمان یا کہ نہ ہو

پیر کے نیچے یہ زمین رہے

مجھ کو تم بے وفا کہو تو کہو  
تم مگر خود سے بے وفائے رہو

آؤ اک بات میں کہوں تم سے  
جانے پھر کوئی یہ کہے نہ کہے  
تم کو اپنی تلاش کرنی ہے  
ہمسفر کوئی بھی رہے نہ رہے

تم کو اپنے سہارے جینا ہے  
ڈھونڈتی کوئی آسرا نہ رہو

مجھ سے ناراض ہو تو ہو جاؤ  
خود سے لیکن خفا خفا نہ رہو  
مجھ سے تم دور جاؤ تو جاؤ  
آپ اپنے سے تم جدا نہ رہو

وسام نے رابیل کا ہاتھ پکڑا تھا اور پھر چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پھر  
اس کے قریب ہو کر اسے آہستگی سے اپنے سینے سے لگایا اور دھیمے سے کہا  
تھا۔

"بیلا بس کرو لڑائی میری جان!"

اور وہ جو تب سے خود کو پتھر کئے بیٹھی تھی اب اور کتنے دن ناراض رہتی۔  
وہی پگھل گئی۔

کچھ آنسو وسام کے سینے میں پیوست ہوئے تھے۔ وسام نے نرمی سے آنسو  
صاف کئے اور اسے اپنے ساتھ لگائے رکھا تھا۔ یہ رات ان کے ملن کی رات  
تھی۔

جب آمد نیند کی مرثگان کو بھاری کرے ہے۔۔  
وہ کر کے نیم وا آنکھیں اداکاری کرے ہے

ترے بارے میں خاص و عام کی رائے یہی ہے  
پرانی چھوڑ دیوے ہے نئی یاری کرے ہے

دل۔ عشاق پر اس کی ذرا سی دلربائی  
کرے ہے کام جو ایندھن پہ چنگاری کرے ہے

جو سچ پوچھو نہیں بنتی طبیعوں سے شکایت  
کی بیشی اگر نسخے میں پنساری کرے ہے

وہ اس انداز سے دیوے ہے جنبش پیرہن کو  
ہوا میں اس کی خوشبو اور گلکاری کرے ہے

وہ پاپی ہم سے تھوڑی دیر تو نظریں ملاوے

پتہ چل جاوے گا پھر کون فنکاری کرے ہے

پپ

نکلتا ہوں میں مثلِ تعزیه جب غم سجا کر  
گلی کوچوں میں ویرانی عزاداری کرے ہے

حسن ناراض یاروں کو بھلا کیسے بتاویں

محبت بھول جانے والی بیماری کرے ہے



اس دن کے بعد سے حویلی میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ بہت کچھ نیا آگیا  
تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل اور وسام کی محبت کو جیسے چار چاند لگ گئے تھے۔ سبیل زمین بھی خوش تھی کیونکہ اب ان دونوں کے حالات میں بھی بہتری رابیل کی وجہ سے آئی تھی۔ حویلی کے باہر سے عورتوں کو اندر آنے اور کوئی بھی مدد لینے کی رسائی ملی تھی اور بھی بہت کچھ۔ لیکن سلطانہ بیگم اور ان کی بیٹیوں کی سلطنت اب کمزور پڑ گئی تھی۔ اور ان کی بہن بھی رشتے کے لئے پرزور تھیں۔ سلطانہ بیگم نے اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑانے شروع کئے تھے لیکن کوئی موقع نہیں مل رہا تھا۔ اسے دوران وسام کی سالگرہ قریب تھی رابیل نے کچھ اچھا کرنے کا سوچا تھا لیکن قسمت کبھی کبھی ہو کر جاتی ہے جو ہمارے وہم و گماں میں بھی نہیں ہوتا۔ قسمت کا سکا جب چلتا ہے تو اچھے اچھے چالبازوں کو انہی کی دھن پہ نچا دیتا ہے۔



تین دن بعد وسام کی سالگرہ تھی اور رابیل نے بہت کچھ سوچا تھا۔ بہت کچھ اس کے ذہن میں تھا جو اسے کرنا تھا تاکہ ان کی شادی کے بعد یہ پہلا موقع جو تھا اسے یادگار بنا سکے۔ لیکن قدرت نے اس کے لئے کچھ ایک منصوبہ بنا رکھا تھا جو رابیل کی ساری پلیننگ پہ بھاری تھا۔

سجّل صبح سے کمرے سے باہر نہیں آئی تھی اور سلطانہ بیگم قر سے لال پیلی ہو رہی تھیں۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اسے چٹیا سے پکڑ کر باہر نکالتیں لیکن اب وسام نے ان کے ہاتھ باندھ دیے تھے۔ وہ کسی بھی بہو کے ساتھ سختی سے بولتیں تو وہ فوراً روک دیتا۔ وہ اب وسام کو اور اپنے خلاف نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ اس لئے کسی مناسب وقت کا انتظار کرنے لگی تھیں جب وہ رابیل کا پتا صاف کر سکیں۔

صحن میں انہیں مسلسل بکر کاٹنا دیکھ رابیل کو اپنی ہنسی روکنا مشکل لگا تھا اور پھر اس نے سجّل کے کمرے کی طرف رخ کیا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

سجل بیڈ پہ دراز تھی اس کے معدے میں درد تھا وہ بھی دو دن سے اور سلطانہ بیگم نے کہا تھا پودینے کا پانی پیو خود ہی ٹھیک ہو جائے گا زیادہ نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے وہ کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں گئی تھی۔

"بھابھی... اُمّیں آپ ابھی فوراً ڈاکٹر کے پاس جانا ہے"

رابیل نے کمرے میں وارد ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"رابیل میں ٹھیک ہوں پودینے کا پانی پی۔۔۔۔"

ابھی وہ بول ہی رہی تھیں کہ رابیل نے بات کاٹی اور کہا۔

"بھاڑ میں گیا یہ پودینے کا پانی دو دن کونسا کوئی اثر ہوا ہے اب اُمّیں ورنہ

اگلے لمحے دادا صاحب یہاں ہوں گے"

رابیل کے لہجے میں ایک حکم تھا۔ تبھی سبیل کو اٹھنا پڑا۔ لیکن ایک معمولی سا احتجاج کیا تھا۔

"امی کو پتا لگانا دیکھنا تم"

اس بات پہ رابیل مسکرائی تھی۔

"میں ہی دیکھوں گی آپ فکر نا کریں چلیں اب"

اور پھر وہ اسے ساتھ لئے ڈرائیور کے ساتھ ہو سپیٹل جا چکی تھی تب سلطانہ بیگم کو معلوم ہوا تھا اور پھر وہ بس پیچ و تاب کھاتی رہ گئیں۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی رابیل نے وسام کو میسج کیا تھا۔

"جان! میں سبیل بھابھی کو لے کر ہو سپیٹل جا رہی ہوں شہر والے۔ ڈرائیور کے ساتھ ہی۔ ان کی طبیعت نہیں ٹھیک آپ امی کو سنبھال لینا اوکے"

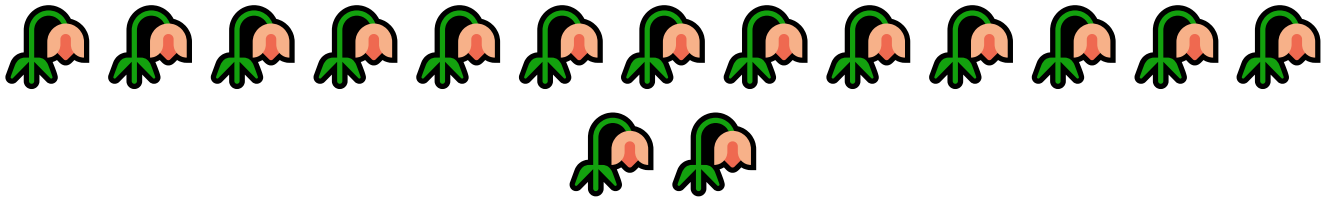
For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اور وسام کا جواب بھی فوراً موصول ہوا تھا

"او کے ے ے ے تھینک یو"

وسام کو افسوس بھی ہوا تھا اس کا بھائی کیسے دو عورتوں کی زندگی کو تباہ کر رہا تھا کہ انہیں اپنا علاج کروانے کی بھی آزادی نہیں تھی۔



ڈاکٹر نے سبیل کا مکمل چیک اپ کیا تھا۔ اور پھر کئی دوائیاں لکھ کر دی تھیں۔

اسے معمولی سا معدے کا انفیکشن تھا جو کہ وقت پر علاج نالینے کی وجہ سے بڑھ گیا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

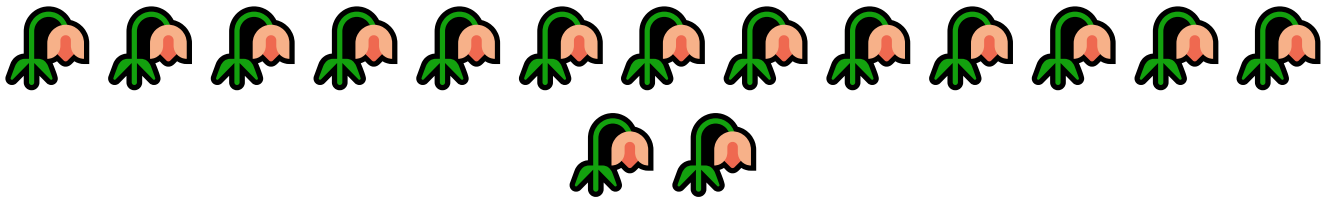
<https://novelnagri.com/>

رابیل دوائیوں کی لسٹ پکڑتے کھڑی ہوئی تھی کہ یک دم اس کا سر گھوما  
تھا اور زوروں سے چکرائی تھی۔

ڈاکٹر نے اسے سہارا دے کر بٹھایا تھا اور پانی کا گلاس دیا جو وہ ایک ہی  
سانس میں پی گئی۔ سبیل بھی پریشان سی ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر جس کی عمر پچاس کے لگ بھگ تھی اس نے بغور رابیل کا چہرہ دیکھا  
تھا۔ اور پھر جب رابیل اٹھنے لگی تو اس کے ہاتھ پے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔  
"ابھی رکو بیٹی کچھ ٹیسٹ کرنے ہیں تمہارے"

اور اس کے بعد جو بات ڈاکٹر نے بتائی تھی رابیل ہل کر رہ گئی تھی۔



سارا راستہ رابیل ڈاکٹر کی بات کو ہی سوچتے ہوئے گئی تھی۔ وہ امید سے تھی اور خود اسی بات سے انجان تھی۔ یہ کیفیت اس کے لئے بالکل انوکھی سی تھی۔ بالکل نیا احساس کے اب اس کی کھوکھ بھی ایک نئی زندگی کی آماجگاہ بن گئی ہے۔

"ماشاء اللہ رابیل میں اتنی خوش ہوں کہ کہا بتاؤ بھلا میں پہلے ہو سہیل آ جاتی تو ہمیں یہ پہلے پتا لگ جاتا۔ افسوسف وسام تو قسم سے پاگل کو جائے گا خوشی سے"

سجل نے خوشی سے بت بنی بیٹھی رابیل کو کہا تھا۔ تبھی وہ ہوش میں آئی ہو بولی۔

"بھابھی ابھی نہیں۔ ہم گھر میں کسی کو نہیں بتائیں گے"

اس بات پہ سجل نے جھٹکے سے رابیل کو دیکھا تھا اور کہا۔

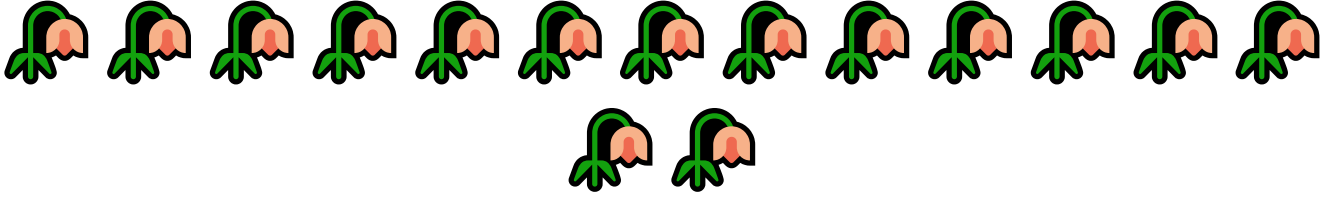
"یہ اس کا حق ہے رابیل"

رابیل مسکرائی تھی اور پھر کہا۔

"بھابھی آج نہیں ہم تین دن بعد اسے بتائیں گے۔ میں پریشان تھی کہ اسے ایسا کیا تحفہ دوں کہ وہ دن اس کے لئے یادگار بن جائے اور دیکھیں قدرت نے میری جھولی میں کیا دے دیا۔ دنیا جہاں کی نعمت جو کہ خود میرے لئے بھی انعام ہے۔ ابھی ہم کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے اوکے نا؟"

ایک ٹرانس میں بولتی رابیل نے سچل سے آخر میں تصدیق کی تھی۔

اور پھر واپس سیٹ کے ساتھ سرٹکا لیا۔



گھر آتے ایک نیا میدان تیار تھا۔ سلطانہ بیگم غصے سے آگ بگولہ ہوتی سامنے کھڑی تھیں۔ اور انہیں اندر آتا دیکھ اپنی توپوں کا رخ جواب تک بے چاری نرمین کی طرف تھا ان کی طرف موڑا تھا۔

"آگئی دونوں مہارائیاں سیر سپاٹا کر کے۔ مل گیا سکون"

رابیل نے ان بات پہ اتنا دھیان نہیں دیا تھا اور کہا۔

"بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی انہیں کے کر گئی تھی ڈاکٹر کے

پاس"

اس بات پہ سلطانہ بیگم کو پتنگے لگے تھے اور کہا۔



"ہاں وہ تو مر رہی تھی نا جیسے کس سے پوچھا تھا اسے لے جانے سے پہلے

ہاں؟"

اس سے پہلے کے رابیل کوئی جواب دیتی وسام آیا تھا اور کہا۔

"میں نے کہا تھا اسے امی!! میری اجازت تھی اور میری بیوی آزاد ہے جہاں

چاہے بنا اجازت بھی جا سکتی ہے۔ یہ روک ٹوک آپ آپا لوگوں پہ لگائیں جتنی

لگانی --- چلو رابیل تم کمرے میں بھا بھی کو لے کر آرام سے"

وسام کے اس طرح کھل کر رابیل کے لئے بولنے پر سلطانہ بیگم کا خون

میں جیسے بجلیاں بھر گئی تھیں - یہ کل کی آئی لڑکی اب ان کے بیٹے کو

تگنی کا ناچ نچا رہی تھی۔ انہوں سے سوچا تھا اب جلد سے جلد ابھی بھانجی کو

بہو بنا کے لائیں گی تاکہ رابیل سیدھی کو سکے۔ لیکن ابھی تو سلطانہ بیگم اس

بات سے انجان تھیں کہ وہی کل ہی آئی لڑکی ایک بار بھرا نہیں شہ مات  
دینے والی ہے وہ بھی بنا میدان میں آئے۔



تین دن بہت خاموشی سے گزرے تھے۔ رابیل نے خود وسام کے لئے  
کیک بیک کیا تھا۔ سلطانہ بیگم اور ان کی شیطانی ٹیم سلطانہ بیگم کی بہن  
کے گھر گئی تھی اس لئے سب بہت مزے سے کام کر رہے تھے۔  
رابیل سبیل اور نرمین نے ہنستے کھیلتے سارا کام کیا تھا وہ دونوں بھی اسے  
بہن کی طرح عزیز رکھتی تھیں۔ اس لئے اس کی خوشی میں بے تحاشہ خوش  
تھیں۔

اسے کام کم کرنے کا بول رہی تھیں لیکن وہ بس لگی ہوئی تھی کیونکہ وہ  
چاہتی تھی کہ یہ دن وسام کے لیے یادگار بنا دے اسے یہ خوشی کسی خاص  
طریقے سے دے۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

سب کام مکمل کو گیا تھا اور وہ تینوں اب تیار تھیں۔ گھر کے ملازمین بھی ان تینوں کو خوش دیکھ کر خوش تھے کیونکہ عرصے یہاں سوائے آنسوؤں اور سازشوں کے کچھ نہیں دیکھا تھا۔

جب سلطانہ بیگم نے حویلی میں قدم رکھا انہیں ایک انوکھی سے خوشبو آئی تھی جو بہت اشتہانگیز بھی تھی۔ فوراً اندر گئی تو دیکھا اندر تو مکمل سجاوٹ ہوئی تھی۔

ابھی وہ کچھ کہہ بھی نہیں پائی تھی کہ سب مرد حضرات آ گئے۔ وہ بھی کچھ حیران تھے۔

تبھی رابیل کچن سے ٹرائی لے کر باہر آئی۔ جس پہ اس بیک کیا ہوا کیک تھا۔

"پپی برتھڈے وسام"

اس تینوں سے اسے کہا تھا۔

اور پھر وسام کے چہرے پے ایک مسکراہٹ آئی تھی۔ دادا صاحب بھی ہنستے ہوئے وسام کے گلے لگے تھے اور تب ہی بتایا کہ وہ بھی اس پلین میں سب بہوؤں کے ساتھ تھے۔

تبھی تو سب کو آج اتنا مصروف رکھا۔

سلطانہ بیگم اور ان کی بیٹیاں کچھ زیادہ اچھے سے بات نہیں کر رہی تھیں۔ کیک کاٹنے کے بعد سب نے کھانا کھایا تھا جو کہ بہت بہترین بنا تھا۔ اس کے دادا صاحب نے وسام کو گفٹ دیا اس میں کسی بیڈ کی چابیاں اور کاغذ تھے۔

جب کھولا تو اس میں اسلام آباد میں ایک فلیٹ کا ذکر تھا جو انہوں نے  
وسام کے نام کر دیا تھا۔ فیض نے ایک دم دادا صاحب کی طرف دیکھا تھا۔  
جب سب اپنے اپنے کمروں میں جانے لگے تو رابیل نے کہا میرا تحفہ تو ابھی  
باقی ہے۔

اور ایک بیگ وسام کو دیا تھا۔ اس میں ایک ڈبہ تھا جس میں بہت سارے  
کاغذ تھے۔

ان کاغذوں کے درمیان وسام کو ایک خاکی لفافہ دکھا تھا۔  
اسے کھول کے پڑھتے وسام کی آنکھوں میں جیسے آنسو آ گئے تھے۔  
بنا کچھ کہے وہ رابیل کی جانب مڑا تھا اور پھر اسے سینے سے لگا لیا تھا اور  
کہا۔

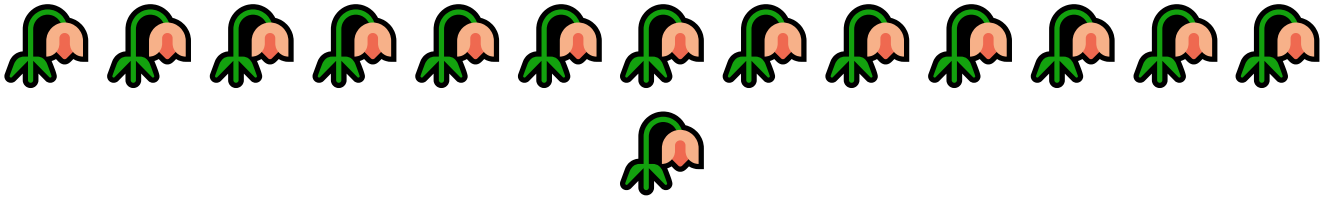
"شکریہ بیلا!!! بہت بہت شکریہ"

سب تو ایک دم حیران رہ گئے اور پھر جب وسام نے شرماتی ہوئی رابیل کو دیکھتے ہوئے وجہ بتائی تو دادا صاحب بھی خوشی سے جھوم اٹھے اور عطیہ بیگم جو تب سے خاموش تماشائی بنی کھڑی تھیں وہ بھی آگے بڑھ کر رابیل کو گلے لگا گئی تھیں۔

دادا صاحب نے کئی ہزار فوراً رابیل پر سے وار کے نوکروں کو دیے تھے۔ وہاں سب خوش تھے سوائے کچھ لوگوں کے۔ دادی بننے کی خبر خوشی والی تھی لیکن سلطانہ بیگم خوش نہیں ہوئی تھی۔ وہ اب بھی ایک جھٹکے میں تھی وہ بھی جو اچانک ملا تھا

وسام کو تو جیسے اس کی کل کائنات مل گئی تھی۔ وہ تو جیسے خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا اور رابیل کو بار بار والہانہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔

فیض کا چہرہ یک دم تاریک ہوا تھا شاید ایک اور محرومی ابھری تھی اور سامنے موجود اپنی دونوں بیویوں کو دیکھا تھا جب کے چہرے پہ رتی بھر بھی ملال نہیں تھا۔ دونوں ہی خوشی خوشی رابیل کو ساتھ لگائے کھڑی تھیں۔ عطیہ بیگم بھی آگے بڑھ کر اسے خود سے بھینچ کر آنسو بہا چکی تھیں۔ ایک عرصے بعد گھر والوں نے ان کے آواز سنی تھی۔



"اب وہ شہن اس گھر کو وارث دے گی کمال نہیں ہو گیا اماں اور دادا صاحب دادی اماں کو دیکھا آپ نے کیسے صدقے واری جا رہے تھے۔ وہ دونوں پیر کی جتیاں (سجل نرمین) وہ بھی ایسے کھڑی تھیں جیسے پتا نہیں کونسا معرکہ مارا ہے"

فاخرہ مسلسل اپنی بھڑاس نکال رہی تھی۔ اور سلطانہ بیگم کو مزید کچھ سوچنے  
پی مجبور کر رہی تھی۔

"وہ مہارانی تو پہلے ہی کسی کو بندہ نہیں سمجھتی تھی اب تو سب کے سروں  
پہ ناچے گی وہ"

سجیلہ بھی اپنا حصہ ڈال چکی تھی۔

"ناچے بھی کیوں نا اب پہلا وارث دینے والی ہے اب تو سرخاب کے پر  
لگئیں گے اسے۔ ہمارا بھائی تو پہلے بھی جو رو کا غلام ہے"

نازیہ کی بات پہ فاخرہ سجیلہ یک زبان بولی تھیں۔

"اے اکلوتا وارث کیسے ہمارے بچے مر گئے گیا؟"

نازیہ دونوں بہنوں کی بات پہ ہنسی تھی اور کہا۔



"مر نہیں گئے لیکن وہ اس کے گھر ہے ہی کہاں؟؟؟ فاخرہ باجی کی ہے بیٹی جو کہ وارث نہیں اور سجدہ باجی آپ نے کبھی بچوں کو اپنا مانا بھی ہے جو یہاں کوئی مانے۔ انہیں وہاں چھوڑ خود یہاں بیٹھی رہتی ہو"

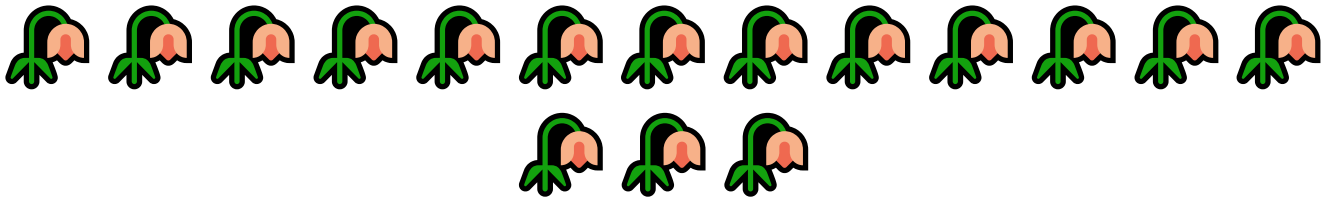
ہنسی ہنسی میں ہی نازیہ دونوں بہنوں کو ان کی حقیقت واضح کروا گئی تھی۔ ابھی یہ لڑائی طول پکڑتی اس سے پہلے سلطانہ بیگم بولی تھیں۔

"بکو اس بند کرو تم لوگ تو!!! بچے کا کیا ہے اچھل لینے دو اسے زیادہ سر چڑھی تو کبھی گولیاں سلطانہ بیگم نے بھی نہیں کھیلی۔ مسئلہ یہ ہے کہ اب اس گھر میں مضبوط ہو گئی ہے وہ اب عافیہ کی جگہ کیسے بنے گی یہاں"

سلطانہ بیگم کے لہجے میں ایک تاسف تھا۔

"اوپر سے وہ دونوں بانجھ کلموہیاں انہیں کل لے کے جاتی ہوں بابا عالم کے پاس"

سلطانہ بیگم کی آواز میں کچھ پراسرار سا تھا جانے وہ کیا ٹھانے بیٹھی تھیں۔



وسام کمرے میں آیا تو رابیل اپنے گیلے بال سکھا رہی تھی۔ آئینے کے آگے کھڑی وہ اسے پہلے سے دلکش لگی تھی۔ وسام نے پیچھے سے جا کر اس کے گرد ہالہ بنایا تھا اور شیشے میں دیکھا تھا۔ دونوں کا چہرہ ہی خوشی سے متمتا رہا تھا۔ وسام نے اسے بیڈ پر اپنے سامنے بٹھایا تھا۔ اور پوچھا۔

"کب پتا چلا تمہیں؟"

رابیل اس کا اشارہ سمجھ چکی تھی۔

"تین دن پہلے جب بھابھی کے ساتھ ہوسپٹل گئی تھی"

اس بات پہ وسام چونکا تھا اور کہا:

"مجھے کیوں نہیں بتایا بیلا؟" اس کی آواز میں دکھ سا تھا۔ رابیل نے پلکیں اٹھا کر دیکھا تھا پھر کہا۔

"سرپرائز دینا تھا آپ کو آپکا دن بہترین بنانا تھا ورنہ میں خود بے تاب رہی آپ کو بتانے کے لئے۔ بہت انتظار تھا کہ جب آپ کو بتاؤں گی آپ کیسے ریکٹ کرو گے"

وسام کو پاگل کو دیکھا تھا جو اس کی خوشی کے لئے کمر حد سے گزرنے کو تیار تھی۔

اس طرح سے مجھے ستاتی ہے  
شعر سے شعر وہ بناتی ہے

مجھ کو لگتا ہے کاٹ کھائے گی  
ایسے آنکھیں مجھے دکھاتی ہے

لڑکے آتی ہے گھر میں بہنوں سے  
اور باتیں مجھے سناتی ہے

جان لیتی ہے دل کی باتیں وہ

میرے دل میں وہ آتی جاتی ہے

تتلیاں پھول پیڑ پودوں کو  
اک کلک سے حسیں بناتی ہے

چاند اترتا ہو جیسے دریا میں  
اتنا دلکش وہ مسکراتی ہے

سارے عالم کی بات کرتی ہے  
دل کی باتیں نہیں بتاتی ہے

"اور میرا دن اچھا بنانے کے لئے تم اتنا کام کرتی رہی ہے نا؟"

وسام نے تھوڑے رعب سے کہا تھا جس پہ رابیل کھلکھائی تھی۔

"نہیں تو بھابھیاں دونوں بالکل زیادہ کام کرنے نہیں دیا انہوں نے بالکل

اماں کی طرح سر پہ کھڑی حکم دیتی رہی دونوں"

رابیل کی آواز میں ان دونوں کے لئے پیار ہی پیار تھا۔

وسام اس کے سامنے دوزانوں ہوا تھا اور رابیل کا ہاتھ تھاما اور کہا۔

"شکریہ رابیل ہر چیز کے لئے بہت بہت شکریہ میرے گھر کو اپنی روشنی

سے اجالا دینے کے لئے۔ تم نے بھابھیوں کو اعتماد دیا تھا دادی جو واپس

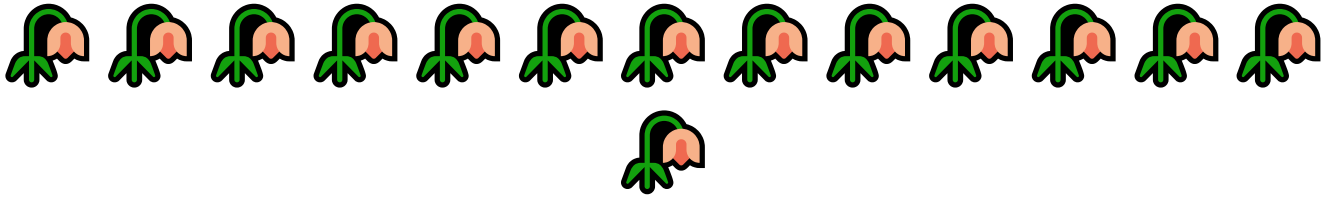
دنیا سے ملا دیا جیسے۔ اس گھر میں اب ہنسی گونجتی ہے ہر وقت سب کے

چہرے دھمکتے ہیں۔ یہ حویلی میں تو کبھی کوئی کھل کے ہنسا بھی نہیں تھا"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بولتے بولتے وسام کی آنکھیں جھلمائی تھیں۔ اور پھر تشکر سے رابیل کے گود میں سر رکھ دیا تھا۔ اور رابیل وہ تو رب کے آگے جتنا شکر ادا کرتی وہ کم تھا۔



وسام نے تو رابیل کو ہتھیلی کا چھالا بنا لیا تھا۔ صبح وہ جب سوتی سختی سے نچ تھا کہ کوئی تب تک نا اٹھائے جب تک وہ خود نہیں اٹھتی ہر دن خوبصورتی سے بھرپور تھا۔

وسام تو وسام دادا صاحب اسے چائے کا کپ کے کر آتے دیکھ لیتے تو ملازموں کو کلاسگا دیتے تھے دونوں بھابھیاں کچن میں آنے بھی نہیں دیتی تھیں۔

عطیہ بیگم کوئی نا کوئی ٹوٹکے بتاتی رہتی تھیں۔ وہاں رفعت بیگم بھی اسے بیت کچھ بتاتی تھیں باسط تو مانوں بننے کا سن کر ابھی سے اسمان میں تھا۔ بلال اور باسط نے مل کر بہت سارا سامان بھی خریدا تھا جھولا چھوٹے چھوٹے کپڑے جوتے گیڈر اور بھی بہت کچھ۔ رابیل بہت سارے لوگوں کی خوشیوں کا مرکز تھی۔ دادا صاحب تو ہر ہفتے ایک کالا بکرا وار کر درگاہ بھجواتے تھے۔ سجدہ نے اعتراض کیا تھا کہ "بچے تو ہم نے بھی پیدا کئے اور ہماری اماں نے بھی سارے کام بھی کئے یہ انوکھی ہے"

اس کے لہجے کی نخوت ایسی تھی کہ دادا صاحب تو سن کر تلملا کر رہ گئے۔ اور غصے سے ہنکارا بھرا تھا پھر کہا

"کس وقت کام اور کون سے کام ذرا ہمارے سامنے روشنی ڈالنا پسند کریں گی؟؟ سسرال آپ مہمان کے طور پہ گئیں جب گئیں یہاں آپ سازشوں



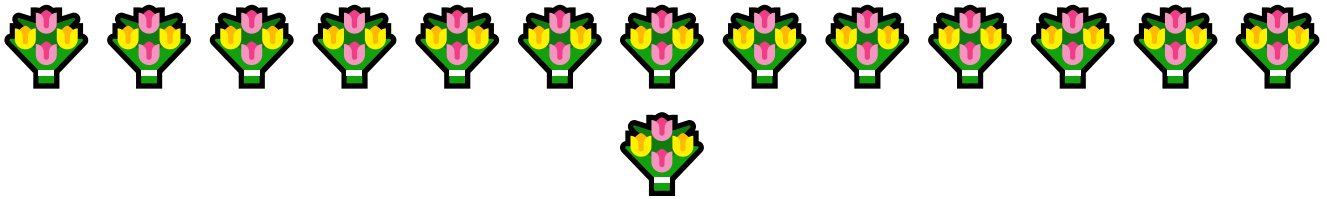
میں مشغول رہتی ہیں تو کام کب کئے بیٹا جی؟؟؟ اور آپ کی اماں کی بات ہے تو بتا دوں اس حویلی میں ڈھیروں ملازم رہے ہیں شروع سے بہوؤں سے جانوروں کی طرح کام کروانے والی روایت اب آئی ہے اس زمانے میں نہیں تھی اور آگے سے ہماری بیٹی کے بارے زبان سنبھال نے بات کرنا انوکھی ہی سمجھو اسے"

یہ کہتے دادا صاحب رکے نہیں تھے۔ رابیل کی آنکھوں میں تشکر سے آنسو آئے تھے کہ اسے ایسے اچھے لوگ ملے تھے۔ ہماری بیٹی لفظ پر ہی وہ سارا دن اٹکی رہی۔

خوشی جیسے اس نے پور پور سے جھلک رہی تھی۔

وسام کو بھی بڑے فخر سے بتایا تھا دادا صاحب نے مجھے ہماری بیٹی کہا اور وسام اس کی معصومیت پر فدا ہو گیا تھا جو اب بھی یہ بتاتے رو رہی تھی۔

رفت بیگم سے بات کرتے وقت بھی رابیل آبدیدہ تھی۔ رابیل نے کبھی ان سے اپنے سسرال کی کوئی بات بھی ڈسکس نہیں کی تھی۔ لیکن یہ بات بہت فخر سے بتائی تھی جس کی وجہ سے رفت کے دل کا اطمینان بہت حد تک بڑھا تھا۔



وسام کے کسی دور پار کے کزن کی شادی تھی اور وہ لوگ خصوصی طور پر آ کر دعوت دے گئے تھے۔ رابیل نے کبھی بھی گاؤں کی شادیاں اٹینڈ نہیں کی تھیں۔

اس لئے وہ بہت پرجوش تھی اور وسام سے شاپنگ کروانے کا کہا ہے۔ جس دن وہ دونوں شاپنگ پی جانے والے تھے رابیل سے پہلے ہی سلطانہ بیگم اور تینوں بیٹیاں تیار ہو چکی تھیں۔ ساتھ ان کے بچے بھی تھے اب

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ایسے میں رابیل ساتھ کیسے جاتی - اتنے سارے لوگوں کے ساتھ بہت دیر لگ جاتی اور رابیل اتنی دیر بازار نہیں گھوم سکتی تھی۔ اس کا چوتھا مہینہ تھا اور اب جسم بھی ہلکا ہلکا بھرا بھرا ہونے لگا تھا۔

وہ وسام کو موڈ دکھاتی واپس کمرے میں جا چکی تھی۔ حویلی میں آج صرف نوکر چاکر ہی تھے کیونکہ سب نرین دونوں ابھی ان صبح ہی ایک دن کے لئے اپنے میکہ گئی تھیں۔ ایک دن سے زیادہ کی انہیں اجازت بھی نہیں تھی۔ لیکن آج پتا نہیں کیسے مل گئی تھی دادا صاحب شہر گئے تھے اور باقی سب شاپنگ پر۔

رات کے نو بج رہے تھے اور رابیل کو اب کافی بھوک محسوس ہو رہی تھی لیکن اب تک کوئی بھی ملازمہ نہیں آئی تھی۔ جب سے رابیل امید سے ہوئی تھی ملازموں کی تعداد میں اضافہ کر دیا گیا تھا۔

لیکن آج کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ عطیہ بیگم سو رہی تھیں۔ رابیل نے ساری تویلی چھان ماری لیکن کوئی ملازمہ نہیں تھی۔ آخر چوکیدار سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ سلطانہ بیگم نے سب کو آج کی چھٹی دی تھی۔ فیض بھائی نے آج ڈیرے پر رہنا تھا۔

رابیل نے وسام کو کال کی تھی لیکن کاٹ دی گئی دوبارہ کی اور پھر سے یہی۔ کچھ عجیب سا احساس رابیل جو محسوس ہوا تھا۔

تبھی رابیل کا فون بجا بلال کی کال تھی۔ اور اس نے جو کہا وہ ان کر رابیل کر دماغ بھک سے اڑ گیا تھا۔

"ہیلو اسلام علیکم بھابھی آپ ٹھیک ہیں نا؟؟"

اس کے اس اچانک استفسار پہ رابیل چونکہ تھی۔

"ہاں ٹھیک ہوں میں کیوں؟؟"

"ابھی مجھے وسام کے نمبر سے کال آئی آپکی ساس بول رہی تھیں کہ رابیل گھر اکیلی ہے ہم باہر ہیں اور کوئی نہیں ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ اس لیے میں فوراً آپ کو کال کی"

بلال کی اس بات پر رابیل ایک لمحے میں سارا کھیل سمجھ چکی تھی۔ وسام کا فون کسی طرح ان سب کے ہاتھ میں تھا تو اس لیے کال کاٹی گئی تھی۔ بلال کو لے کر رابیل کے لئے شک پیدا کرنا سب کا مقصد تھا۔

"بھائی میں تو ٹھیک ہوں کوئی مسئلہ نہیں آپ نا آئیں بلکل بلکہ اپنے گھر رہیں یا کسی ایسے دوست کے ساتھ جسے وسام بھی جانتا ہو اور دیر تک رہنا آپ"

رابیل نے پرسوج انداز میں اپنا فون اٹھایا تھا اور پھر فوڈ پانڈا سے اپنے لیے کافی سارا کھانا آرڈر کیا تھا کیونکہ اسے ضرورت پڑنے والی تھی۔ اس علاقے میں عام طور پر فوڈ پانڈا زیادہ عام نہیں تھا لیکن اس کے لئے کھانا اگیا تھا۔ کھانا آتے ہی رابیل نے چوکیدار کو چھٹی دے دی تھی۔ اور اس کے بعد ساری حویلی اندر سے بند کر کے آرام سے اپنے کمرے میں اگئی تھی۔ آنے سے پہلے عطیہ بیگم کے کمرے میں کھانا رکھ آئی تھی کہ اگر بھوک لگے تو زیادہ مسئلہ نا ہو۔

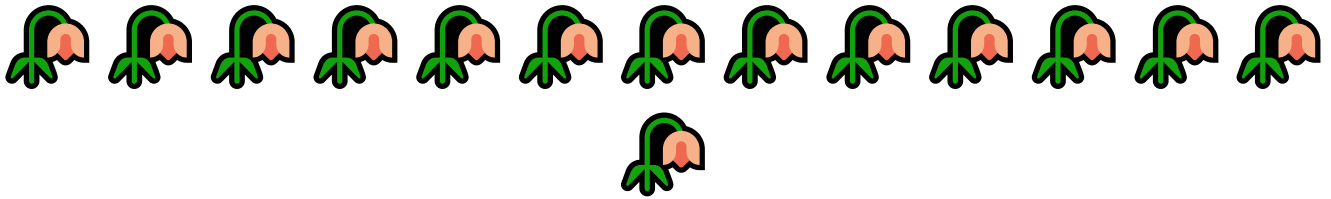


رات کے ڈیڑھ بجے جب گاڑی حویلی کے گیٹ کے قریب آئی تھی سلطانہ بیگم ایک تماشے کے لئے تیار تھی کہ جب رات کے اس پہر بلال کو حویلی میں دیکھے گا تو وسام کیا سوچے گا۔

لیکن گیٹ پر کوئی موجود نہیں تھا وسام نے ہارن دیا لیکن کوئی بھی نا آیا۔  
 کتنی ہی دیر وہ لوگ گیٹ کھٹکھٹاتے رہے۔ باہر کھڑے تھکن سے واپس  
 آئے ایک گاڑی میں اور جنتی دیر انتظار کرتے۔ وسام نے رابیل کو کالز کی  
 تھیں جو اس نے نہیں اٹھائیں۔ گھر کے نمبر پر بھی کال ملائی لیکن کوئی  
 ہوتا تو دروازہ کھولتا۔ کوئی با بھی موجود نہیں تھی اور سب گیٹس بند تھے۔  
 چاروناچار وہی انتظار کرتے رہے۔

صبح کے چار بجے جب عطیہ بیگم کی دوائیوں کا اثر ختم ہوا اور وہ نماز کے لیے  
 اٹھیں تب انہوں نے آواز سنی کہ کوئی زوروں سے دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ اور  
 پھر دیکھا تو وہ ساری پلٹن باہر برے حال میں کھڑی تھی۔ اور جب سب اندر  
 آئے اور کمروں کا رخ کیا تو ایک اور جھٹکا لگا تھا کوئی بھی دروازہ کھولا ہوا  
 نہیں تھا اور نا ہی کوئی چابی مل رہی تھی۔

سلطانہ بیگم اور سجدہ اپنے بچوں نے ساتھ عطیہ بیگم کے کمرے میں دراز ہو گئی جہاں وہ قدم رکھنا بھی گوارہ نہ کرتی تھیں اور باقی سب وہی لاؤنج میں -  
وسام نے کئی بار دروازہ کھٹکھٹایا لیکن رابیل نے دروازہ میں کھولا تھا۔



رابیل صبح اٹھی تو دس بج رہے تھے دادا صاحب بھی آگئے تھے۔ اور باہر  
شاءد کھانا لگ رہا تھا سب ابھی بھی کل جیسے حلیے میں تھے۔ سبیل اور نرمین  
بھی اچکی تھیں کیونکہ ان کی عیاشی ایک ہی دن کی تھی۔  
جیسے ہی رابیل کھانے کی میز پر آئی سلطانہ بیگم بپھری ہوئی اس کی طرف  
بڑھیں اور کہا۔



"اس نے کل جان کے کیا سب ... سارے دروازے بند کر دیے تاکہ

ہمیں مسئلہ ہو"

وہ اسے ہاتھ نا لگا پائی تھیں کہ رابیل نے ان سے فاصلہ بڑھایا اور کہا۔

"گھر سے سب کو آپ نے بھیجا تھا امی میں نے نہیں میں تو وسام کے

ساتھ جا رہی تھی۔ ایک مرد ملازم اکیلا گھر میں کیوں ہوتا میں نے اسے بھی

بھیج دیا۔ وسام کو کال کی تھی اٹھائی ہی نہیں اب میری موجودگی میں گھر

میں کوئی آجاتا تو میں کیا کر لیتی۔ کچھ چوری نا ہو جائے بس اس لئے سب

بند کر دیا وسام کو کال کی یہی پرانے کے لئے کہ باہر بڑے گملے کی مٹی

میں سب چابیاں ہیں لیکن اٹھائی ہی نہیں بس۔ اور صبح تو میں سو رہی تھی

پتا نہیں لگا۔ اب یہ گھر میرا بھی ہے نا عورت اپنے شوہر کے گھر کی محافظ

ہوتی ہے میرا فرض تھا نا"

رابیل نے انتہائی معصومیت سے آنکھیں مٹکاتے ہوئے جواب دیا تھا۔  
سلطانہ بیگم بس اس کی مکاری دیکھتی رہ گئی تھیں اور سبیل نرمین جو ان  
سب کی حالت دیکھ چکی تھی ان کے لیے اب ہنسی روکنا مشکل تھا۔  
وسام کمرے میں جا کر سوچا تھا اور باقی سب بھی اب اسی کی تیاری کر  
رہے تھے۔ دادا صاحب نے رابیل فی سمجھ داری کی بہت تعریف کی تھی  
کہ اکیلی عورت کو خیال رکھنا چاہیے بلکل ایسے ہی۔

وسام سو کر اٹھا تو رابیل کو کپڑوں کی الماری کے سامنے پایا تھا۔ وہ اپنے  
بھرے بھرے وجود کے ساتھ کسی ناراض ٹیڈی بیئر کی طرح لگ رہی تھی جو  
منہ پھلائے کھڑا تھا۔ وسام نے اپنی ہنسی روکی تھی۔ اور پھر اس کے پاس جا  
کھڑا ہوا۔ اسے قریب دیکھ کر رابیل نے بنا دیکھے کئی کپڑے باہر نکال کر

غصے میں بیڈ پر پٹخنے شروع کئے۔ اس کے غصے کا یہ انداز دیکھ وسام کے لیے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہوا تھا۔

دل کش اور پیارا ہے مگر اتنا غصہ ٹھیک نہیں

غصے پہ مرنے والے پر اتنا غصہ ٹھیک نہیں

...

ہلکا سا ہی عتابی رنگ ایسے بدن پر کھلتا ہے

تو ہے محبت کا پیکر اتنا غصہ ٹھیک نہیں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

...

دیکھا ہے کیا آئینہ کیسا ہو جاتا ہے روپ

اتنے سندر مکھڑے پر اتنا غصہ ٹھیک نہیں

...

اتنی سی ہی بات پہ وہ، آگ بگولا ہو بیٹھے

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

بھیجا تھا اتنا لکھ کر "اتنا غصہ ٹھیک نہیں"

...

غصہ ٹھنڈا ہونے پر روئے گا پچھتائے گا

مجھ پر یوں الزام نہ دھر اتنا غصہ ٹھیک نہیں

...

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

قصرِ رغبتِ راغبِ میں اک بھونچال سا آیا ہے

لرزاں ہیں دیوار و در اتنا غصّہ ٹھیک نہیں

وسام نے مسکراتے ہوئے اپنے بھالو کی آنکھوں میں دیکھا تھا اور پھر اس کا  
منہ اپنی طرف کیا جو کہ رابیل نے فوراً موڑ لیا تھا۔ وسام نے اس کا چہرہ  
دوبارہ اپنے سامنے کیا اور بے ساختہ اس کے پھولے ہوئے گالوں کو زور  
سے دونوں ہاتھوں پکڑ کر کھینچا تھا۔

رابیل نے حیرانی سے اس پاگل کو دیکھا اور کہا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ وسام؟"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اس کی آواز سے صاف ظاہر تھا کہ اس وقت وہ کتنی تپی ہوئی ہے اور جوالا  
مکھی کبھی بھی زوروں سے پھٹ سکتا ہے۔

"کیچو کیچو کر رہا ہوں نا میری جان"

وسام نے معصومیت سے کہا تھا جس پر رابیل کے چہرے پر ایک اور شکن  
ابھری تھی۔ اور وسام اس کا دل اس ناز و ادا پر ہی آگیا تھا۔ غصے میں  
رابیل کی چھوٹی سی ناک لال ہو رہی تھی۔ اور مسلسل پھول رہی تھی اب  
وسام کی نظر وہاں تھی۔ اب وہ بیڈ پر بیٹھی رابیل کے پاس گیا اور دوبارا  
اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ اور رابیل نے فوراً اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھا  
تھا۔ اس حرکت پر وسام کا قہقہہ بلند ہوا تھا اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اس  
نے رابیل کی ناک کھینچی تھی۔ اور پھر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"میری لیڈی ڈیانا! اس انداز پر کون نا مر جائے لڑ رہیں ہیں اور ہاتھ میں تلوار  
بھی نہیں"

وسام کی بات پر رابیل نے اپنے اس پاگل کو دیکھا تھا جو اس کے غصے کو  
بھی ادا سمجھ رہا تھا۔

اُن کو آتی ہے ہنسی یار مرے غصے پر

چلتی رہتی ہے یہ تلوار مرے غصے پر

اُن کے غصے پہ مجھے بھی کبھی آجائے ہنسی

وہ بھی غصہ کریں اک بار مرے غصے پر

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



جو ستم ڈھایے گئے ان کا کہیں ذکر نہیں

اور برہم ہیں سب اخبار مرے غصے پر

میں ادھر آگ بگولا وہ ادھر رشکِ گلاب

اُن کا کھل اٹھتا ہے رخسار مرے غصے پر

کیا کروں یوں ہی میں ہو جاتا ہوں غصہ راغب

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اُن کو آتا ہے بہت پیار مرے غصے پر

اسے مسلسل مسکراتا دیکھ رابیل ذرا دھیمی پڑی تھی لیکن فوراً یاد آیا اور اٹھنے لگی تھی کہ وسام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور اس کے سامنے دو زانوں بیٹھ کر اپنے دونوں کان پکڑ لئے۔ اس کی شکل دیکھ رابیل کے لئے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو گیا تھا۔ اور پھر اس کے دونوں ہاتھ ہاتھوں میں لیے کہنا شروع کیا۔

"یہ تو صرف کپڑے تھے وسام جن کی مجھے کوئی چاہ نہیں لیکن خود میں کوئی بھی فیصلہ خود سے کرنے کی اور اس پر ٹکنے کی طاقت لاؤ ورنہ شاید آپ کچھ غلط کر بیٹھو"

رابیل نے دھیما سا مسکرا کر کہا تھا۔

وسام نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا اور کہا۔

"آج چلو شاپنگ پر تم۔۔۔"

رابیل نے اپنا فون پکڑا اور وسام کی آنکھوں کے سامنے کیا۔ وسام نے تاریخ

پر نظر دوڑائی تھی۔ دو دن بعد انہیں شادی پر جانا تھا۔ آج کپڑے آتے تو

ایک دن میں کیسے بنتے۔ اب وسام بھی تھوڑا سا پریشان ہوا تھا۔

"یار مجھے کل تک یاد تھا لیکن امی نے کہا کہ اس کے پاس بری کے بھی

کپڑے ہیں تو کام چل سکتا ہے"

وسام نے اپنی تئے شرمندگی چھپانے کے لئے کہا تھا لیکن رابیل کو اس

بات پر یکدم غصہ آیا تھا۔

"ہماری شادی والے کپڑے تو باقیوں کے بھی پڑے ہیں۔ لیکن یہاں بس

بہوؤں کے لئے ہی یہ قانون ہے کہ کفایت شعاری کریں "

رابیل کی بات پر وسام نے اپنے لب کاٹے تھے۔ اور اس سے پہلے وہ کچھ

کہتا رابیل نے کہا تھا

"میں نے آنلائی کپڑے آرڈر کر لئے تھے اپنے اے ٹی ایم سے پے کر دینا

اور آج شام تک کوئی آجائے گا۔ دونوں بھابیوں اور دادی جان کے لیے

بھی کپڑے ہیں وہ انہیں اپنے نام سے دے دینا"

اس کی بات پر وسام کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔

"تم نے کب آرڈر کیا یہ سب؟ اگر پہلے کر لیا تھا تو کل کیا لینا تھا؟"

رابیل نے ٹھنڈا سانس خارج کیا تھا اور کہا۔

"میں اماں اور باقی سب کی تمہارے ساتھ جانے والے پلیننگ سن چکی تھی

پہلے ہی"

وسام نے اوپر کی جانب دیکھا تھا اور بڑبڑایا تھا۔

"اتنی سمجھدار بیوی میرے لئے ہی رہ گئی تھی جو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتی

ہے۔ واہ رے وسام تیری قسمت"

رابیل نے اسے بڑبڑ سن کر اسے گھورا تھا اور پھر دونوں ہنس پڑے تھے۔



رابیل کے کپڑے بھی آچکے تھے اور باقیوں کے بھی۔ سلطانہ بیگم کو نہیں

پتا تھا کہ وہ کیا پہننے والی ہے لیکن رابیل کا اطمینان دیکھ وہ کچھ گڈمڈ ہوئی

تھیں۔ جس گاؤں جانا ہے وہ تین سے چار گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ باقی

سب ایک گاڑی میں تھے جب دادا صاحب اور راحیل صاحب الگ گئے

تھے۔ عطیہ بیگم بھی ان کے ساتھ تھیں۔ جبکہ باقی سب عورتوں کو اکٹھا بڑی گاڑی میں جانا تھا۔ لیکن رابیل اور وسام الگ جانے لگے تو سلطانہ بیگم طیش میں آئی تھیں اور وسام سے استفسار کیا۔

"جب سب ایک گاڑی میں جا رہے ہیں تو اس شہری کبوتری کو کیا مسئلہ ہے؟"

وسام شہری کبوتری والے لقب پر تھوڑا حیران ہوا تھا اور سوالیہ انداز میں اپنی ماں کو دیکھا اور کہا۔

"اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسے اپنے ساتھ کے کر جانا چاہتا ہوں میں اور دوسری گاڑی میں بچے بھی ہیں۔ اچھلتے رہیں گے اور بس اس لئے احتیاط کے طور پر۔ اور ہماری گاڑی آپکے بالکل ساتھ ہی رہے گی"

وہ تو جواب دے کر گیا ہی تھا لیکن سلطانہ بیگم تن فن کرتی رہی گئیں  
تھیں۔

اور پھر سارا راستہ ان کی نظر ساتھ والی گاڑی پر ہی رہی تھی۔ جہاں رابیل  
کبھی کچھ اور کبھی کچھ کھاتی نظر آ رہی تھی۔ مسلسل اٹھکیلیاں کرتی وہ  
سلطانہ بیگم کو کچھ اور سوچنے پر مجبور کر رہی تھی۔ تبھی فائزہ نے اپنے ماں  
کی نظروں کا ارتکاز محسوس کیا اور پھر اپنی ماں کے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔  
سارا مسئلہ وہ سمجھ چکی تھی۔ اور پھر اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی  
طرح کوندا تھا۔ جسکے ذہن میں آتے ہی وہ شیطانی ہنسی ہنسی تھی۔

سلطانہ بیگم نے اپنی بیٹی کو ایسے ہنستے دیکھا تو پوچھا۔

"تیرا دماغ ٹھیک اے؟ یا کوئی خاص مسئلہ اے؟"

ان کی اس بات پر فائزہ نے کان میں کوئی سرگوشی کی تھی۔ جس کے بعد سلطانہ بیگم بھی مطمئن سی بیٹھ گئی تھیں۔ سبجل نرمین نے یہ سب ہوتے دیکھا تھا اور کسی انہونی کا احساس ہوا تھا لیکن خاموش ہو گئی تھیں۔



سب لوگ گاؤں پہنچ چکے تھے۔ اور یہ نئی لڑکی سب کو حیران سا کر رہی تھی۔ کئی عورتوں نے سلطانہ بیگم سے پوچھا تھا کہ ان کی بیوی تو عافیہ کو بننا تھا نا یہ کون ہے۔

اس سوال پر رابیل ہنسی تھی اور خود ہی جواب دیا۔

"بننا تھا نا انٹی جی!! اب تو میں ہوں نا ان کی بہو اور وسام کی اکلوتی بیوی"

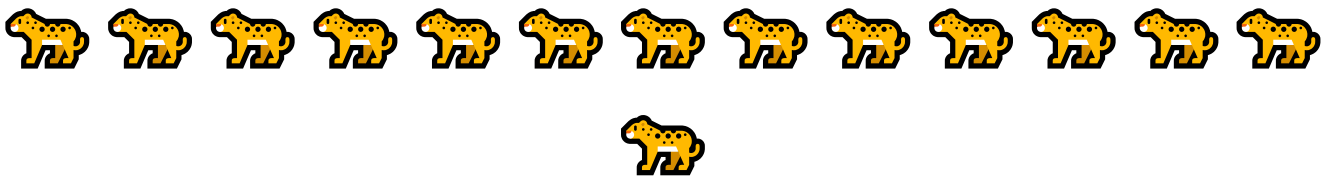
یہ کہتے رابیل کی مسکراہٹ کاٹ دار تھی۔ سب نے اس پر اعتماد لڑکی کو دیکھا تھا جو اپنی ساس کے سامنے بنا جھجھک کے بول رہی تھی۔ کیونکہ یہاں



کی بہویں پہلے اپنی ساس سے پوچھتی اور پھر ہی کچھ بولنے کی اجازت تھی۔  
یہ لڑکی تو ویسی نہیں تھی۔ بالکل الگ تھی جو سب کے سامنے اپنے میاں کو  
بھی بلا رہی تھی۔

یہاں پر کوئی لڑکی اپنے میاں سے سب کے سامنے بات تو اس کا نام تک  
نہیں لے سکتی تھی۔ لیکن وہ رابیل تھی جو سب نہیں تھی۔ وہ سب سے  
الگ تھی۔ وسام کچھ کچھ دیر بعد آ کر اس سے خود ہی پوچھ رہا تھا کہ کچھ  
چاہیے تو نہیں سب ٹھیک ہے نا۔

اور اس کے اس انداز پر سلطانہ بیگم کو پر لگ رہے تھے۔ لیکن وہ جو سوچے  
بیٹھی تھیں وہ بہت تحمل کا کام تھا۔ یہ ساری ناز برداری ہوا میں اڑانے کی  
تیاری وہ کر چکی تھیں۔



رات کو مہندی تھی وہاں سب نے پیلے رنگ کی شلوار قمیض یا لنگے پہنے تھے۔ رابیل نے گولڈن اور سبز رنگ کا اونچا فراک اور ساتھ ٹراؤزر پہنا تھا جس پر کام ہوا ہوا تھا۔ بالوں کو باندھے اس نے آج حجاب کیا تھا۔ وہ صبح سے ایک نظر اپنے آپ پر محسوس کر رہی تھی جو ٹھیک نہیں تھی۔ ان رشک بھری، حسد والی نظروں کے بیچ ایک نظر ایسی بھی تھی جو رابیل کو ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔ سبیل نرین بھی اسے بتا چکی تھیں کہ کچھ گڑبڑ تو ہے لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

وسام نے سفید شلوار قمیض پر رابیل کے کپڑوں کے ہم رنگ ہی واسکٹ پہنی تھی جو کہ رابیل نے ہی منگوائی تھی۔

دادا صاحب اور عطیہ بیگم تو ان دونوں کے صدقے واری جا رہے تھے۔ صدقہ دینے کے بعد بھی دادا صاحب مطمئن نہیں تھے جیسے اس خوبصورت جوڑے

کو کسی کی نظر لگ جائے گی۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کالی نظر وہ ساتھ لائے تھے۔

رابیل نے پہلی بار اتنی خالص دیہاتی شادی دیکھی تھی۔ وہ بہت جوش میں تھی۔ وہ حویلی بھی بہت خوبصورت تھی جہاں وہ ٹھہرے تھے۔ یہ حویلی دادا صاحب کی تھی لیکن اب کھلوائی گئی تھی تاکہ سب کو سہولت رہے۔

مہندی کے بعد بارات کا دن بھی آگیا اور گزر بھی چکا تھا لیکن اب تک کچھ بھی نہیں ہوا تھا نا ہی سلطانہ بیگم نے کوئی کرڑی بات کی تھی۔ رابیل اپنی عمر کی لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ جہاں کئی لڑکیاں جو خود خاندان سے باہر سے بیاہ کر لائی گئیں تھیں وہ بھی تھیں۔ سب بہت اشتیاق سے

اس گڑیا کو دیکھ رہے تھے جو جب سے آئی تھی سب کی نگاہوں کا مرکز تھی۔ تبھی کسی نے پوچھا۔

"ہم بھی غیر خاندان سے بیاہ کر آئی ہیں لیکن آج بھی ساس کے سامنے ایسے آزاد کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں ہے۔ یہاں تک کے کھانا بھی پوچھ کر کھانا پڑتا ہے۔ تم نے کونسا جادو کیا ہے؟"

اس کی بات پر رابیل کھلا کھلائی تھی اور کہا۔

"جادو نہیں پیار۔۔۔۔۔ وسام ہے وہ جادو جس نے ساری ہمت دی ہے ورنہ میں تو شاید یہاں ٹک ہی ناپاتی۔ وسام کی محبت نے مجھے اتنی طاقت دی کے مجھے ساری دنیا اپنی سامنے جھکی ہوئی لگتی ہے۔ اس کا بھروسہ اعتماد جو اس نے مجھے دیا ہے جادو تو وہ ہے"

رابیل نے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا اور جہاں کئی آنکھوں میں  
رشتہ در آیا تھا وہیں کئی نظروں میں حسد ابھرا تھا۔

رابیل کی اس ہنسی پر وہ سارا اعتماد اور بھروسہ کھڑا ہنس رہا تھا جو رابیل کی  
طاقت تھا۔

رابیل کی باتیں وہاں سے گزرتی سجدہ نے سن تھیں اور من و عن اپنی والدہ  
ماجدہ کی خدمت میں گوش گزار کی تھیں۔ لیکن حیرت انگیز طور پر سلطانہ  
بیگم نے کچھ رد عمل نہیں دیا تھا۔ جس پر سجدہ بھی حیران ہوئی تھی۔  
رابیل بیڈ پر بیٹھی ہاتھوں پر مساج کر رہی تھی۔ جب وسام کمرے میں آیا  
اس کے سامنے بیٹھا ہی تھا۔ ایک پراسرار مسکراہٹ۔ رابیل بھی جواب میں  
ہنسی تھی "ہی ہی ہی ہی"

تبھی وسام نے ہاتھ آگے بڑھا کر رابیل کے گال کھینچ کئے تھے۔

آج کل یہ وہ واحد چیز تھی جس سے رابیل کو ڈر لگتا تھا۔ اب وہ رابیل کو بیلا نہیں ٹیڈی بیئر کہتا تھا جس پر رابیل چڑ جاتی تھی۔ وسام کا پسندیدہ مشغلہ اب بس بیلا کو چھیڑنا ہی تھا۔ اتے جاتے اس کے گالوں کو کھینچنا اسے اچھا لگتا تھا۔ رابیل رد عمل میں ذرا سا مسکرائی تھی جس پر وسام نے حیرت سے اسے دیکھا تھا کیونکہ رابیل کو تو چڑ جانا چاہیے تھا۔

"بیلا کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا؟"

وسام نے استفسار کیا۔

"کوئی انہونی جب محسوس ہوتی ہے نا وسام!! تب دکھنے میں تو سب ٹھیک رہتا ہے لیکن دل جانتا ہے کہ کچھ پراسرار ہے۔ کوئی آندھی ہے جو چلنے والی ہے۔ جانے وہ طوفان کیا کیا اڑا کر لے جائے"

رابیل نے ٹھنڈے سانس لیتے کہا تھا۔ اور وسام نے سامنے بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا تھا اور سوچا تھا۔

"یہ لڑکی بھی عجیب ہے کبھی روتے ہوئے ہنستی کے اور کبھی ہنستے ہوئے پراسرار ہو جاتی ہے۔ کبھی دھوپ جیسی تو کبھی چھاؤں جیسی لیکن بالکل شفاف"

کوئی وسام سے پوچھتا تو وہ بتاتا کہ رابیل حیات کا یہ دھوپ چھاؤں جیسا ہونا ہی تو اسے عاشق بنا گیا تھا۔ وہ دھوپ چھاؤں جیسی لڑکی اب وہ طوطا تھی جس میں وسام کی جان تھی۔ لیکن کبھی کبھی ہوتا ہے نا کہ ہم بہت زیادہ چاہت دے کر بھی اپنی محبت کی حفاظت نہیں کر پاتے۔ ایسا ہی تھا وسام کے ساتھ بھی۔



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

آج ولیمہ تھا اور سب لوگ تیار ہو رہے تھے اور آج رابیل نے فرمائش کی تھی کہ وہ سب عورتوں کے ساتھ آئے گی سب مزے کریں گے۔ وسام تو اسے خوش دیکھ کر خوش تھا۔

ولیمہ کا انتظام حویلی سے فاصلے پر تھا جہاں کھلے میں سب سجاوٹ کی گئی تھی۔ سب تیار ہو رہے تھے اور وسام فیض بھائی نے ساتھ جانے والا تھا کہ یکدم اسے یاد آیا کہ اس کی گھڑی تو کمرے میں ہی رہ گئی تھی۔ وہ کمرے میں گیا تو وہاں رابیل تیار ہو رہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے وہ رکا تھا۔

واقعی اس لڑکی میں وہ سب ڈھنگ تھے جو کسی کو بھی فریفتہ کر لیتے۔ اس کے پاس حسن تھا تو وہ اسلوب بھی تھا کہ اپنی خوبصورتی کو چاند لگا لیتی۔ وہ رابیل وسام بھیٹی تھی جو ہر اس ہتھیار سے لیس تھی جس سے وسام دن بدن گھائل ہو رہا تھا۔



وسام اس کے پاس گیا اور پیچھے سے کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کے گرد گھیرا بنایا تھا۔ اور شیشے میں دیکھا تھا۔ تبھی رابیل نے کہا۔

"میں موٹی ہو رہی ہوں نا بھالو جیسی۔ آپ کسی اور نا دیکھ لینا اچھا"

رابیل نے تو ایسے ہی کہا تھا لیکن وسام نے اس رخ اپنی طرف موڑا اور کہا۔

"میری جان تم تو وہ گلاب ہو جو پہلے ایک کونیل تھی اور اب کھل رہا تھا۔

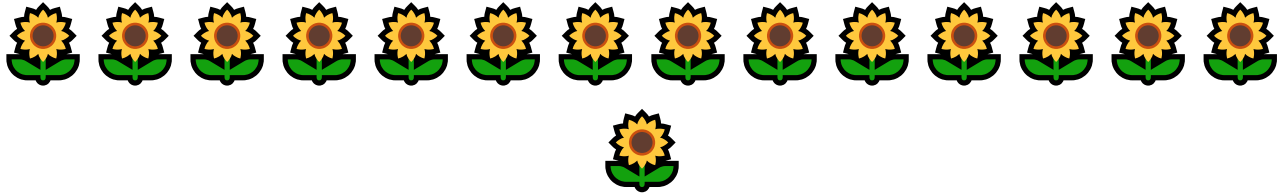
اور آہستہ آہستہ پھولوں کی پنکھڑیاں اسے چاند لگا رہی ہیں۔"

وسام کی بات وہ کھلکھلا کر اسے کے سینے سے لگی تھی۔ اور پھر وسام کا

صدقہ دیا تھا۔

"میرا نام دل گھبرا رہا ہے آپ بس اپنا خیال رکھنا اور ہاں ہمیشہ مجھ پر بھروسہ کرنا"

ابھی رابیل نے یہی کہا تھا کہ کوئی بچہ آیا کہ وسام کو فیض بھائی بلا رہے ہیں۔ اور وسام رابیل کو پیار کرتا نیچے چلا گیا۔



شام کے سات بجنے کے قریب تھے سب عورتیں تیار ہو چکی تھیں اور سب کو ایک بس میں اکٹھے ہی پنڈال تک جانا تھا۔ سب لوگ بس میں سوار ہو چکے تھے کہ سلطانہ بیگم نے رابیل کو اوپر سے ان کی شال لانے کا کہا۔ رابیل اوپر گئی اور اسے جاتے عطیہ بیگم نے دیکھا تھا۔ لیکن اسے شال نالی۔ ادھر دو منٹ بعد بس چلنے کو تھی۔ تبھی سبیل نے کہا رابیل نہیں ہے۔ اس بات پر سلطانہ بیگم سٹیٹائی تھیں اور فوراً کہا "وہ وسام آگیا ہے اس کے ساتھ آئے گی پتا تو ہے اس کے نخرے"

یہ سن کر سبیل کو تسلی تو نا ہوئی لیکن خاموش رہی۔ اور پھر بس چل پڑی۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دس منٹ تک مسلسل رابیل نے شال تلاش کی مگر ناپلی۔ تبھی اس نے ٹائم دیکھا تو دس منٹ ہو چکے تھے۔ وہ تیزی سے نیچے کی جانب گئی تو دیکھا وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا۔ دروازے سے باہر نکلی تو وہاں بس کا نام و نشان بھی نا تھا۔

ایک لمحے کو اس کا دماغ ماؤف ہوا تھا کہ یہ کیا ہے۔ آخر اسے یہاں چھوڑ جانے کا مقصد کیا تھا۔ ابھی وہ اسی سوچ میں مستغرق تھی کہ اسے مین گیٹ جو لوہے کا تھا وہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔ کچھ عجیب تھا۔ ابھی وہ وسام کو کال کرنے والی ہی تھی کہ اس نے کسی مرد کو اندر آتے دیکھا۔ وہ کچھ اور سوچ ہی نا سکی تھی اس کی چھٹی حس جو اشارہ کر رہی تھی وہ کچھ ٹھیک نہیں تھا۔

عورت چاہے کسی بھی مشکل میں ہو کوئی بھی غلط حس فوراً پہچان لیتی ہے۔ عورت کا جسم، کان، ناک، آنکھ سب جان لیتے ہیں کہ کون کس نیت سے قدم بڑھا رہا ہے۔

آنے والے کی آہٹ کا تعین کرتی وہ کچن کی طرف لپکی تھی۔ وہاں جاتے ہی کچن کا دروازہ بند کیا جو کہ جالی دار تھا اس سے آر پار دیکھا جاسکتا تھا۔ اس کے بعد دو ہیں کے کران میں پانی بھرا اور فوراً ابلنے کے لئے رکھ دیا۔ اس کے بعد کیمین کھنگالنے شروع کئے اور مرچیں باہر نکالی۔ اس سارے مرحلے کے دوران۔ اس کی نظر باہر ہی تھی جہاں سے اب آوازیں بھی آرہی تھیں۔ اس کے بعد لوہے کے بڑے چمچ جیسے کفگیر وغیرہ نکال کر آگ کے پاس رکھے۔

ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ دروازے پر ایک شخص نظر آیا۔ یہ تو حویلی کا چوکیدار تھا۔ اور رابیل کو یاد آیا کہ اب تو وہ صرف اکیلا ہی ہوگا یہاں۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اسے دیکھ تھوڑا ڈر بیٹھا تھا کہ یہ تو چوکیدار ہے۔ وہ سلطانہ بیگم کی اس بہن کا بیٹا بھی تھا جس سے وہ وسام کی شادی کرنا چاہتی تھیں۔ لیکن تبھی اس کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود رسی پر پڑی۔ لیکن ہمت کر کے کہا۔

"بھائی باقی سب کہاں گئے؟"

اس کا بھائی کہنا تھا کہ وہ ہنسا۔

"سالی!!! بھائی کی تیری تو...."

اس کے انداز پر رابیل کے سارے خدشے درست ثابت ہو چکے تھے۔

وہ مسلسل اسے گندی گالیاں نکال رہا تھا۔

"تیرے جیسی عورتیں اسی لائق ہیں گند ہوتی ہو۔۔۔ تم لوگ شہری لڑکیاں

سی کیا فائزہ باجی نے تمہارے ساتھ بھی"

رابیل اس نام پر ٹھٹکی تھی لیکن اس کے پاس ابھی وقت نہیں تھا کہ وہ کچھ اور کرتی۔

بس پہنچ چکی تھی لیکن وسام کو رابیل کہیں بھی نظر نا آئی۔ اس۔ گ سبیل  
بھا بھی سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ "امی کہہ رہی تھی۔ وہ آپکے ساتھ آئے گی"

وسام امی سے کوئی بات کرتا اس سے پہلے کی بلال اس کے پاس آیا اور بولا۔

"مجنوں پریشان لگ رہا ہے بھئی"

وسام نے اسے ساری بتائی ہی تھی کہ اس کا فون بجا۔



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل نے وسام کو ویڈیو کال لگا کر ایک میسج لکھ دیا تھا۔ اور پھر فون سامنے برتنوں والے سٹینڈ پر لگا دیا تھا جہاں سے سارا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔

"وسام کال اٹھاتے کی سکرین ریکارڈنگ شروع کریں بنا وقت ضائع کیے۔

یہاں آئیں"

وسام نے میسج پڑھتے ہی ریکارڈنگ شروع کی اور بلال کو لے کر حویلی کی جانب بڑھا۔

نظریں مسلسل سکرین پر تھیں جہاں کا ماحول اسے بہت کچھ بتا رہا تھا۔

چوکیدار دروازہ توڑنے کی کوشش میں تھا اور ساتھ اس کی بڑبڑاہٹ بھی نمایاں تھی۔

"میری بہن کا حق کے اڑیں" (گالی) تجھے تو آج میں بتاؤں گا "

اور بھی کافی باتیں۔ تبھی دروازہ ٹوٹا تھا اور وہ ایک ہی جھٹکے میں اندر آیا تھا۔

رابیل نے بنا وقت ضائع کیے قریب آتے شخص پر مہجوں سے بھری مٹھی کا وار کیا تھا۔

اس کے ہاتھ میں موجود رسی گری تھی۔ ابھی وہ سنبھلنے ناپایا تھا کہ رابیل نے کھولتا ہوا پانی اس پر اندھیل دیا۔ سکندر (چوکیدار) کی تو جیسے روح کی فنا ہو گئی تھی۔ زمین پر لیٹ کر وہ تڑپنے لگا تھا لیکن وہ بھی رابیل تھی اسے بخوبی اندازہ تھا کہ مرد اگر کسی کی عزت تار تار کرنے کی ٹھان لے تو چاہے وہ کتنا ہی زخمی کیوں نا ہو جائے شیطان کی طاقت اسے ہار ماننے نہیں دیتی۔

رابیل نے دوسرا پین بھی آدھا اس پر اندھیل دیا تھا۔ سکندر کے تڑپنے میں طاقت آگئی تھی۔ تبھی ایک اور لین رابیل نے چولہے پر چڑھایا تھا۔ اس کے بعد انہی کھولتے زخموں پر مرچیں ڈالی تھیں۔ اب اس کی حالت آدھ موے جیسی تھی۔ فوراً اسی کی لائی رسی سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھے تھے۔ اب

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



وہ محفوظ تھی لیکن ابھی بھی وہ چوکس کھڑی تھی۔ اس دوران گرم پانی اس پر بھی گرا تھا لیکن وہ کمزور نہیں پڑی تھی۔ تبھی گیٹ پر وسام کی گاڑی کے ہارن کی آواز آئی تھی۔

وسام بھاگتا ہوا اندر آیا تھا اور اندر رابیل بکھری حالت میں مضبوط کھڑی تھی۔ اسے دیکھتے ہی اس کی طرف لپکی اور پھر اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

عورت چاہے جتنی بھی مضبوط بن جائے لیکن اپنے محافظ کو سامنے لا کر سارے ضبط ٹوٹ جاتے ہیں۔ وہ بھی روئی تھی اور وسام اس کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے موجود شخص کو جان سے مار دے۔

وسام سب کچھ آنکھوں سے دیکھ چکا تھا لیکن خاموش کھڑا بس دیکھ رہا تھا۔ بنا کوئی بھی لفظ کہے بس خاموش۔۔۔۔۔ اس نے آگے بڑھ کر سکندر کو کھولنے یا کچھ کہنے تک کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ بس رابیل کو ساتھ لگائے کھڑا تھا۔ تبھی بلال اندر آیا اور فوراً سکندر کے پاس گیا اور اسے لات سے مارنا شروع کیا۔

"کمیئے میری بہن کو ہاتھ لگائے گا ہاں تیری اتنی ہمت۔۔۔ رک آج تو گیا تو"

وسام یکدم ہوش میں آیا تھا اور بلال سے کہا۔

"ابھی چھوڑ دیکھتے ہیں رک جا"

وسام کے اس شانت سے رویے کو دیکھ بلال بھی حیران ہوا تھا۔

وسام رابیل کو لے کر باہر آیا تھا اور بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ ہی فرسٹ ایڈ باکس کے کمر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ اور اس کے زخم صاف کرنے شروع کیے۔ تب تک باقی سب بھی آچکے تھے کیونکہ کھانا تو پہلے ہی

لگ چکا تھا اس کے بعد بلال نے وہاں کال کر کے کچھ کچھ بات بتا دی تھی۔

کچھ ہی منٹوں میں سب اندر آئے تھے لیکن وسام غائب تھا۔

نرمین نے آگے بڑھ کر رابیل کو اپنے ساتھ لگاتا تھا اور بلال کچن سے سکندر کو لے کر آیا تھا۔ اس کی حالت دیکھ تو سب حیران ہو گئے تھے۔ سلطانہ بیگم کا تو وہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ سب کچھ سب کے سامنے تھا۔ وسام بھی آچکا تھا تبھی سلطانہ بیگم نے کہا۔

"تمہیں ضرورت ہی کیا تھی ہاں یہاں رکنے کی جب سب جا رہے تھے تمہیں بھی جانا چاہیے تھا"

اس بات پر رابیل نے انہیں حیرانی سے دیکھا تھا اور کہا۔

"امی آپ نے ہی تو کہا تھا میری شال لے آؤ"

رابیل کا یہ کہنا تھا کہ سجدہ ایک دن بپھری تھی۔

"کم ظرف الزام لگاتی ہے ہاں میری ماں پر۔ تو ہی بند ہے خود کا الزام ہم پر  
ڈال رہی ہے۔"

ابھی یہ سب جاری تھا کہ سلطانہ بیگم کی بہن (اندر کو آئی اور اپنے  
بیٹے کو اس حالت میں دیکھتے ہی رونے لگی۔

صورتحال تو بالکل ہی الگ تھی۔ سب لوگ رابیل کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے  
وہ ہی مجرم ہو۔ آنٹی رخصانہ نے بھی اسے ہی کوسنے دینے شروع کر دیے  
تھے۔ "اسی نے میرے بیٹے کو روکا ہوگا یہاں ورنہ وہ تو کسی کو دیکھتا بھی  
نہیں۔ بعد میں الزام بھی ہمارے سر"

رابیل کے رونے میں تیزی اچکی تھی اور حیرت انگیز طور پر وسام بالکل خاموشی سے کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کوئی رنگ نہیں تھا۔ اس بڑھتے شور کی شہ لے کر سلطانہ بیگم آگے بڑھی اور رابیل کو موٹی سی گالی دی۔ اس سے پہلے کے وہ اس پر ہاتھ اٹھاتی ان کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا۔

عطیہ بیگم اور دادا صاحب جانے کب سے سب کچھ سن رہے تھے۔ لیکن اب عطیہ بیگم کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔ آگے بڑھ کر فوراً ان کا ہاتھ پکڑا اور سب کے سامنے کہا۔

"رابیل کی گواہ میں ہوں اس نے میرے سامنے اسے اوپر بھیجا تھا جس نے گالی دینی ہے مجھے دو۔ یہی کھڑی ہے عطیہ بخش داد بھٹی۔ اب بولو"

ان کی اس بات پر جیسے سب خاموش ہو چکے تھے اور ہر کسی کی زبان کوتالا لگ گیا تھا۔

"کتنے افسوس کا مقام ہے سلطانہ۔ بیٹیاں تو سب کی سانجھی ہوتی ہیں ساس بنی ہے یا خدا؟ کسی کی بیٹی کو ذلیل کرنے سے پہلے اپنی کوکھ میں نہیں جھانکا کیا تو نے؟"

عطیہ بیگم کی آواز میں تاسف تھا۔ لیکن وہ بھول گئی تھیں کہ ہر ساس ماں نہیں بن سکتی۔

ہمارے معاشرے میں لفظ عزت صرف اپنی بیٹی، ماں اور بہن تک مفقود کر دیا گیا۔ ہماری بہو یا کوئی اور لڑکی اس عزت لفظ کے معیار پر پورا نہیں اترتیں۔ کیونکہ وقار تو صرف اپنی اولاد کا نظر آتا ہے۔ اگر اپنی بیٹی کو کوئی چھیڑ

بھی جائے تو دل پر ہاتھ پڑتا ہے لیکن جب وہاں آپکی بہو ہو تو سب ایک

ناٹک----

عطیہ بیگم کا یہ روپ دیکھ سب انگشت بندھاں تھے۔ ان کی آواز تو کیا وہ بھی  
عرصے سے کسی کو نظر نہیں آئی تھیں۔

ابھی یہ سب جاری تھا کہ باہر سے کچھ آوازیں آنا شروع ہوئی۔ دادا صاحب  
نے فیض کو دیکھنے کا کہا ابھی وہ جانے ہی والا تھا کہ باوردی آفیسر اندر داخل  
ہوا۔ اور کہا

"سکندر کون ہے؟"

اس بات پر سب حیران ہوئے تھے اور پھر اس آدھ موے شخص کی طرف  
اشارہ کیا۔

آفیسر نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا کہ رخصانہ بیگم نے کہا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"آپ کو کس نے بلایا ہے اور آپ میرے بیٹے کو کیوں کے جا رہے ہیں دیکھتے نہیں اس کی حالت اس ڈائن نے کیا بنا دی ہے"

ان کی بات ابھی مکمل ہی ہوئی تھی کہ وسام نے کہا۔

"میں نے بلایا ہے انہیں۔ اس بھیڑیے نے میری بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ حالت کا شکر کریں آپ کہ زندہ ہے ورنہ اس کی سزا تو موت تھی"

وسام کے لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔ سلطانہ بیگم جو اس کی خاموشی کو اب تک اپنے حق میں سمجھ رہی تھیں اب کایا پلٹنے پر پریشان تھیں۔

وسام آگے بڑھا اور سکندر کو زوردار لات رسید کی تھی۔

"کیا ثبوت ہے کہ اس نے ایسا کچھ کرنے کی کوشش کی تھی ہو سکتا ہے یہ خود سے ایسا کر رہی ہو"



عافیہ نے کہا تھا۔ اس کی بات سن کر ایک تلخ مسکراہٹ وسام کے چہرے پر ابھری تھی۔

"ثبوت بھی مل جائے گا سب کو۔ آفسیر آپ اس کو لے جائیں۔ آفسیر آپ کو تو سب ثبوت مل چکے ہیں نا؟"

وسام نے اپنی ماں کی تمام تنبیہ نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے تھا۔

ان کے جاتے ہی وسام نے بلال کے کان میں کچھ کہا۔ اور وہ ایک لیڈ کے کر آیا تھا۔ وسام نے اپنا فون وہاں موجود ایل ای ڈی کے ساتھ کنکٹ کیا۔

ٹی وی پر ایک منظر چلنے لگا تھا۔ جہاں رابیل گھبراؤی ہوئی نظر آرہی تھی۔ جالی دار دروازے سے سکندر کو بھی دیکھا جا سکتا تھا۔ اس کی گالیاں اور باتیں واضح تھیں کہ وہ کس نیت سے یہاں ہیں اور کس کی وجہ سے ہے۔

یہ وہ ریکارڈنگ تھی جو رابیل نے وسام کو کرنے کے لئے کہا تھا۔ اب جاکی وسام سمجھا تھا کہ رابیل نے کیوں کہا تھا۔ جیسے جیسے ویڈیو آگے بڑھ رہی تھی تب اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو دیکھنے میں کمزور سی تھی لیکن ایک بھیڑیے کے آگے ڈٹ گئی تھی۔

لڑکیوں کو نا ایسا ہی ہونا چاہیے شیرنی کی طرح جو ہاتھ ڈالے اس کا ہاتھ چبا جائیں اس دور میں نازک تتلیاں کچلی جاتی ہیں۔

ویڈیو ختم ہوتے ہی وسام رابیل کے پاس گیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا۔

"لوگوں کی غلط فہمی دور ہو چکی ہوگی اب تک - یہ رابیل ہے وسام کا غرور جو انمول ہے اور جس کی عزت بھی انمول ہے کوئی بھی کتنا اتنی ہمت نہیں کر سکتا کہ اسے ہاتھ بھی لگائے"

لوگ لڑکیوں کو اس لئے تشدد کا نشانہ بنا جاتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو کمزور ہیں۔ لیکن لڑکیاں کمزور نہیں ہے اگر وہ ہمت کریں تو۔۔۔۔۔

وسام کے الفاظ نہیں تھے جیسے آب حیات تھا جو رابیل کو ملا تھا۔ وہ جو تب سے وسام کی خاموشی دیکھ رہی تھی اب یکدم تازہ کلی کی طرح مسکرا اٹھی تھی۔

وسام اس کے بعد رکا نہیں تھا بلکہ دادا صاحب سے کہا تھا کہ ہمیں ابھی گھر جانا ہے۔ سب کے کہنے کے باوجود کے رات ہو چکی ہے۔ وہ رکا نہیں تھا۔

وہ رابیل کو لئے چلا گیا تھا دادا صاحب بھی عطیہ بیگم کے ساتھ واپس روانہ ہو گئے تھے۔ باقی سب کو کل آنا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی وسام نے رابیل کی چپ محسوس کی تھی۔

"بیلا کہیں درد ہو رہا ہے کیا میری جان؟"

اس کی بات کر رابیل نے سر نا میں ہلایا تھا۔

"پھر؟؟؟"

وسام کے لہجے میں پریشانی واضح تھی۔

"امی نے مجھے شال لینے خود بھیجا تھا وسام"

رابیل اس سے زیادہ کچھ ناکہ سکی تھی۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔۔ مجھے تم پر کبھی شک تھا ہی نہیں۔ اور دادی کے

بولنے کے بعد تو کسی کو بھی نہیں رہا ہوگا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

نہیں بول سکتیں انہی کوئی نہیں جھٹلا سکتا یہاں تم فکر نہیں کرو میں

تمہارے ساتھ ہوں ہمیشہ"

وسام نے وثوق سے کہا تھا لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ حالات کا دھارا تو کبھی بھی بدلا جا سکتا ہے۔

یرے ہونے میں کسی طور تو شامل ہو جاؤ

تم مسیحا نہیں ہوتے ہو تو قاتل ہو جاؤ

دشت سے دُور بھی کیا رنگ دکھاتا ہے جنوں

دیکھنا ہے تو کسی شہر میں داخل ہو جاؤ

جس پہ ہوتا ہی نہیں خونِ دو عالم ثابت

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بڑھ کے اک دن اسی گردن میں حمائل ہو جاؤ

وہ ستم گر تمہیں تسخیر کیا چاہتا ہے

خاک بن جاؤ اور اس شخص کو حاصل ہو جاؤ

عشق کیا کارِ ہوس بھی کوئی آسان نہیں

خیر سے پہلے اسی کام کے قابل ہو جاؤ

ابھی پیکر ہی جلا ہے تو یہ عالم ہے میاں

آگ یہ روح میں لگ جائے تو کامل ہو جاؤ

میں ہوں یا موج فنا اور یہاں کوئی نہیں

تم اگر ہو تو ذرا راہ میں حائل ہو جاؤ

گھر جا کر رابیل سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ وسام کچھ دیر باہر لاونج میں بیٹھا اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔ اس نے رابیل کو تحفظ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ ناکام تھا۔ محبت، عشق اور چاہت سب دے رہا تھا لیکن اس کی حفاظت نہیں کر پا رہا تھا۔

خاندانی مردوں کا المیہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے محبت تو بہت کرتے ہیں لیکن اس کی حفاظت اپنے ہی گھر والوں سے نہیں کر پاتے۔ اس پر آنے والی کسی انگلی کو توڑ نہیں سکتے۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

وسام بھی اسی کشمکش میں تھا اسے سب دکھ رہا تھا لیکن ابھی وہ خاموش تھا۔ ایک طرف ماں تھی بہنیں تھیں تو دوسری طرف بیوی اور ساتھ وہ اولاد جو ابھی دنیا میں آئی بھی نہیں تھی لیکن جان سے عزیز تھی۔

ماں کو سخت لہجے میں کچھ کہتا تب بھی دل میں کسک رہتی اور یہ سب اگر رابیل سہتی رہتی تب بھی چین نا آتا۔

لوگ کہتے ہیں مرد بہت سخت ہوتا ہے۔ اس لئے بیوی کے احساس نہیں سمجھتا۔ لیکن نہیں مرد تو موم سے بھی زیادہ نرم ہوتا ہے تبھی تو وہ پھنس کر رہ جاتا ہے اپنی ماں اور بیوی میں۔ وہ دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی زیادتی نہیں کر پاتا اس لئے مٹی کا مادھو کھلایا جاتا ہے۔



وسام اپنی ہی سوچوں سے تھک کر کچن میں گیا اور وہاں سے دودھ لے کر کمرے میں واپس آیا تھا۔ رابیل کپڑے تبدیل کر چکی تھی۔ اور اب آئیے کے سامنے کھڑی اپنے بال سنوار رہی تھی۔ وسام اس کے قریب گیا اور اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اس کے ہاتھ پر موجود زخم دیکھ کر اسے نا جانے کیا کیا یاد آیا تھا۔ لیکن آج اس کے پاس لفظ نہیں تھے کہ اپنی بیوی جو کچھ کوئی دلاسا دے سکتا۔ کیونکہ اب کی بار حرف رابیل کی عزت پر اٹھا تھا۔ کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں وہ اسے زمانے کے سرد و غم سے بچا سکتا تھا۔ معاشرے میں اس پر اٹھنے والی ہر انگلی توڑ سکتا تھا لیکن اپنے گھر میں اپنی ماں بہنوں کو کیا کہتا کہ اس کی عزت کو عزت دیں؟۔

رابیل کی آنکھوں میں ایک انتظار تھا کہ شاید اب وہ کچھ بولے اور یا کسی کے بارے کچھ۔ لیکن وہ بالکل خاموش رہا تھا۔ بولا تو بس اتنا۔۔

"دودھ پی کر سونا بیلا"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل اور وسام ساری رات اپنی اپنی جگہ پر کروٹ لیے الگ الگ سوچوں میں  
ڈوبے رہے تھے۔



سب لوگ گھر آچکے تھے اور اس واقعے کا ذکر بھی کسی نے نہیں کیا تھا لیکن  
اب رابیل کسی کو چاہ کر بھی ویسا مان، عزت اور پیار نہیں دے پا رہی تھی۔  
وہ سلطانہ بیگم کو دیکھتی تو اسے وہ بھیریا نظر آتا تھا۔

سلطانہ بیگم نے ایک دو دن انتظار کیا اور حالات دیکھے تھے لیکن۔ سب کو  
خاموش پا کر وہ واپس اپنی جون میں لوٹ آئیں تھیں۔ وسام بھی نارمل تھا  
بس بولتا کم تھا۔ سبیل، نرمین، رابیل اور عطیہ بیگم لاونج میں بیٹھی تھیں وہیں  
وہ رابیل کو احتیاط کے بارے میں بتا رہیں تھیں۔ بیچ بیچ میں تینوں میں سے  
کوئی شرارتی جملہ چھوڑ دیتا اور سب ہنس دیتے۔ سلطانہ بیگم نے یہ منظر

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

دیکھا تھا اور انہیں جیسے آگ سی لگ گئی تھی۔ فوراً لاونج میں آئیں اور بنا کچھ  
کے نرمین کو چٹیا سے پکڑ لیا تھا۔

"بانجھ کہیں کی خود دونوں نے میرے بیٹے کو بے اولاد رکھا ہے اور یہاں چسکے  
لے رہی ہیں۔"

ابھی وہ جانے اور کیا کیا بولتیں کی رابیل آگے آئی اور نرمین کو ایک طرف کیا  
تھا۔

"امی جی اولاد مرد کے نصیب سے ہوتی ہے اور دولت عورت کے۔ کبھی  
سوچا نہیں ہے کیا کہ دونوں بیویاں ہی بانجھ کیسے ہو سکتی ہیں؟؟؟ چاہے  
پچاس بیویاں لے آئیں یا پورے ملک کے بابوں کے پاس ان دونوں کو لے  
جائیں لیکن اتنا بتا دوں کے پوتا چاہیے تو اپنے بیٹے کو لے کر جائیں بابوں کے  
پاس ان دونوں کو بھیڑ بکری سمجھنا چھوڑ دیں"

سلطانہ بیگم تو اس کی بات پر حیران ہی رہ گئیں تھیں آج تک جو بھی ہوا یا جو بھی کیا رابیل کی کبھی آواز تک نہیں نکلی تھی لیکن آج وہ بولی تو انہیں آئینہ دکھا گئی تھی۔

لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اتنے ہڈ دھرم ہوتے ہیں کہ سب جان کر بھی اسے تسلیم کرنے کے بجائے اندھیرے میں ٹامک لٹیاں مارتے رہتے ہیں۔

ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا سلطانہ بیگم نے اس بات کو اپنی انا پر لیا تھا۔ لیکن دل ہی دل میں وہ رابیل کی باتوں کو مان چکی تھیں۔ ان کی انا کو اب یہ گوارا نہیں کر رہا تھا کہ ایک لڑکی ان کے بیٹے کے بارے کچھ ایسا کہہ گئی وہ سکھی ہو۔ اب وہ ٹھان چکی تھیں کہ انہیں کیا کرنا ہے۔



"رابیل بیٹا تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا"

عطیہ بیگم نے کہا تھا۔

رابیل نے ان کی طرف تاسف سے دیکھا اور بولی۔

"دادی !!! یہ کب تک چلے گا؟؟؟ امی کا رویہ ایسا؟ پہلے آپکے ساتھ اپنی من مرضی پھر سبیل بھابھی پھر نرمین بھابھی اور اب میرے ساتھ۔۔۔ کسی کی بھی بیٹی کو ایسے جانوروں کی طرح مارنا ٹھیک ہے کیا؟؟؟ ہر وقت ایک ہی چیز بانجھ بانجھ۔۔۔ کبھی کوئی فقیر کبھی کوئی جعلی بابا کبھی کوئی جادو۔ دادی اب انہیں ہوش کے ناخن لینے ہونگے۔ اس دن انہوں نے جو کیا وہ ہے کیا بھلانے لائق جب تک خاموشی سے برداشت کریں"

عطیہ بیگم نے اس معصوم لڑکی کو دیکھا تھا جو بس بولے جا رہی تھی۔ اسے ابھی خاندانی سیاست کا علم نہیں تھا۔ جو کہ سلطانہ بیگم رچانے والی تھیں۔

رابیل اب تک سلطانہ بیگم کے تپی ہوئی تھی اور کمرے میں بیٹھی کسی گہری سوچ میں گم تھی تبھی وسام اندر آیا اور اس کے پاس بیٹھا تھا۔

"بیلا امی سے کوئی بات ہوئی ہے کیا تمہاری؟"

بنا بات گھمائے اس نے پوچھا تھا۔ کوئی غصہ نہیں تھا بس لہجے میں استفسار تھا۔

"کوئی بات کیا ہوگی وسام کیا آپ مجھے نہیں جانتے یا اپنی امی کو نہیں جانتے؟ دادا صاحب نے صاف کہا تھا کہ اب انہوں نے کسی بہو پر ہاتھ اٹھایا تو وہ انہیں طلاق دلوا دیں گے۔ اس کے باوجود بھی وہ مسلسل بھا بھئیوں کو مارتی ہیں بانجھ بانجھ کہتی ہیں کیا یہ انسانیت ہے؟"

رابیل کی آواز میں ایک تاسف تھا۔

"تو اب میرے بھائی کو نامرد کہو گی تم؟؟ یا میری ماں کو طلاق دلواؤ گی؟"

وسام نے اس کی طرف بنا دیکھے بولا تھا۔ لہجہ اب بھی دھیما تھا۔ رابیل تو اس کی اس بات پر حیران ہی رہ گئی تھی۔

"میں نے ایسے لفظ کسی کے بارے استعمال نہیں کیے ہاں البتہ تم سن کر آئے ہو تو میرا کوئی گناہ نہیں اس میں۔ کیونکہ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا"

رابیل جو پہلے ہی تپی ہوئی تھی اب اس کے غصے کو مزید ہوا ملی تھی۔ تبھی وسام نے کہا۔

"باقی سب جھوٹ بول رہے ہیں کیا؟"

اس کا اتنا ہی کہنا تھا کہ رابیل جھٹکے سے اٹھی۔ اور چلائی تھی۔

"تمہارے وہ جو نام نہاد باقی ہیں نا وہاں ان میں سے کوئی موجود نہیں تھا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہاں کسی کی بات سن کر مجھ سے ایسے سوال کرنے

کی؟؟؟ مسٹر وسام نکلو تم میرے کمرے سے اور رہو وہیں جن پر تمہیں  
بھروسا ہے مجھے اپنی شکل بھی مت دکھانا"

یہ کہتے ہی رابیل نے وسام کو کمرے سے باہر نکال دیا تھا اور خود دروازہ بند کر  
کے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ چند آنسو آنکھ سے نکلے تھے لیکن انہیں بے دردی سے  
صاف کیا اور خود سے کہا۔

"تم رابیل حیات ہو۔۔۔ اپنے بابا کی شیرینی تم ان خاندانی جھگڑوں میں خود کو  
برباد نہیں کر سکتی سمجھی۔۔۔ تم باقیوں جیسی نہیں ہو۔ تم ظلم نہیں سہو  
گی"

خود کو دلاسا دیتے اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔ اور بڑبڑائی۔  
"تمہاری ماں کمزور نہیں ہے کہ ان سب کے آگے جھک جائے۔ تم شیرینی کی  
اولاد ہو اپنے بابا جیسے بزدل مت بننا"





شام سے اب رات ہو رہی تھی لیکن رابیل اب تک کمرے سے باہر نہیں آئی تھی نا دروازہ کھولا تھا۔ رات کے کھانے پر سبجل اسے بلانے گئی تو کہہ دیا کے کچن میں رکھ دیں بعد میں کھاؤں گی۔

وسام لاونج میں بیٹھا انتظار کر رہا کہ اب وہ کچن میں جائے تو اس کے پیچھے جا کر معافی مانگ لے۔ لیکن اسے نا آنا تھا اور نا وہ آئی۔ بالآخر تھک کر وہ خود کمرے میں گیا تھا اور سامنے وہ صوفے پر سو رہی تھی۔ وسام کو یک دم تشویش ہوئی تھی۔ بھوکے وہ بھی صوفے پر سونا ایسے۔ لیکن کیا کرتا اس کا منہ اب بھی لال تھا بال بکھرے سے کچھ آنسو چہرے پر جمے تھے جو شاید نیند میں نکل آئے تھے۔

ٹھنڈی سانس لے کر اسے دیکھتا رہا تھا۔ آخر کیا کہتا اسے۔ وہ جانتا تو سب تھا لیکن وہ دو فریقوں میں کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اس نے اپنی ماں کی

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مرضی کے خلاف نکاح کیا تھا پہلے ہی نافرمانی کر چکا تھا اب اس کا ازالہ کرنا  
چاہتا تھا۔

یہ مرد بھی عجیب ہوتے ہیں ایک عمر عشق کے وعدوں میں گزار دیتے ہیں  
اور پھر گھر والوں کی نافرمانی کی تلافیوں میں۔۔۔

وہ اسے کتنی ہی دیر دیکھتا رہا تھا۔ سکون سے وہ پریوں جیسے ملکوتی حسن والی  
شاء نہیں تھی لیکن پھر بھی اسے حسین لگتی تھے۔

محبت یہ نہیں کہ چاند کو تم توڑ کے لاو  
محبت یہ نہیں کہ تم ستارے مانگ میں بھر دو  
محبت یہ نہیں کہ وعدے کر لو سات جنموں کے  
محبت یہ نہیں کہ پھول راہوں میں بچھا دو تم  
! محبت ہے

! کہ تم جو ہاتھ تھامو چھوڑ نہ دینا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

! محبت ہے

کہ قلبِ جان کو تم توڑ نہ دینا

! محبت ہے

کہ تم محبوب سے منہ موڑ نہ لینا

! محبت ہے

کہ تم جھگڑو لڑو اور روٹہ بھی جاو

! ستا کر مسکرا کر پھر منالینا بھی آتا ہو

! کسی کے عارض و رخسار

جب شرم و حیا سے سرخ ہو جائیں

! یہ کہہ دو

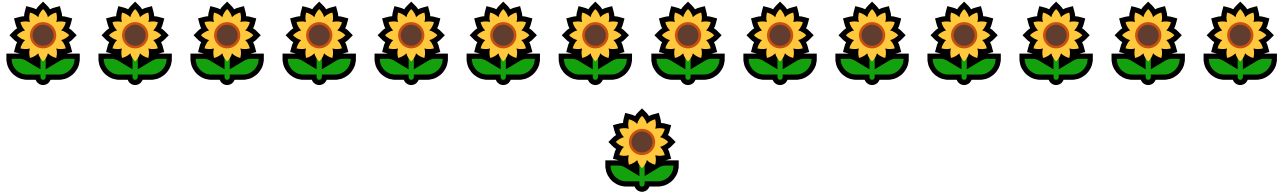
میں وہ سب کر نہیں سکتا کہ ممکن نہیں جو کچھ

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک سانس باقی ہے  
تمہاری زندگی میں الفتوں کا سایہ کر دوں گا

تمہارے لاڈ ناز و نخرے سب کچھ میں اٹھاؤں گا  
زمانے بھر کی نفرت سے تمہیں ہر پل چھپاؤں گا  
مجھے تم سے محبت ہے کہوں یا نہ کہوں لیکن  
مجھے کتنی محبت ہے میں وہ کر کے دکھاؤں گا...

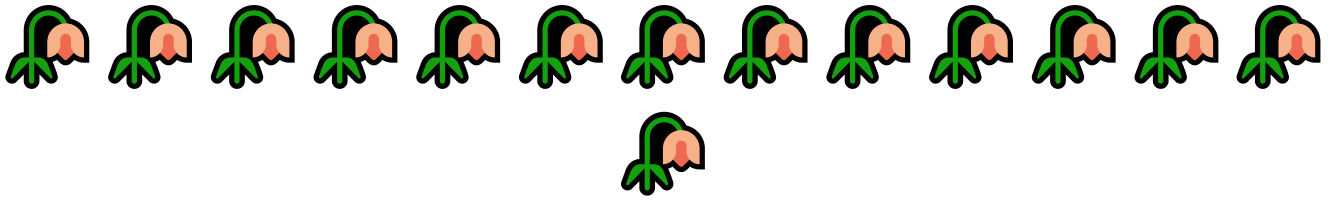


رات کے کسی پہر وسام کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ اب تک سو رہی تھی۔ اس  
کے چہرے پر کچھ بال مسلسل آرہے تھے۔ وسام اٹھا اور آگے بڑھ کر ان  
بالوں کو پیچھے کو ہٹایا تبھی اس کا ہاتھ رابیل کے ماتھے کو لگا تھا۔ اسے ایک  
دم احساس ہوا کہ وہ بخار میں تپ رہی تھی دسمبر کی سردی اور بخار۔۔۔ وسام  
نے اسے بیڈ پے لٹایا تھا اسی دوران رابیل کی آنکھ کھلی تھی۔ اس کے بعد

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

وسام نیچے گیا اور اس کے لئے کھانا لے کر لایا تھا۔ رابیل نے انکار کرنے کے منہ کھولا ہی تھا کہ ایک سخت نظر اس نے رابیل پر ڈالی تھی۔ اور پھر اسے دوائی کھلا کر سلا چکا تھا۔ شاید بخار کی کمزوری تھی جو وہ فوراً دوبارہ سو گئی۔



صبح اٹھتے ہی وسام نے اس کا بخار چیک کیا تھا جو کہ اب بہت ہلکا سا تھا۔ رابیل بھی اٹھ گئی تھی اور باہر جانے لگی تھی تبھی وسام نے کہا۔  
 "کچھ بھی ہو جائے اب باہر مت جانا آج کے دن کم از کم طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ابھی تو دادا صاحب کے ساتھ جانا ہے لازمی رات میں کوشش کروں گا کہ جلدی آؤں تیار رہنا ڈاکٹر کے پاس جانا ہے"  
 وسام نے تیز تیز بولتے کہا تھا۔ رابیل پھر اٹھنے لگی تھی تو وہ دوبارہ بولا۔

"بیلا کچھ کہا ہے میں نے؟؟؟ سمجھ نہیں آ رہا کیا؟؟؟ کسی بھی صورت میں ہلنا مت بھا بھی کو میں کہہ دوں گا کہ وہ کھانا خود کھلا کے جائیں اور دادی تمہارے ساتھ کمرے میں رہیں گی"

وہ فٹا فٹ تیار ہوتا اسے ہدایات دے رہا تھا۔ اگر اسے علم ہوتا کہ اس کی غیر موجودگی سے کیا ہو جائے گا تو وہ شاید کبھی نا جاتا۔۔۔۔۔



وسام، دادا صاحب، راحیل صاحب اور فیض جا چکے تھے۔ وہ دوسرے گاؤں گئے تھے کیونکہ انہیں زمینوں کا بڑا سودا کرنا تھا۔ آج فائزہ کی بیٹی کی سالگرہ تھی۔ کوئی گھر نہیں تھا تو شاید نا منائی جاتی لیکن اس نے دماغ میں کچھ اچھوٹا سا خیال آیا تھا۔ جو اس نے اپنی ماں کے کان میں ڈالا تھا۔

عطیہ بیگم رابیل کے پاس تھیں۔ اسے دوبارا بخار ہو رہا تھا اور اب سونے کا سوچ رہی تھی تبھی سلطانہ بیگم اپنی پلٹن کے ساتھ اندر آئیں تھیں۔ اور آتے ہی کہا۔

"آج گڑیا کی سالگرہ ہے جیسا کیک وسام کے لیے بنایا تھا آج پھر بناؤ"

ایک بے نیازی سے کہا گیا تھا۔

"اس کی طبیعت ٹھیک نہیں"

جواب عطیہ بیگم نے دیا تھا۔ جس کا مقابل پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا

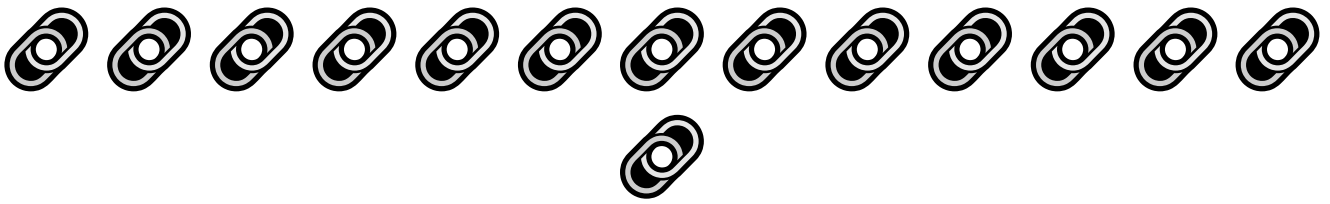
تھا۔ دوبارا کہا۔

"اٹھو اور کو کہا وہ کرو"

اب عطیہ بیگم سے پہلے رابیل نے کہا تھا۔

"مجھے وسام نے منع کیا ہے باہر جانے سے آپ ان سے بات کر لیں یا خود بنا لیں۔"

یہی وہ بات تھی جو وہ سننا چاہتی تھیں اور بس خاموشی سے باہر نکل گئیں۔  
 رابیل کو یہ چیز کچھ خاص راس نہیں آئی تھی۔ کہ پہلے ایسے آنا اور پھر بنا کچھ  
 بولے چلے جانا۔ لیکن وہ جلد ہی سو گئی تھی۔



بارش والا موسم تھا اور ابھی کچھ قانونی کارروائی باقی تھی لیکن اس لئے دادا  
 صاحب نے کہا تھا کہ آج سب یہیں رکیں گے۔ وسام نے سوچا کہ رابیل کو  
 کہہ کر آیا تھا آج کا۔ اس کا دل بھی کچھ بیٹھ رہا تھا۔ اس لیے وہ نکل گیا کہ  
 کل آجائے گا۔



گھر پہنچا تو کچھ عجیب سا محسوس ہوا تھا۔ اور پھر کچھ رونے کی آواز آئی۔  
سلطانہ بیگم کے کمرے میں گیا تو وہ اپنے ہاتھ پر پٹی باندھے رونے میں  
مصروف تھیں۔ ایک دن ایسے دیکھ کر وسام حیران ہوا تھا۔ ان سے وجہ پوچھی  
تو کہا۔

"کیا بتاؤں کونسا یقین آنا ہے تمہیں"

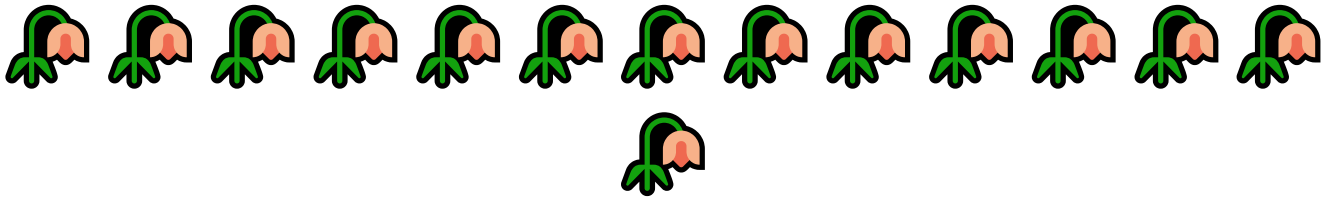
سلطانہ بیگم نے درد بھری آواز میں کہا تھا اور رونے میں تیزی آئی تھی اس  
کے ساتھ ہی ان کی بیٹیاں بھی آبدیدہ تھیں۔ وسام کی پریشانی میں اضافہ ہوا  
تھا۔ اب کی بار مزید بے صبری سے پوچھا۔

"بتائیں نا امی کیا ہوا ہے؟"

اس کی بے صبری پر انہوں نے کہا۔

"بس بیٹا میری ہی غلطی تھی جو رابیل بیٹی کو کہہ دیا کہ اپنی گڑیا کی سالگرہ ہے  
 کیک بنا دو۔ نہیں دل ہوگا بہو کا کہہ دیتی ہاتھ جلا دیا میرا سارا اتنے چھالے  
 پڑ گئے۔ لیکن بہو ٹھہری میری کہاں مجال کے۔۔۔۔۔"

ابھی بات بچ میں ہی تھی کہ وسام تیزی سے اٹھا تھا اور اپنے کمرے کی طرف  
 گیا۔ اس کے اٹھتے کی ایک مسکرا مسکراہٹ تمام نفوس کے چہروں پر در آئی  
 تھی۔



وسام کمرے میں آیا تو رابیل ابھی کپڑے تبدیل کر کے کمرے میں آئی تھی۔  
 اسے دیکھ کہا۔

"میں تیار ہوں بس پانچ منٹ لگیں گے"

ابھی بات منہ میں ہی تھی کہ وسام آگے بڑھا اور اسے بالوں سے پکڑ لیا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"کوئی کچھ کرتا ہے تو بدلا نہیں لیتے وسام ہاں؟؟؟ میری ماں نے کیا کیا تھا تمہارا نے ساتھ گاؤں میں ذرا سے غلطی ہو گئی، شاپنگ پے چکی گئی ذرا سا دھکا لگ گیا بس؟؟ اب تم بدلے لوگی ہاں --- امی کا ہاتھ جلا دیا منہ سے منع کر دیتی کے نہیں دل کام کا --- بچی کا ہی کام تھا۔ کم ظرف عورت یہ کرنا لازمی تھا کیا"

وسام کی باتیں سن کر تو رابیل کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن وہ کہاں تیار تھا کچھ سننے کو۔

تبھی بھا بھی نے یہ سب دیکھا تو دادی کو بلا لائیں۔ لیکن وسام پر شاید کوئی بھوت سوار تھا۔ ان کے کمرے کی جو کھڑکی باہر باغیچے کی طرف کھلتی تھی وہ کھولی اور رابیل کو باہر کو دھک دیا تھا۔ وہ اکیلی عورتیں اتنے اونچے لمبے مرد کو کیسے روک لیتیں۔

رابیل نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ وہ بولا۔

"مجھ سے کبھی محبت کی ہے تو اس کی قسم تمہیں میری قسم۔۔۔۔۔ جب تک میں ناکہوں یہاں سے ہلوگی نہیں"

الفاظ تھے یا زنجیر رابیل کے قدم رک گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے تالا لگا کر چابی اپنے پاس رکھی تھی۔ اور پھر وسام اپنی امی کے کمرے میں گیا۔ اور پھر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ نا جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔ اور وہیں سو گیا

-

بارش جو ہلکی ہلکی تھی اب موسلا دھار ہو رہی تھی۔ سبیل، نرمین اور سلطانہ بیگم شیشے کے پار سے اسے دیکھ مسلسل رو رہی تھیں۔ لاک کھولنے کی ہزار کوششیں کی۔ لیکن رابیل وہ تو پتھر کی بنی کھڑی تھی۔

رات قطرہ قطرہ بیت رہی تھی۔ لیکن رابیل کے لئے تو جیسے رک سی گئی تھی  
 - عطیہ بیگم نے دادا صاحب کو کال لگانے کا کہا تھا۔ وہ لوگ اکیلے تو کچھ  
 بھی نہیں کر سکتے تھے۔ سبیل نزمین کے ساتھ اپنے کمرے میں گئیں تھیں  
 تبھی پیچھے سے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔ سبیلہ اپنی کارکردگی دکھا کر اب جا  
 چکی تھی۔ بے بسی سے عطیہ بیگم کے آنسوؤں میں روانی آئی تھی۔

"سلطانہ خدا تجھے کبھی معاف نہ کرے۔۔۔۔۔"

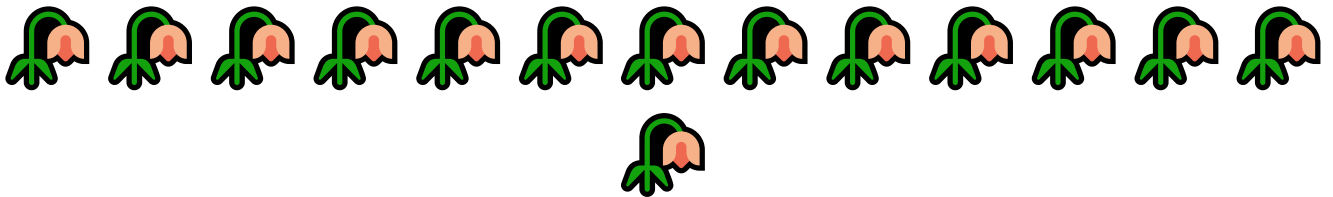
بس یہی ایک جملہ بار بار وہ بول رہی تھیں۔ ان تینوں کے دل پر جیسے ایک  
 قیامت برپا تھی۔ اور وہیں سلطانہ بیگم کے دل میں جیسے بہار آچکی تھی۔ ان  
 کے عظام نندی پاس لگ چکے تھے۔ اب صاف ظاہر تھا کہ وسام نے رابیل  
 پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ یہاں رکتی ہی نا فوراً چلی تھی اور بچہ وہ لوگ کے لیتے۔ پھر  
 آرام سے آہنی بہن کی بیٹی لے آئیں۔ سب ان کے ذہن کے حساب سے

چل رہا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھیں کہ انہوں نے کس پر ہاتھ ڈالا ہے۔  
لیکن جلد ہی جاننے والی تھیں۔۔۔۔

بارش میں تیزی آرہی تھی بوندیں جیسے پتھروں کی طرح جسم میں لگ رہی  
تھیں لیکن وہ کھڑی بس بنا کسی سوچ کے سامنے شیشے سے نظر آتی گھڑی کو  
دیکھتی رہی۔ کھڑی پر دو بج کر ستاون منٹ پر اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"انا لله وانا اليه المرجعون"

اس کے بعد وہ گھاس پر گرتی چلی گئی۔



For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

صبح پانچ بجے کے قریب وسام کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ اب تک سلطانہ بیگم کے کمرے میں تھا۔ اسے تبھی رات کا منظر یاد آیا۔ رابیل پر غصہ ایک بار پھر سے اٹھ آیا تھا۔ تبھی اپنی ماں کے پاس گیا جو بڑے آرام سے سو رہی تھیں۔ ان کے بازو سے وہ پڑھ کھل رہی تھی۔ وسام نے اسے سیدھا کرنے کے لئے اتارا تھا کہ ایک دم حیران ہوا۔ ان کی کلائی پر کوئی زخم تو کیا کوئی کھروچ تک نہیں تھی۔ اس کا دماغ ایک دم سے گھوما تھا۔ تیزی سے اس کے قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ شرمندہ تھا اور رابیل سے معافی مانگنے کے لیے ذہن میں الفاظ ترتیب دے رہا تھا۔ کمرے میں گیا تو اسے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ آگے بڑھ کر چیک کیا تو وہ واشروم میں بھی نہیں تھی۔ ایک دم ایک خیال اس کے ذہن میں آیا اور ایک جھٹکا لگا تھا اور قدم باہر کی طرف بڑھے۔ ایک وجود زمین پر اوندھا لیٹا تھا۔ وسام نے آگے بڑھ کر اسے اٹھایا۔ چند آوازیں دیں لیکن وہ ہلی بھی نہیں تھی۔ وسام کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

فوراً آواز لگائی اور چوکیدار اور ایک کام والی آئے تھے۔ چوکیدار سے گاڑی نکالنے کا کہا اور کام والی سے دادی کو بلانے کا۔

کام والی جب گئی تو کمرہ باہر سے لاک تھا۔ کھولا تو وہ تینوں جیسے اسی انتظار میں تھیں کہ کوئی آئے۔ فوراً باہر نکلیں اور باہر کو گئیں جہاں وسام رابیل کو گاڑی میں لٹا چکا تھا۔ دادی اور سہیل اس کے ساتھ گئیں تھیں۔

سارا راستہ وسام کے ہاتھ کانپ رہے تھے لیکن وہ مسلسل تیز سے تیز گاڑی چلانے کی کوشش میں تھا۔ موسم اب بھی بہت خراب تھا۔ آنکھ سے آنسو آ رہے تھے۔ عطیہ کرنے نے یہ دیکھا تو کہا۔

"تیرے جیسا مرد میری نسل سے ہونا میری بد قسمتی ہے وسام۔۔۔ اس لڑکی نے تیرے لئے سب کیا لیکن تو کم ظرف ہے ٹھہرا"۔۔۔۔



الفاظ تھے یا چابک جو وسام کو لگ رہے تھے۔ وہ ہسپتال پہنچا تھا اس وقت سٹاف کچھ کم تھا لیکن اس کا نام سن کر کچھ بڑے ڈاکٹرز کو بلا کیا گیا تھا۔ رابیل کو ایڈمٹ کر کیا گیا تھا۔ اور وسام کی نظریں مسلسل رابیل کے نیم مردہ وجود پر تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ تبھی سبیل بولی۔۔۔ "اب کیوں دو رہے ہو بھائی؟؟ اب ہی کیوں کیا تم بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہے؟ اس کے ساتھ ایک اور جان ہے کیا تب تمہیں نہیں پتا تھا۔

آج تک مجھے لگتا تھا کہ میری اولاد نہیں ہے میں بد قسمت ہوں۔ لیکن نہیں رابیل کی تو اولاد بھی تھی پر اس کا شوہر اس لائق نہیں تھا۔ بس قسمت تو وہ ہے جو اندر ہے سب کے لئے لڑنا سیکھا اس نے سب کے لئے۔۔۔ لیکن خود کے لئے کچھ نہیں کر سکی۔ ہم سب کو حقوق کے لیے بات کرنا تو سکھایا لیکن خود تمہاری ایک قسم کے آگے وہیں پتھر بن گئی۔ یہ تو نہیں تھی نا رابیل بھائی؟؟ یہ وہ ہوتی تو تو تب ہی کسی طرح پولیس کو بلا کر تمہیں جیل

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بھجوا دیتی لیکن تو تمہارے جیسے انسان کی محبت میں ڈوبی کملی نکلی۔۔۔۔۔ یہ  
 رابیل نہیں تمہاری بیلا بن گئی۔۔۔۔۔ مبارک ہو وسام بھائی !!! ایک ہنستی  
 مسکراتی لڑکی کو لاش بنا دیا آپکی محبت نے۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو۔۔۔۔۔  
 سب بول رہی تھی ، نہیں وہ بول نہیں رہی تھی وہ چیخ رہی تھی وہ جو کبھی  
 آواز تک اپنے لئے نانکال پائی تھی وہ بھی چیخ رہی تھی۔ اس کی سب باتیں  
 دادا صاحب اور راحیل صاحب کے ساتھ آتے فیض نے بھی سنی تھیں۔  
 "فیض نے کبھی کسی کے سامنے پیار سے بات نہیں کی بلکہ کی ہی نہیں  
 لیکن کبھی اولاد کا طعنہ نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ اور اگر وہ اپکی جگہ ہوتے تو شاید  
 اتنی کمزوری بھی نادکھاتے۔۔۔۔۔ آج تک میں بس اسی دکھ میں رہی کہ ہائے  
 کیسی قسمت ہے میری لیکن آج کہتی ہوں بھائی مجھے فخر ہو رہا ہے اپنے شوہر  
 پر۔۔۔ وہ آپکے جیسے نہیں نکلے۔ وہ انسان ہیں پتھر نہیں۔۔۔۔۔ ناکسی کی کھڑ  
 پتلی۔"

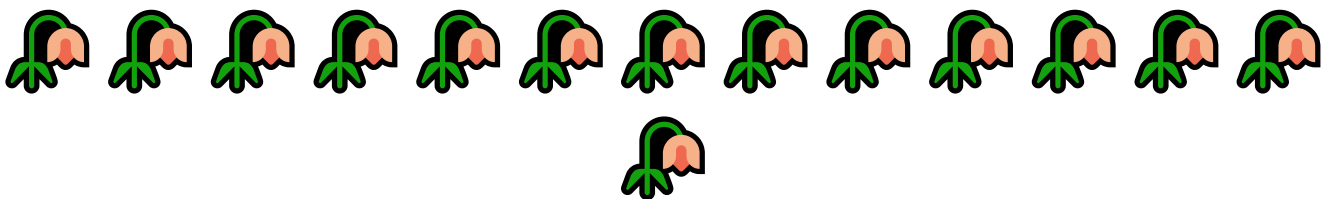
For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

وہ اور ناجانے کیا بولتی کہ دادا صاحب آگے آئے اور عطیہ سے ساری بات پتا کی۔ جیسے جیسے وہ بولتی گئیں دادا صاحب بیٹھتے چلے گئے۔ ان کا پوتا اس ہیرے کو زنگ لگا گیا تھا۔ وہ کس منہ سے اس کے سامنے جاتے جس نے ان کے گھر میں سب کے لئے آواز اٹھائی تھی۔

وہ لڑکی سب کے لئے لڑتے لڑتے ان میں زندگی تو جگا گئی تھی لیکن آج خود ہار گئی تھی۔ آج سب اس کے لئے بول رہے تھے لیکن وہ خاموش تھی۔ وہ مردوں میں جان ڈال گئی تھی۔

وسام کو بلال کی کال آئی تھی کہ صبح صبح ان کے چوکیدار نے وسام لوگوں کی گاڑی کہیں جاتی دیکھی ہے سب ٹھیک ہے نا؟ اور وہ اسے بس اتنا ہی بتا سکا کہ ہسپتال آ جائے۔



سب باہر کھڑے تھے کہ ڈاکٹر باہر آئیں۔ انہیں دیکھتے ہی سب ان کی طرف لپکے تھے۔

"انہیں ساتواں مہینہ تھا ہم نے کوشش کی کہ ڈیلوری کر لیں وہ لڑکا تھا لیکن بچہ پہلے ہی مر چکا تھا۔ زچہ خطرے سے باہر ہے لیکن سردی کی وجہ سے ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے۔"

دادا صاحب کو بلال نے سہارا دیا تھا۔

وہ تو کہتی جا چکی تھیں لیکن وسام کے ذہن میں۔ سب ایک فلم کی طرح چل رہا تھا۔ رابیل کا اس کی سالگرہ پر اسے خوشخبری دینا۔ ان کی شاپنگ کرنا بہت سارے خواب جو رابیل نے بنے تھے۔

"وسام میں چاہتی ہوں کہ پہلے بیٹی ہو کیونکہ میں اسے مضبوط بنانا چاہتی ہوں۔ اس گاؤں میں آنے والی نسلوں کے لئے مثال جیسی"

"وسام جب اگر بیٹا ہوا نا تو میں اس کی ایسی تربیت کروں گی کہ سب یاد کریں گے کہ ایک تمھی رابیل یہاں کا سب سے نرم دل مرد میرا بیٹا ہوگا دیکھنا۔ میں اسے سکھاؤں گی کہ ماں اور بیوی میں اعتدال کیسے کرتے ہیں"

"ہماری اولاد ہوگی نا وسام تو میں اس کا جھولا تمہاری سائیڈ رکھوں گی تاکہ تم اس نے رونے پر پہلے اٹھو"

"وسام جب ہمارا بچہ تھوڑا سا بڑا ہوگا نا میں اسے دادی کے پاس دے دوں گی تاکہ ان کا اکیلا پن دور ہو جائے۔ دادا صاحب اور دادی دونوں اس کے ساتھ بچے بن جائیں گے نا"

"پتا وسام آج امی نے بھابھی کو بانجھ کہہ کر بہت سنایا۔ وہ رو رہی تھیں میں نے سوچا ہے کہ ہماری پہلی اولاد چاہے بیٹا ہو یا بیٹی وہ میں انہیں دے دوں گی"

"وسام جب ہمارا بچہ دنیا میں آ جائے گا نا تو ہم مل کر تمہیں اٹھایا کریں گے

روز صبح"

"وسام۔۔۔۔ میں نا روز تمہیں اور اپنی بیٹی کو میک اپ کیا کروں گی ایک جیسا

- اس کی پہلے دن سے شادی تک کی روز تصویریں لے گیں اور ایلیم بنائیں

گے"

"وسام اگر بیٹا ہوا نا تو مجھے اسے کہوں کی کہ پیدا ہوتے ہی لڑکی ڈھونڈ لے اور

لمبا چکر چلائے بس۔۔۔ ہائے کتنا مزہ آئے گا نا"

کتنی ہی باتیں تمہیں اور کتنے ہی خواب تھے جو وسام کے ذہن میں چل رہے

تھے - ایک کے بعد ایک منظر اسے دکھ رہا تھا۔ سب یاد آ رہا تھا سب خواب

،رابیل کی مسکراہٹ اور اس کی خواہشات۔۔۔۔

مجھے آئی نہ جگ سے لاج – میں اتنے زور سے ناچتی آج  
کہ گھنگرو ٹوٹ گئے

کچھ مجھ پہ نیا جو بن بھی تھا  
کچھ پیار کا پاگل پن بھی تھا  
کبھی پلک پلک مری تیر بنی  
کبھی زلف مری زنجیر بنی  
لیا دل سا جن کا جیت – وہ چھیڑے پالیا نے گیت  
کہ گھنگرو ٹوٹ گئے

میں بسی تھی جس کے سپنوں میں  
وہ گنے گا اب مجھے اپنوں میں  
کہتی ہے مری ہر انگڑائی  
میں پیا کی نیند چڑا لائی  
میں بن کے گئی تھی چور—کہ مری پایل تھی کمزور  
کہ گھنگرو ٹوٹ گئے

دھرتی پہ نہ میرے پیر لگیں  
بن پیا مجھے سب غیر لگیں  
مجھے رنگ ملے ارمانوں کے



مجھے پنکھ لگے پروانوں کے

جب ملاپیا کا گاؤں --- تو ایسا لچکا میرا پاؤں

کہ گھنگرو ٹوٹ گئے

قتیل شفائی

وہ اس کا انتظار کر رہا تھا کہ اٹھے اور کوئی سزا دے - کچھ کہے وہ چاہتا تھا  
کہ اپنا دکھ اس سے بانٹے جس درد میں وہ تھا اسے بھی بتائے - وہ جو اس  
کے پیار میں سب چھوڑ گئی تھی آج اس نے اسے کسی لائق نہیں چھوڑا  
تھا۔

.....وہ ایک لڑکی.....

"اداس لوگوں کی بستیوں میں"....

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"وہ تتلیوں کو تلاش کرتی..."

"وہ گول چہرہ، وہ کالی آنکھیں".....

"جو کرتی رہتی ہزار باتیں"....

"مزاج سادہ،،، وہ دل کی اچھی"....

"ساری باتیں وہ دل کی مانے".....

"وہی کرے وہ، جو دل میں ٹھانے"...

"کوئی نا جانے،، کیا اس کی مرضی"....

"وہ چاہتوں کے سراب دیکھے"....

"محبتوں کے وہ خواب دیکھے"....

"وہ خود سمندر مگر بے پیاسی".... "وہ دوستی کے نصاب

جانے"....

*For more amazing urdu novels visit our website*

<https://novelnagri.com/>

"وہ جانتی ہے عہد نبھانے"....

"وہ اچھی دوست وہ اچھی ساتھی"....

"محبتوں کا جو فلسفہ ہے"....

"وہ جانتی ہے ، ، اسے پتہ ہے"....

"وہ پھر بھی رہتی ڈری ڈری سی"....

"وہ جھوٹے لوگوں کو سچا سمجھے"...

"وہ ساری دنیا کو اچھا سمجھے"....

"وہ کتنی سادی ، ، ، وہ کتنی پگلی"...

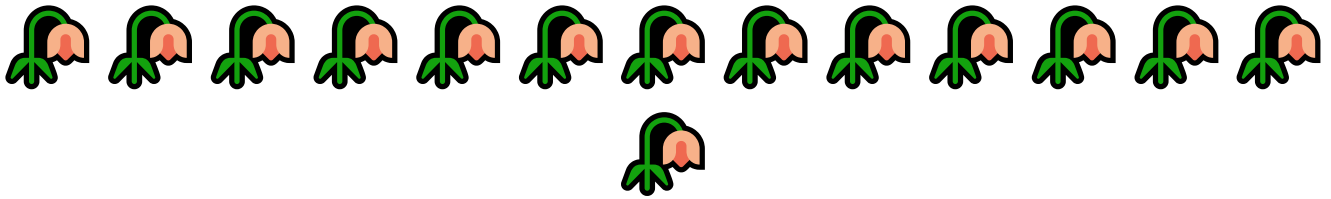
وہ غنودگی میں تھی مسلسل نیند اور کمزوری کے زیر اثر سو رہی تھی۔ دادا

صاحب نے اس کے گھر والوں کو بھی بلایا تھا۔ ابھی پوری بات نہیں بتائی

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

تھی بس یہ کہا تھا کہ رابیل کی طبیعت خراب ہے۔ وہ لوگ بھی آرہے تھے۔

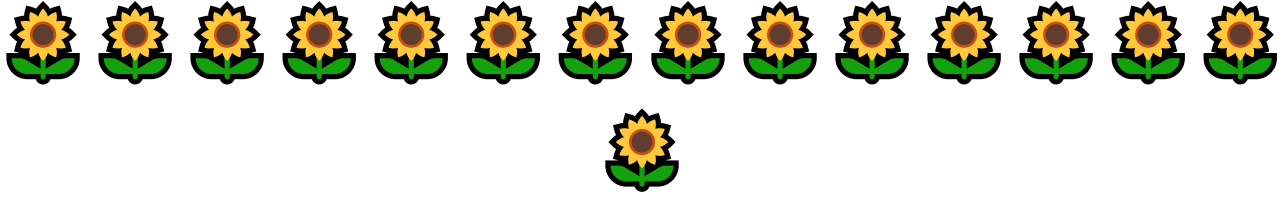


حیات صاحب اور رفعت بیگم آچکے تھے۔ وہ رابیل کے پاس کمرے میں کھڑے تھے۔ تبھی رفعت بیگم نے کہا۔

"آپ پریشان نا ہوں ایسا ویسا کچھ غلط نہیں ہوا ہوگا یہ سب تو قسمت میں ہوتا ہے نا اللہ اور اولاد دے دے گا۔ آپ پریشان نا ہوں آپ کو ڈاکٹر نے منع کیا ہے ٹینشن سے۔ کچھ دن پہلے ہی ہارٹ اٹیک ہوا ہے اب زیادہ نا سوچیں۔ کچھ بھی غلط نہیں ہوا ہوگا سمجھے آپ"

[illegible]

<https://novelnagri.com/>



رابیل کو ہوش آچکا تھا لیکن اس میں ابھی بولنے کی طاقت نہیں تھی نا ہی سیدھا بیٹھنے کی۔ سبیل نے آگے بڑھ کر اسے سہرا دے کر بٹھایا تھا۔ ڈاکٹر چیک اپ کر کے جا چکی تھی۔ تبھی حیات صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"رابیل بیٹا کیا ہوا تھا سچ بتاؤ بنا ڈرے یا کچھ بھی سوچے۔۔۔ سمجھی تم اپنے بابا کو سب سچ بتاؤ گی"

انہوں نے وسام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

بلال کا دل بھی دھڑکا تھا کہ اب کیا ہوگا۔

"بابا!! مم میں بارش میں نن نہا لیا تھت تھا۔ غلطی سس سے"

رابیل نے اٹکتے ہوئے بولا تھا۔ اور اب کی بار جھٹکا وہاں موجود ہر شخص کو لگا تھا۔ وہاں جو سب سوچے بیٹھے تھے کے رابیل شروع سے لے کر اب تک کی ہر بات بتائے گی وہاں رابیل پانساپٹ چکی تھی۔ سب حیران تھے۔ کوئی سوچ رہا تھا کہ وسام کی محبت میں یہ سب کے تو کوئی سوچ رہا تھا کہ ابھی اولاد کے غم میں ہے۔ لیکن بلال وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ کوئی اور ہی مصلحت ہے ورنہ رابیل ایک لمحہ بھی وسام پر پردہ نا ڈالتی۔



ڈاکٹر نے کہا تھا کہ ہوسپٹل میں زیادہ رش نا ڈالا جائے۔ اس لئے اب وہاں رابیل کے پاس نرمین تھی اور باہر باسط اور بلال۔

وسام اب تک رابیل کے سامنے نہیں آیا تھا۔ وہ بھی سب کی طرح حیران تھا لیکن اب تک اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔ باسط بازار سے کھانا لینے گیا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

تھا۔ تو بلال اندر آگیا۔ وہاں نرمین وضو کر کے کھڑی تھی۔ بلال اندر آیا تو وہ اسے رابیل کے پاس چھوڑ کر نماز پڑھنے نماز روم میں چلی گئی۔

بلال نے خاموش سی رابیل کو دیکھا اور بولا۔

"کیا محبت حاوی آگئی وسام کی؟ جو اتنا سب بھول گئی۔ تم تو ایسی نہیں تھی نا۔ کیا ظالموں کو معاف کر کے اپنی زندگی میں وہی مقام دے دو گی تم؟ تم تو ایسی نہیں تھی نا پھر کیا ہوا؟"

بلال کی بات پر رابیل زیر لب مسکرائی تھی اور دھیمے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"ہاں محبت تو حاوی ہو گئی تھی لیکن وسام کی نہیں اپنے بابا اور اپنی مری ہوئی اولاد کی۔ انہیں کچھ دن پہلے ہارٹ اٹیک ہوا تھا جو کہ مجھے نہیں بتایا گیا کہ کہیں میں پریشان نا ہو جاؤں۔ آپ کیا چاہتے ہیں وسام کے گھر والوں





بلال بھائی آپ سب کو تو صبح پتا چلانا لیکن مجھے تو اس رات ہی پتا چل گیا تھا کہ میری اولاد نہیں رہی۔ اسی رات دو بج کر ستاون منٹ پر اپنی اولاد پر فاتحہ پڑی تھی میں نے اور خود سے وعدہ کیا تھا کہ اب وہ لوگ بھی اپنی اولاد سے دوری کیا ہوتی ہے وہ دیکھیں گے۔ میں اب انہیں اپنے طریقے سے ہراؤں گی۔ اب اگر آپ کہیں معاف کر دینے والا بڑا ہوتا ہے تو بھائی میں بڑی نہیں ہوں۔ مجھے ایسی بڑی نہیں بننا کہ اب چلی جاؤں ساری عمر اپنی اولاد اور وسام کو روں یہاں جو وقت بیتا اسی کا سوگ مناؤں میں رابیل ہوں میں وقت کو ہتھیار بناؤں گی کہ بخش داد گاؤں کی ہر عورت یاد کرے گی کہ ایک رابیل تھی۔ اور بات رہی وسام کی تو اسے میں معاف نہیں کروں گی لیکن میں جانتی ہوں دکھ میں تو وہ بھی ہے سزا تو وہ بھی کاٹے گا لیکن ابھی اسے میرے کام آنا ہے"

آخری بات کہتے رابیل کے چہرے پر براسرار مسکراہٹ تھی اور بلال سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی یہاں ہسپتال میں پڑی اتنا دماغ لگا رہی ہے اگر یہ ٹھیک ہوتی تو سلطانہ بیگم کا کیا کرتی۔ لیکن جانتا تو بلال بھی نہیں تھا کہ ہونے کیا والا

تھا۔۔۔۔۔

لوگوں نے بس جان چھڑانی ہوتی ہے  
مجبوری تو ایک کہانی ہوتی ہے

-

بعد میں رشتہ بوڑھا ہونے لگتا ہے  
پہلے پہل تو خوب جوانی ہوتی ہے

-

برسوں دل میں رکھ کر آگ لگاتے ہیں

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ہم نے جو تصویر جلانی ہوتی ہے

-

تیری بات پہ موسم اچھا ہو جاتا ہے

یعنی تیری بات سہانی ہوتی ہے

-

تم لوگوں کی گریہ ہے آسان میاں

ہم ایسوں کو بحرِ نہجانی ہوتی ہے

---

رابیل کو چھٹی مل گئی تھی۔ کل سے زمین یہاں تھی اب وہ اور عطیہ بیگم  
دوائیاں وغیرہ سمیٹ رہے تھے۔ رابیل بالکل سپاٹ بیٹھی تھی اس نے  
ابھی تک کسی سے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ جو کچھ پوچھتا سر کے  
اشارے سے جواب دے کر آنکھیں موندے لیتی۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

نرمین نے اسے سہارا دے کر گاڑی میں بٹھایا تھا۔ ہسپتال کے کمرے سے گاڑی تک وہ اسی کے سہارے آئی تھی ایک قدم بھی خود سے چلنے کی سکت ابھی اس میں نہیں تھی۔ گاڑی وسام چلا رہا تھا رابیل نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ وہ اسے مسلسل گاڑی کے شیشے سے دیکھ رہا تھا۔ وسام کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس کے دل میں کیا ہے لیکن رابیل نے غلطی سے بھی نظر اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ سارا راستہ وہ آنکھیں موندے ٹیک لگا کر لیٹی رہی تھی۔

ہماری جاگتی آنکھوں کو خواب کیا دیتا

وہ کم نگاہ، نظر کا حساب کیا دیتا

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اسے ہماری سزا بھی جزا لگی یارو  
وہ ہم نفس ہمیں اپنا ثواب کیا دیتا

خود اس کے ہاتھ میں ٹوٹا ہوا پیالہ تھا  
بھلا وہ ساقی کسی کو شراب کیا دیتا

گلوں کو کانچ کے اس نے بنانا چھوڑ دیا  
کہ اب وہ کانچ کو بوئے گلاب کیا دیتا

نہ پڑھ سکے جسے کوئی بھی وہ کتاب ہوں میں

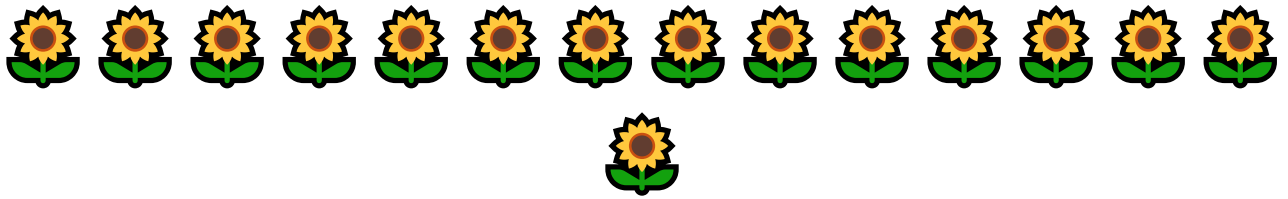
مرا لکھاری مجھے انتساب کیا دیتا

کھڑا تھا آئینہ بن کر وہ سامنے میرے  
وہ خود سوال تھا , مجھ کو جواب کیا دیتا

کیے تھے چھید کئی بانسری نے ہاتھوں میں  
میں اس کے ہاتھ میں ٹوٹا باب کیا دیتا

فسانے اس نے جفا کے تھے سب لکھے عابد  
وہ شخص مجھ کو وفا کی کتاب کیا دیتا

ڈاکٹر نے مکمل بیڈریسٹ کہا تھا اور عطیہ بیگم نے بھی سب کو سخت ہدایات کر دی تھیں۔ ہر کام والے کو اس کی ذمہ داری بتا دی تھی اور ہر چیز کا حساب کر لیا تھا۔ وہ دوبارہ پہلی جیسی عطیہ بیگم کے روپ میں آ رہی تھیں جو کہ خوش آئند بات تھی۔



"امی جی وہ تو صاف مکر گئی کہ کچھ ہوا بھی تھا۔ اب تو واپس آ رہی ہے وہ - اب کیا کریں گے ہم"

سلطانہ بیگم کے تیسرے نمونے نے پریشانی سے کہا تھا۔ فکر تو سلطانہ بیگم کو بھی ہو رہی تھی کیونکہ رابیل نے بازی پلٹ دی تھی۔

"اوپر سے یہ دادی --- اللہ اللہ کرنے کی عمر میں گھر پر حکم چلا رہی ہیں"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



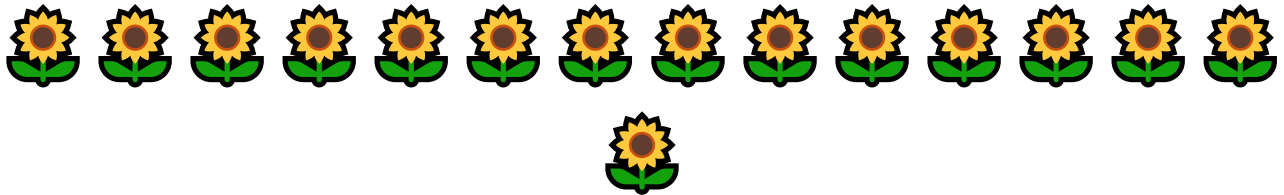
سجیدہ نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔

ان کی اس بک بک سے سلطانہ بیگم جھنجلائی تھیں اور کہا۔

"وسام اپنی طرف ہے اور کیا چاہئے اور اس رابیل کے جاتے ہی تمہاری

دادی کو پر کئی کبوتری کی طرح ایک طرف نا کر دیا تو کہنا"

مکاری سے کہہ کر وہ تو باہر چلی گئیں تھیں۔ اور پیچھے ان کی بیٹیاں ہنستی  
رہ گئیں تھیں۔

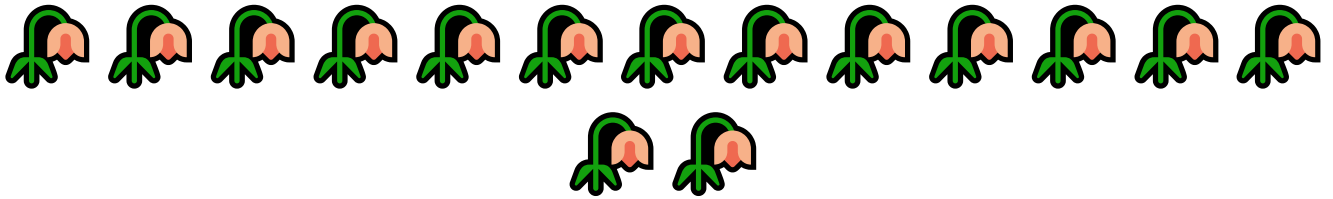


رابیل کمرے میں آئی ہی تھی کہ اس کے ذہن میں گزرے منظروں نے  
حملہ شروع کر دیا تھا۔ ایک ایک کونے سے جڑا ایک ایک خواب جیسے ٹوٹ  
کے بکھر گیا تھا۔ الماری کھولی تو وہاں کچھ کپڑے اور کھلونے نظر آئے تھے  
جو ان دونوں نے خریدے تھے۔ ہر چیز جسے دیکھ ایک نئی طاقت تھی اب

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بس آنسوؤں کا زریعہ ہی رہ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ یہ درد وسام کا بھی ہے وسام نے اپنی اولاد جھوٹ دی اس کے لئے اس بڑی سزا کیا ہو سکتی تھی۔ رابیل نے اسے شرمندہ بھی دیکھا تھا لیکن اس کا دل اس رات میں اٹک گیا تھا۔



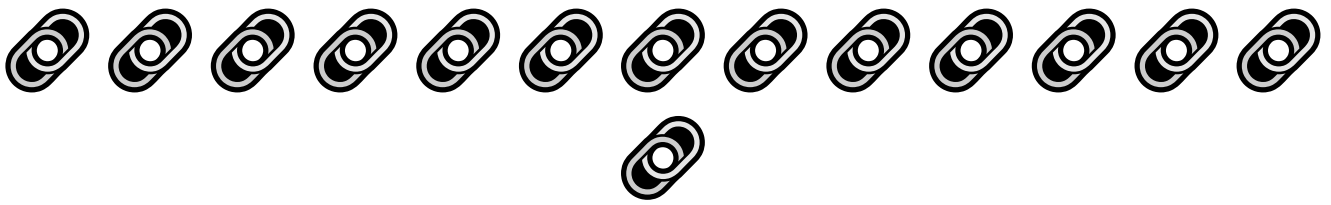
سجل بھا بھی کمرے میں آئیں تھیں اور رابیل کو سب سامان نکالے دیکھ کر وہ بھی آبدیدہ ہوئیں تھیں۔ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کے سامنے بیٹھ گئیں اور کہا۔

"بیلا جانا تو سب نے ہے نا سوہنے!!! وہ جو نہیں آیا وہ رب کی امانت تھا۔۔۔ صبر کرو اس کا اجر رب تمہیں دے گا میری جان اب خود کو ہلکان مت کرو آئی سمجھ"

سجل نے بہت پیار سے اسے سمجھایا تھا۔ تبھی رابیل نے کہا۔

"میں جانتی ہوں بھابھی سب۔۔۔۔ ہر حال میں خوش ہوں میں بلکہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے میں سب برداشت کر لوں گی اب تو۔ اگر وسام کا نکاح بھی ہو جائے وہ بھی خاموشی سے دیکھ کر طلاق لے لوں گی اب تو۔۔۔ بنا کوئی شور مچائے"

رابیل نے کہا تھا اور سجل تو اس بات پر حیران ہی رہ گئی تھی۔ اور رابیل اس نے فائزہ کو واپس مڑتے دیکھا تھا اور زیر لب مسکرا دی تھی۔

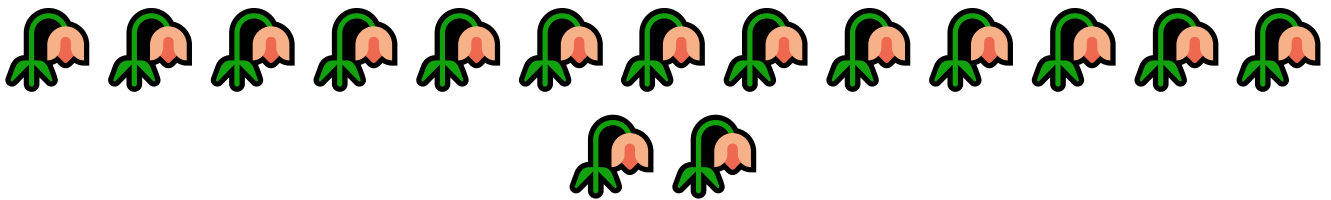


"یہ بات وہ کہہ ہی نہیں سکتی آپا۔۔۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے"

سجیلہ نے بے یقینی سے کہا تھا۔

لیکن سلطانہ بیگم کو یقین آ گیا تھا اور انہوں نے اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑانے شروع کر دیے تھے۔ ابھی تک وہ اسی زعم میں تھیں کہ وسام رابیل کے سامنے اس لئے نہیں جا رہا کیونکہ وہ انہیں جلانے والی بات سے خفا ہے۔ انہوں نے ہسپتال میں اس کا پچھتاوا نہیں دیکھا تھا۔

اور تو اور بدلاؤ تو انہیں فیض میں لگ رہا تھا۔ وہ سبیل اور نرمین دونوں سے ہی بہت نرمی سے بات کر رہا تھا۔ ان کے بنائے کھانے کی تعریف کی۔ نئے کپڑے ساتھ لے کر خریدنے کا کہا۔ اور بھی کچھ چھوٹی چھوٹی باتیں جن پر وہ پہلے طوفان اٹھا دیتا تھا اب وہ مسکرا کر درگزر کر رہا تھا۔ یہ بدلاؤ حیران کن تھا اور بہت زیادہ خوش گوار بھی تھا۔



گھر میں آج کچھ چہل پہل سی چل رہی تھی رابیل کو گھر آئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ لیکن وسام زیادہ تر ڈیرے پر رہتا تھا۔ اس کے سامنے جاتا بھی تو بات نہیں ہوتی تھی۔ سلطانہ بیگم ایک ہفتے سے کھچڑی پکا رہی تھیں۔ سب لوگ اسے سوچ میں تھے کہ کیا کرنے والی ہیں سوائے رابیل کے۔

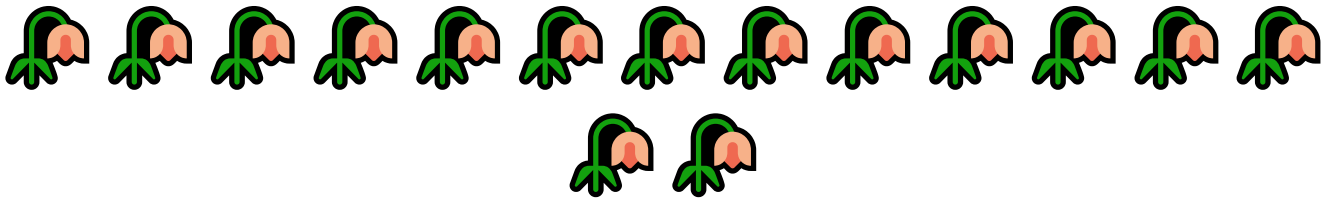
آخر آج بلی تھیلے سے باہر آگئی تھی۔ سلطانہ بیگم کی بہن ان کی بیٹی اور دو تین ضروری رشتے دار آئے تھے۔ ساتھ میں ایک مولوی صاحب بھی تھے۔ کھانے کا بھی اچھا خاصا اہتمام کیا گیا تھا۔

سب حیران پریشان گھوم رہے تھے کہ آخر ماجرا کیا ہے۔ عافیہ اتنی سچی سنوری لال جوڑے میں شرمائی لجائی بیٹھی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی کے نکاح کے سب سب انتظام ہو۔

وسام بھی گھر آچکا تھا اور ساری صورتحال کا جائزہ لے رہا تھا۔ تبھی سلطانہ بیگم نے کہنا شروع کیا۔

"سب لوگ زیادہ پریشان نا ہوں میں خود سے بتا دیتی ہوں کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے۔ یہاں عافیہ کے ساتھ وسام کا نکاح ہوگا ابھی اور اسی وقت، ابھی اور سب کے سامنے۔۔۔ کیونکہ وہ لڑکی اب اس خاندان کو وارث نہیں دے رہی اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے"

رابیل نے بھی یہ سب سنا تھا اور ایک مسکراہٹ سی اس کے لبوں پر آئی تھی۔



وہ اپنے کمرے کی طرف مڑی تھی اپنا بیگ کیا کچھ پیسے اور وسام کا کریڈٹ کارڈ رکھا تھا۔ اوپر چادر لی۔ فون ہاتھ میں پکڑا اور کمرے پر طائرانہ نگاہ ڈالتی باہر

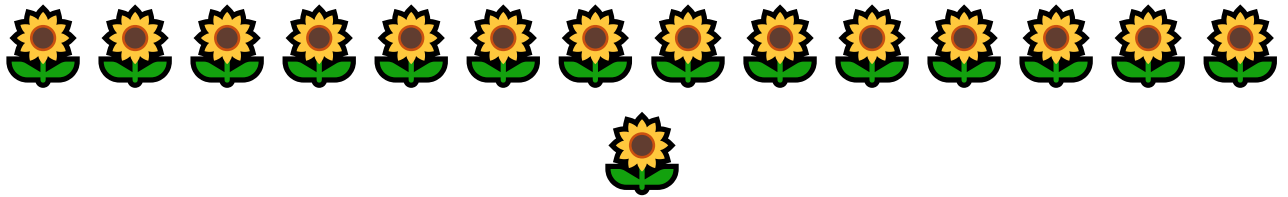
For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

نکل گئی۔ سب لوگ لاونج میں تھے اور سارا ڈرامہ چل رہا تھا وہ آہستگی سے گیٹ کراس کر گئی۔ نکلتے نکلتے جو الفاظ اس نے سنے وہ وسام کے تھے۔

"میں اس سے شادی بالکل نہیں کروں گا امی!!! کسی صورت نہیں اور آپکا کوئی بھی فیصلہ اب سے مجھ پر لاگو نہیں ہوتا۔ ہاتھ سے پٹی اتار دیں خالی ہاتھ پر کپڑا باندھنے کی زحمت نا کریں آپ"

اور یہی وہ الفاظ تھے جو وسام کو کہنے تھے۔ رابیل جانتی تھی کہ وہ یہی کہے گا۔ کیونکہ اسے یہی کہنا تھا۔ وہ کسی اور سے شادی نا کرتا اب وہ یہ بھی جانتی تھی۔



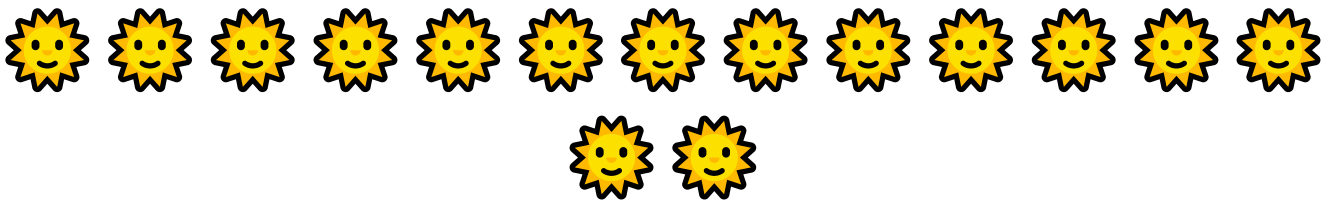
گیٹ سے باہر نکلتے ہی رابیل کیب میں بیٹھی جو وہ پہلے ہی بلا چکی تھی۔ اس نے بعد فون نکال کر ایک نمبر ملایا اور کہا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"اسلام علیکم سر!!! یہاں بخش داد حویلی میں میری ساس میرے شوہر کا دوسرا نکاح کر رہی ہیں وہ بھی بنا میری اجازت کے۔ کہتی ہیں کہ یہ جہیز کم لائی تھی۔ مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔ آپ پلیز وہ نکاح رکوا دیں ساری زندگی آپکی احسان مند رہوں گی۔ آپ وہاں جائیں گے نا تو وہاں مولوی تک موجود ہے اب تک اور لڑکی بھی لال جوڑے میں۔ میں ہمیشہ دعائیں دوں گی آپکو۔"

رابیل نے آواز میں نمی پیدا کرتے ہوئے کہا تھا۔ اور کیب والے کو چلنے کا کہا۔



رہسپشن پے بیٹھے بیٹھے شماء کی نیند سے لال ہوتیں جھیل سی آنکھیں ہلکی ہلکی بند ہو رہیں تھیں جنھیں وہ کھلے رکھنے کی تگ و دو میں تھی تبھی اُسے

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



سامنے سے ایک چوبیس پچیس سالہ لڑکی برآمد ہوتی نظر آئی جسے دیکھ کہ اُس کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں اور نیند کہیں جا اڑی ایک لمحہ کو اسے رشک ہوا۔ مقناطیسی شخصیت کی مالک وہ لڑکی آنکھوں پہ چشمہ لگائے سلیقے سے حجاب لئے ہاتھ میں شاپنگ بیگز پکڑے اُس کی طرف ہی آرہی تھی اور پھر کچھ ہی اسیکنڈ میں اُس کے روبرو پورے وقار اور اعتماد سے کھڑی سلام کر رہی تھی

دیکھیں مجھے آپکے ہوٹل میں ایک روم چائے۔ شائستہ سے لہجے میں اُس نے یہاں آنے کا مقصد بیان کیا۔

ہممم اوکے میم مہربانی کر کے بتا دیں اپکو وی آئی پی روم چائے یا پبلک ----- شمائہ نے معذبانہ انداز میں استفسار کیا۔

ہمممم (سوچتے ہوئے کہا گیا) مجھے وی آئی پی روم چاہیے۔۔

"میم آپکا نام بتا دیں کاسٹلی"

شمائلہ نے پوچھا تھا۔

"رابیل۔۔۔۔۔ رابیل وسام بھی"

آواز میں ایک نرعب ساتھ جیسے وہ کچھ ٹھانے نکلی ہو۔

او کے میم آپ انتظار کریں۔۔۔۔۔

ٹھیک دس منٹ بعد مینیجر اسے اسکا کمرہ دکھا رہا تھا۔ اندر آتے ہی اس نے دروازے سے ٹیک لگا کر ایک لمبی سانس لی، پھر وہیں کھڑے کمرے کا جائزہ لیا، سینڈل اتار کر بے ترتیب ہی پڑے رہنے دیے، ڈوپٹہ کھولا اور بیڈ کی طرف اُچھالتے سست روئی سے چلتے بیڈ کے ساتھ زمین پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور بوجھل انداز میں گھٹنوں میں سر دے دیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ پھوٹ

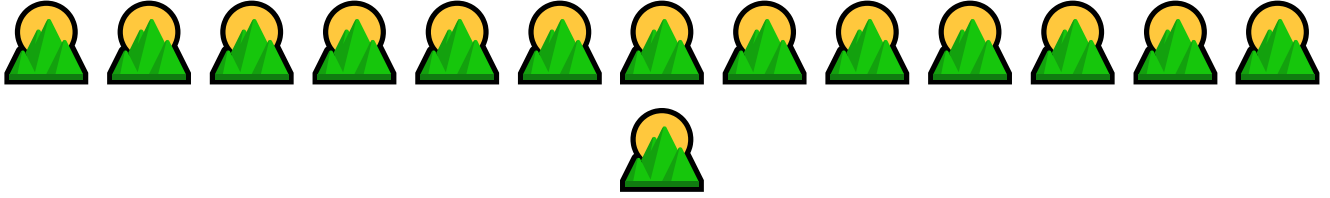
For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

پھوٹ کے رونا شروع ہو چکی تھی، اُس کے رونے کی آواز بڑھتے بڑھتے  
پورے کمرے میں گونجنے لگی اُس نے اپنی سسکیاں تک دبانے کی کوشش  
نہ کی کیوں کہ وہ بلند آواز میں چیخ چیخ کر رو کر اپنے اندر کا غبار نکالنا چاہتی  
تھی

جب وہ اچھے سے رو چکی تو آنسوؤں سے تر چہرہ بے دردی سے صاف کرتے  
اٹھی اور فریش ہونے واشرام چلی گئی۔۔۔ باہر آتے تولیہ سے ہاتھ صاف  
کرتے اس کے چہرے پہ وہی مغرورانہ اور فاتحانہ مسکراہٹ اُڈ آئی تھی۔

وہ اپنا سارا غبار نکال چکی تھی جو آنسو وہ اتنے دن سے سپینچ سپینچ کر رکھ رہی  
تھی۔ وہ بھی اب باہر آچکے تھے اور پھر اس نے اپنے بیگ سے ڈائری  
نکال کر لکھنا شروع کیا تھا۔



سلطانہ بیگم مسلسل وسام کو حکم دیے جا رہی تھیں اور وہ اب تک انکاری  
تھا۔ دادا صاحب لاؤنج میں داخل ہوئے وہ سب کی گفتگو سن چکے تھے۔  
طیش سے دھاڑے تھے۔

"یہ تماشا اب کتنے دن چلے گا سلطانہ۔۔۔۔۔ کیوں آڑی ہے اپنی ضد پر  
ہاں"

لیکن سلطانہ بیگم آج ڈری نہیں تھیں اور کہا۔

"وہ لڑکی اب یہاں نہیں رہے گی یہ طے ہے میری بہو اب عافیہ ہی بنے  
گی"

ان کی بات پر ایک وجود تھا جو آگے کو آیا تھا۔ سب لوگ ایک دم حیران  
ہوئے۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"امی جی بس کر دیں یہ سب!!! کب تک چلے گا یہ سب --- اپنے سبجل کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ آپ ساری عمر اپنی باقی برادری کی دیکھا دیکھی اپنی بہوؤں پر حکم چلانے کے چکر میں ظلم کرتی رہیں۔ یہ کب تک چلے گا۔۔۔۔ ہمارے خاندان میں اگر ہر جگہ دو شادیوں کا رواج ہے تو لازمی نہیں یہاں بھی ہو۔ ہماری بھی بہنیں ہیں نا۔ جو سبجل زمین کے ساتھ کیا اب وہ رابیل کے ساتھ اور پھر عافیہ کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔۔۔۔"

امی اولاد اپنی بھی غلط ہوتی ہے اگر وسام اس کے لئے بولتا تھا تو لازمی نہیں وہ جادو کرتی ہو۔۔۔۔ آپکا بیٹا سب سمجھ سکتا تھا نا۔۔۔۔ آپ ہمیشہ ان دونوں کو بانجھ بانجھ کہہ کر مارتی رہیں۔ لیکن امی کمی ان میں نہیں مجھ میں ہے۔ آپ بھی جانتی ہیں میں نے جب کہا میں علاج کرواؤں گا اپنے کہا بدن امی ہوگی خاموش رہ۔۔۔۔ میں ہو گیا نا چپ؟ لیکن آپ یہ سب کب ختم کریں گی۔

ساری زندگی آپ نے کہا فیض وسام تجھ سے پیارا ہے اچھا ہے دماغ والا ہے۔ بچپن سے میں یہی سوچتا رہا۔ اس سے اچھا بننے کی کوشش میں رہا۔ لیکن ---- آپ تو ماں ہیں نا امی؟ آپ تو بس کریں اب"

اور سب بس اسے دیکھ رہے تھے جو کبھی نا بولا تھا لیکن آج بولا تو سب کی آنکھیں کھول گیا تھا۔

ابھی یہ سب جاری تھا کہ چوکیدار اندر آیا اور دادا صاحب کو کہا۔

"پولیس آئی ہے چوہدری صاحب"

دادا صاحب نے اندر بلانے کا کہا تھا۔ آفیسر نے اندر آتے دادا صاحب کو سلام کیا اور پھر کانسٹیبل سے کہا۔

"دیکھو کون کون ہے اندر"

ایک منٹ بعد ہی وہ واپس آیا اور بولا۔

"سر جی خبر سچی ہے دلہن بھی ہے اور مولوی بھی"

یہ سنتے ہی آفیسر نے کہا۔

"گرفتار کر لو ان لوگوں کو"

راحیل صاحب آگے بڑھے اور کہا۔

"کیا ہم وجہ جاننے کے مجاز ہیں؟"

آفیسر نے کہنا شروع کیا تھا۔

"آپکی بہو نے بتایا ہے کہ اس کے شوہر کی دوسری شادی بنا اس کی

اجازت کے ہو رہی ہے۔ جہیز کم لانے کی وجہ سے اس کے ساتھ یہ ہو رہا

ہے۔ اب یا تو آپ سب کو گرفتار کر کے کا جائیں گے یا پھر یہ شادی

نہیں ہوگی جب تک وہ اجازت نہیں دیتی۔"

آفیسر کا کہنا تھا کہ سب سمجھ گئی۔ دادا صاحب نے کہا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"یہ شادی ہو بھی نہیں رہی اب آفسیر صاحب - اور بہو بھی ہماری ہے ہم  
لے آئیں گے۔ آپ فکر نا کریں"

یہ کہتے دادا صاحب نے ڈی آئی جی کو کال لگائی اور پولیس واپس بلانے کا  
کہا۔

اس سب میں یہ ہوا کہ سلطانہ بیگم پوری طرح ڈر چکی تھیں اور گاؤں والے  
بھی جان چکے تھے۔ کہ دوسری شادی کروانے پر ایک لڑکی نے اپنے حق  
کے لئے پولیس بلوالی تھی۔

بات یہ نہیں کہ دوسری شادی گناہ ہے۔ نہیں بالکل نہیں بات یہ تھی کہ  
وہ لوگ ایک کو تو فرجہ دیتے نہیں تھے دوسری کی بھی زندگی خراب - اب  
اس گاؤں میں یہ سب لازمی تھا۔ سلطانہ بیگم کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت  
لوگ ڈرے تھے۔



رابیل نے پولیس کسی کی گرفتاری کے لئے نہیں بلائی تھی۔ بلکہ اس لئے بلائی تھی کہ سب جان لیں قانون ہر کسی کے لیے موجود ہے۔ اسے استعمال کیسے کرنا ہے یہ لوگ آج پہلی بار جان پائے تھے۔

پولیس بھی جا چکیں تھی اور مولوی بھی۔ باقی سب کی اچھی خاصی بے عزتی بھی کو چکی تھی کہ وسام کو یاد آیا رابیل نہیں دکھ رہی۔ اور پھر ہر وہ کہیں دکھی بھی نہیں تھی۔

وسام رابیل کو ہر جگہ تلاش کر رہا تھا لیکن وہ ارد گرد کہیں بھی نہیں تھی۔ اسے تو سارے گاؤں کا پتا بھی نہیں تھا اور ابھی وہ مکمل ٹھیک بھی نہیں ہوئی تھی۔ اتنی سی دیر میں جانے کہاں چلی گئی تھی وہ۔ اتنے دن سے وہ سامنے تھی تو وسام کی ہمت نہیں بندھ رہی تھی کہ اس سے بات کر سکے اسے کچھ کہہ سکے کچھ بتا سکے کچھ سن سکے اور اب جب وہ نظروں سے دور تھی تو جیسے وسام کو سب اسی میں نظر آ رہا تھا ہزاروں باتیں آ رہی تھیں جو

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

اسے بتانی تھیں جو زمین تھیں۔ وسام کو اب سمجھ آ رہا تھا سب فیصلے خود  
 بخود ہو گئے تھے وہ جو سوچ رہا تھا کہ رابیل یا اس کے گھر والوں میں سے  
 کون ضروری ہے یہ کیسے پتا لگے گا۔ اسے اب سوچنا نہیں پڑا تھا۔ ہر چیز  
 کھل کر سامنے آ گئی تھی۔

کچھ دن سے وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے رابیل کے ساتھ جو کیا وہ کتنا غلط  
 تھا رابیل نے اسے کوئی سزا بھی نہیں دی تھی اس لئے خود کی سزا کے  
 طور پر وہ دور تھا کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ اس نے اپنے گھر والوں کے  
 خلاف نا کر شادی کی تھی۔ اب تک وہ یہی سوچتا رہا تھا کہ اس کی امی کی  
 مخالفت جائز تھی۔ اسے کبھی کبھی لگتا تھا کہ رابیل زیادہ بول گئی۔ پر اب  
 وہ سب سمجھ رہا تھا آج کا دن اسے سب بتا رہا تھا۔ جب رابیل نہیں ملی تو  
 اسے سلطانہ بیگم کے لفظ بھی چھبے تھے۔

"ہاں امیر لڑکا دیکھا تھا آگئی اب کوئی اور آگیا ہوگا نظر"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ان کی آواز میں تنفر تھا چہرے پر ایک سرور تھا کہ وہ جیت گئیں ہیں رابیل  
نہیں تھی لیکن وہ بھول گئی تھیں کہ شیرنی کبھی پیچھے نہیں ہٹتی پیچھے کو  
قدم بڑھاتی ہے تاکہ لمبی چھلانگ لگا سکے۔

وسام نے بلال کو کال کی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جتنا دماغ بلال میں  
ہے وہی مدد کر سکتا ہے۔ ابھی دو ہی گھنٹے ہوئے تھے اور وسام کی حالت  
پرانے عاشقوں جیسی تھی۔ وہ اتنی جلدی لاہور بھی نہیں جا سکتی تھی۔ تو پھر  
گئی کہاں۔ پولیس کو وہ بلانا نہیں چاہتا تھا۔

بلال نے پریشان حال وسام کو دیکھا تھا اور اسے رابیل کے نمبر پر کال  
کرنے کا کہا۔ وسام کو لگا تھا کہ اس کا نمبر بند ہوگا لیکن نہیں حیرات انگیز  
طور پر اس کا نیٹ تک آن تھا۔ واٹس لیپ پر بھی میسیجز جا رہے تھے۔

وسام نے اسے بہت سی کالز کی تھیں لیکن نا اسے اٹھانی تھی اور نا اٹھائی۔

وسام اور رابیل کی مثال اس گاڑی جیسی تھی جس میں پٹرول فل ہوتا ہے لیکن وہ پھر بھی دھکے سے چلتی ہے۔ اب یہ دھکا وسام کے دل، دماغ، گردے پھیپھڑے سب جگہ لگا تھا۔ اور وہ بس کسی طرح ایک پل میں رابیل کو ڈھونڈ لینا چاہتا تھا۔

بتاؤ، کب ملو گے تم؟

تمہیں اک پھول دینا ہے

کہ تم سے عہد لینا ہے

تمہیں ایمان کہنا ہے

تمہیں ہی دل ، تمہیں دھڑکن ، تمہیں ہی جان کہنا ہے جو جدا کرنے

کی ہیں سازش

انہیں اب بے جان کہنا ہے

! ہاں

تم سے بہت کچھ کہنا ہے

بتاؤ ؟

کیا محبت میں یہی اک پھول کافی ہے ؟ یا پھر تم چاند مانگو گے ؟

یا پھر میری جان مانگو گے ؟

جسم کا ساتھ مانگو گے ؟؟ بتاؤ ؟

کہاں ملو گے تم ؟

تمہیں اک پھول دینا ہے....

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ابھی وسام بلال کے ساتھ کھڑا دوسری طرف دیکھنے کا کہہ رہا تھا کہ ایک بچہ دوڑتا ہوا آیا۔

"بھائی بھائی ادھر ایک آنٹی کی لاش پڑی ہے کتے اوپر آرہے ہیں"

یہ سن کر وسام کا تو جیسے سارا خون نچوڑ گیا تھا۔ وہ چند قدم اس کی زندگی کا سب سے لمبا سفر تھا۔ ایک ایک قدم من من بھر بھاری ہو گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کبھی وہاں تک نہ پہنچے۔ کئی غلط خیال اسے ستا رہے تھے۔ وہاں پہنچے تو عورت کی لاش اوندھی پڑی تھی وسام کا دل اس کے حلق میں آیا تھا۔ آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی۔ دل میں دعا تھی اور ہمت تو جیسے جانے کہاں جا سوئی تھی۔ اس کی حالت دیکھ بلال آگے بڑھا اور عورت کا منہ اوپر کو کیا تھا۔ وہ رابیل نہیں تھی۔

دیکھتے ہی وسام کے منہ سے نکلا تھا۔

"یا اللہ تیرا شکر"

اس لاش کے پاس بیٹھ کر وہ کتنی دیر تک روتا رہا تھا۔ اس کے بعد پولیس کو بلا کر لاش ان کے حوالے کر وہ دوبارہ رابیل کو کال ملانے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ غائب ہوئی ہے صرف اس کی نظروں سے اوجھل۔ وہ چھپ گئی ہے تاکہ وہ اسے ڈھونڈے۔ رابیل کو پولیس نہیں وہ بس خود ہی ڈھونڈ سکتا تھا۔



وسام نے ایک بار پھر رابیل کو کال کیا تھا اور وہ جو ریسٹورنٹ میں بیٹھی مزے سے کھانا کھا رہی تھی۔ اپنا فون بچتا دیکھ زیر لب مسکرائی تھی اور فون پکڑ کر میسج ٹائپ کیا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"کتننا کام ہوا؟"

دوسری طرف بلال نے اس کا میسج دیکھ سامنے بیٹھے وسام کو دیکھا تھا جس کی اب بس ہو گئی تھی۔ وہ ہر جگہ صبح سے رابیل کو مارا مارا ڈھونڈ رہا تھا ہر جگہ تلاش کر چکا تھا۔ کئی آنسو بہہ چکے تھے اس کی حالت کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی ٹپ ٹپ سا وسام ہے اس وقت وہ واقعی اپنی لیلیٰ کا مجنوں لگ رہا تھا۔ بلال کو اس پر ترس آیا تھا۔ اور پلائی کیا۔

"کام تو کب کا ہو چکا اب تو لمٹ کر اس ہو رہی اپنے بھائی کی"

بلال کا میسج دیکھ رابیل نے ویٹر کو بلا کر بل دیا اور پھر روم کی طرف بڑھی۔ ابھی وہاں داخل ہی ہوئی تھی کہ دوبارہ فون بجا۔ وسام کا نام دیکھ ایک مسکراہٹ اس کے چہرے پر رینگتی تھی۔ لمبی سانس لی اور فون اٹھا لیا۔

"جی؟؟؟؟؟"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>



اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ وسام کو تو جیسے اس کی دنیا مل گئی۔ جو آواز وہ صبح سے کھوج رہا تھا وہ مل چکی تھی۔ اس کا فون اٹھانا تھا کہ وسام پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔ بنا کچھ بھی بولے بنا کوئی لفظ ادا کیے وہ رو رہا تھا چھوٹے بچوں کی طرح۔ جیسے کوئی بچہ کھو جائے اور پھر اسے ایک دم اپنا کوئی گھر والا دکھ جائے۔ وہ بھی وہی بچہ لگ رہا تھا۔ اس کا یہ حال دیکھ چند خاموش آنسو رابیل کی آنکھوں سے لڑکتے ہوئے باہر آئے تھے۔ لیکن ایک دم سے اسے بہت کچھ یاد آیا تھا۔

نہیں وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔ بالکل نہیں وہ خاموش پڑ ہی نہیں سکتی تھی اگر وہ اب کمزور ہو جاتی تو آگے بھی اس کی قسمت میں یہی لکھ دیا جاتا۔ کہ اس کے ساتھ برا کرو مارو رولاؤ اور پھر ایک معافی مانگ لو۔ نہیں میں فار گرانڈ نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔

"کچھ کہنا ہے آپ کو؟"

رابیل نے خود کو سخت کر کے کہا تھا۔

"بیلا کہاں ہو تم بتاؤ نا۔ کہاں چھپ گئی ہو"

وسام نے روتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ سے مطلب؟؟؟ آپ تو دوسری شادی کرنے والے ہیں نا۔۔۔ اب

میری کیا ضرورت"

رابیل نے دانستن یہ بات کی تھی۔ وسام دوسری شادی کا نام سن کر بھڑکا  
تھا۔

"یار بھاڑ میں گئی دوسری شادی۔۔ اور عافیہ بھی نہیں کر رہا میں کچھ پلیز

بتا دو نا کہاں ہو"

جو جملہ غصے سے شروع کیا تھا آخر میں ایک التجا در آئی تھی۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"ایسے کیسے بتا دوں؟؟؟ میری کچھ شرط۔۔۔۔"

ابھی وہ جملہ مکمل نہیں کر پائی تھی کہ وہ بولا۔

"سب منظور ہیں بیلا۔۔۔ سب۔۔۔ سب کچھ بس بتا دو کہاں ہو۔۔۔ میں

مر جاؤں گا بتا دو کہاں ہو"

اس کے الفاظ اور اس کی آواز رابیل کا دل پگھلا رہی تھیں لیکن وہ آج کمزور  
نہیں پڑ سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے سٹی روز ہوٹل آ جاؤ روم 56"

اسے جگہ بتا کر رابیل نے فون رکھا اور پھر اپنا حلیہ درست کیا تھا۔ وہ بھی تو  
رو رہی تھی تب سے وسام کے ساتھ۔۔۔۔ اسے اس کی قدر تب آئی تھی  
جب وہ دور جا رہی تھی۔۔ وہ جو کچھ کر چکا تھا اس کے بدلے یہ تو کچھ بھی  
نہیں تھا۔ جو نقصان وہ اٹھا چکے تھے وہ تو سب سے بڑا تھا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"وسام مجھ پر ہوتا تو میں کبھی تمہیں معاف نہ کرتی نہ تمہارے ساتھ کبھی رہتی لیکن یہ میرے پر نہیں ہے۔۔۔ میرے بابا نے بڑے مان سے اپنے بھائیوں کو کہا تھا میری بیٹی یہ شادی ایسے نبھائے گی کہ سب داد دو گے۔۔۔ میں انہیں جھٹلا نہیں سکتی۔۔ میں اجر گئی تو وہ بھی اجر جائیں گے۔ میں تمہارے ساتھ رہ کر تمہیں سہارا بنا کر دنیا کو ہراؤں گی"

رابیل نے دل میں کہا تھا۔



وسام کو ہوٹل کا نام پتا لگا تھا جیسے اسے کھویا ہوا خزانہ ملا تھا۔ وہ جتنی تیز چلا سکتا تھا چلا رہا تھا۔ وہ بس چاہتا تھا کہ وہ رابیل تک پہنچ جائے۔ یا بس کیسے بھی اڑ کر چلا جائے۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں اس کے پہنچنے سے پہلے وہ کہیں چلی نہ جائے۔ ہزاروں وسو سے اس کے دل میں تھے۔ وہاں پہنچ کر اس نے روم نمبر پرایا اور اس کا نام۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ایک ویٹر انہیں لے کر روم کے باہر گیا۔

دروازہ کھٹکھٹایا ہی تھا کہ رابیل نے کھول دیا۔ اور انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"میں آتا ہوں دس منٹ میں"

بلال یہ کہتے ہی باہر رک گیا اور وسام اندر کو آگیا۔

وسام اندر آیا تھا وہ اب بھی بالکل سپاٹ کھڑی تھی۔ بالکل خاموش اور ناراض سی۔ وسام آگے بڑھا تھا کیونکہ اس کے لئے تو آج جیسے صدیاں بیت گئیں تھیں وہ اسے گلے لگانا چاہتا تھا لیکن رابیل نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ وسام سامنے پڑے کاؤچ پر بیٹھا تھا اور رابیل اس کے بالکل سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بیٹھی تھی پوری شان سے۔ وسام جیسا

سوچ رہا تھا کہ وہ افسردہ سی روتی ہوئی آنسوؤں پر قابو پاتی نظر آئے گی ویسا کچھ نہیں ہوا تھا۔

اس لڑکی نے ہمیشہ اس کا الٹا کر دکھایا تھا جو باقی سب سوچتے تھے۔ وہ بازی بلٹنے میں ماہر تھی۔

"رابیل کیوں نکل آئی تم اپنے گھر سے۔۔۔ تم تو کہتی تھی کہ لڑائی ہو یا جھگڑا تم اپنا گھر اپنی جگہ نہیں چھوڑو گی۔ پھر کیوں بیلا"

وسام نے اس سے شکوہ کیا تھا۔ جو سب کر رابیل کے چہرے پر ایک تلخی آئی تھی۔

"مسٹر وسام یہ کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ وہ ظلم تھے جو میں نے اب تک دیکھے۔ مجھے پہلی ہی بار گھر سے نکل آنا چاہیے تھا تا شاید آج ہماری اولاد زندہ ہوتی۔ یہ نوبت آتی ہی نا اگر میں پہلے کوئی فیصلہ لے لیتی"

رابیل نے درشتی سے کہا تھا۔

"بیلا کونسی دادی چاہتی ہے کہ اس کی نسل ختم ہو"

وسام نے اپنی طرف سے بڑا ایویشنل ہو کر کہا تھا۔

"تمہاری امی!!!"

لیکن آگے رابیل تھی جو سیدھا جواب اس کے منہ پر مار چکی تھی۔

"اس دن ان کا ہاتھ نہیں جلا تھا وہ سب سوچا سمجھا تھا۔۔۔۔۔ اور تم

گدھوں کی طرح ان کی توقعات پر پورا اترتے گئے"

رابیل کے اس لقب پر وسام نے اسے گھورا تھا۔ لیکن وہ تو آج آئرن لیڈی

بنی بیٹھی تھی۔

"چلو بیلا گھر سب بھول کر"

وسام یہ کہتے کھڑا ہوا تھا لیکن رابیل نے اسے ہنس کر دیکھا تھا اور کہا۔

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

"کیا تمہیں اب بھی کوئی خوش فہمی ہے کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی؟  
جہاں میری اولاد قتل کی گئی۔ میرے سہاگ میں کسی اور عورت کو شریک  
کرنا چاہا وہاں دوبارہ قدم رکھنا میں گوارا کروں گی تمہیں لگتا ہے؟"  
وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔

"دوسری شادی کرنا گناہ نہیں ہوتا بیلا اسلام میں بھی ہے"  
وسام کی اس بات پر تو اس کا قہقہہ نکلا تھا اور بمشکل ہنسی روکتے کہا۔۔  
"جہاں ایک بیوی کو اس کے حقوق دیے نا جا سکیں۔ جہاں ایک بیوی کو  
بھی جانوروں کی طرح اپنی بہنوں اور ماں کے آگے ڈال دیا جائے۔ وہاں  
دوسری لانا ثواب بھی نہیں ہے جناب وسام احمد صاحب۔۔۔ تم نے  
میرے کتنے حقوق پورے کئے جو اگلی کے کرو گے؟ میری اولاد جس نے





رابیل آج پگھلنے کو تیار نہیں تھی۔

"بیلا اس بار سچ میں نبھاؤں گا"

وسام کے لہجے میں سچ دکھ رہا تھا۔ لیکن وہ رابیل تھی وہ بار بار رسک نہیں لیتی تھی۔

"وسام میری کچھ شرطیں ہیں وہ مان لو پھر ہی میں گھر جاؤں گی"

رابیل نے دو ٹوک کہا تھا۔

"قبول ہیں سب بیلا تن گھر چلو بس"

رابیل اس کی جلد بازی پر مسکرائی تھی۔ اور کہا

"پہلے سنو اور فیصلہ کرو"

وسام نے سر ہلایا تھا۔

"میں اب حویلی میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

رابیل نے کہا تو وہ حیران ہوا۔

"ابھی تو کیا تم نے کے گھر جاؤں گی"

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"وسام میں گھر جاؤں گی لیکن اپنے۔۔۔۔۔ مجھے اسلام آباد میں گھر چاہیے

جہاں تم اور میں رہیں بس۔۔۔۔۔ اب میں اس حویلی میں نہیں رہوں گی۔۔

تمہیں اگر میرا ساتھ چاہیے تو یہ شرط ماننی ہوگی ورنہ آج سے ہی تن اپنے

راستے اور میں اپنے"

وہ بڑے آرام سے سب کہہ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے لے دوں گا۔۔۔۔۔ اب تو چلو ساتھ"

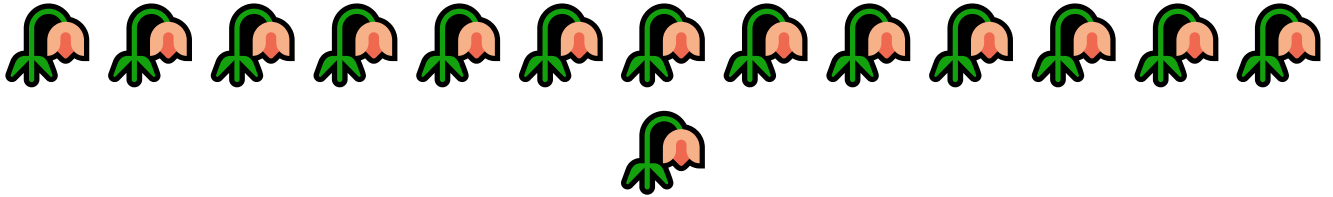
وسام نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا تھا۔

"لے دوں گا؟؟؟ نہیں ابھی اور اسی وقت چاہیئے۔۔ جاؤ ڈھونڈو پراپرٹی ڈیلر  
یہاں لاؤ وکیل بھی۔ وہ گھر آدھا آدھا ہم دونوں کے نام ہوگا۔۔ بنا دیکھے خریدنا  
پڑے تب بھی مجھے اعتراض نہیں لیکن میں اس ساری کاروائی سے پہلے  
پلوں گی بھی نہیں کیونکہ اب میں گھٹ گھٹ کر نہیں رہ سکتی"  
اب تو وسام چکرا ہی گیا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ اسے کہتا رہا کہ ابھی تو چلو لیکن  
وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔ مرتا کیا نا کرتا کے مصداق وہ اٹھا تھا اور بلال کو  
ساتھ لے کر نکل گیا۔

اسے نکلتا دیکھ رابیل نے سوچا تھا۔

"اپنے جیسا بدھو سمجھتا ہے مجھے یہ۔۔۔۔ یہاں سے کے جائے گا اور پھر دادا  
صاحب اور دادی کہیں گے کچھ پھر ہم تک جائیں گے کچھ عرصہ سب

ٹھیک ہوگا اور پھر سے یہی۔۔۔ بھول ہے تمہاری۔۔۔ امی آپ اپنے مقصد  
میں کامیاب ہوں گی۔۔ مجھے نکال کر گھر سے لیکن اپنے بیٹے سمیت"  
آخری جنگی سوچتے رابیل کو خود ہی ہنسی آئی تھی۔



"ہائے امی جی!!!! میں لٹ گئی برباد ہو گئی"

سلطانہ بیگم اپنی جیت کے سرور میں مدہوش بیٹھی تھیں کہ فائزہ روتی ہوئی  
آئی۔ ہچکیوں سے روتے وہ مسلسل چلائے جا رہی تھی۔ کچھ بھی بتانے کو  
تیار نہیں تھی۔ بالآخر عطیہ بیگم نے اس کے سسرال کال لگائی تو آگے  
سے جو بات پتا لگی وہ حیران ہی رہ گئیں۔

"دسوامی جی --- کیوں رو رہی اے فائزہ"

سلطانہ بیگم کی آواز میں ایک ڈر تھا۔

"شہاب نے دوسری شادی کر لی ہے۔۔۔۔ بیٹے کے لئے۔ فائزہ کو نکالا

نہیں ہے خود آئی ہے"

یہ بات سب کر سلطانہ بیگم ڈھے گئیں تھیں۔ آج تک جو چال وہ دوسروں کی بیٹیوں کے لئے چلتی آئیں تھیں وہ آج ان پر ہی پڑ گئی تھی۔ وہ تو بھول گئیں تھیں کہ ان کی بیٹیاں بھی اسی برادری میں بیاہی ہیں جو قانون ان کے گھر میں ہے وہ وہاں بھی ہوگا۔۔۔۔ انہوں نے کبھی کسی بھی بیٹی کو نہیں کہا تھا کہ شوہر کے ساتھ بنا کے رکھو کبھی نہیں کہا کہ اچھے سے رہو تاکہ یہ نوبت نا آئے۔ یک دم پچھتاوے کی لینٹ ان کے سر پر لگی تھی۔ یہ تو سب الٹا ہو گیا تھا۔ کون رابیل کہاں کی رابیل اب انہیں

تو بس یہی یاد تھا کہ ان کی بیٹی پر سوتن آچکی ہے۔ سجدہ کی طرف رخ کیا اور کہا۔

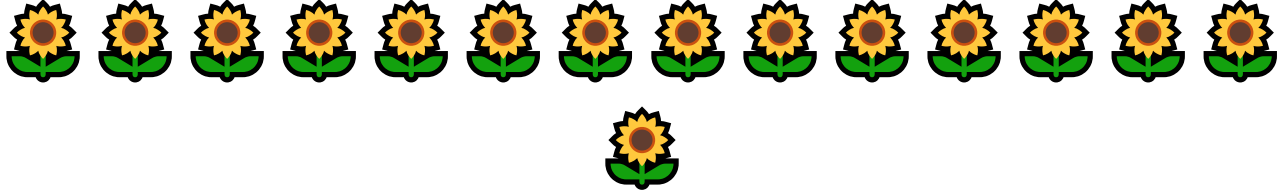
"اپنے گھر جا۔۔۔ اپنی اولاد پر دھیان دے اپنی ساس اپنے شوہر پر"

سجدہ اور کچھ کہنے لگی تھی۔ لیکن وہ چلائیں۔

"جا اپنے گھر اس تو پہلے کے تیرا شوہر بھی دوسری شادی کر لے۔ دفع ہو جا

--"

سجدہ جا چکی تھی اور فائزہ کے رونے کی آواز گونج رہی تھی۔ سلطانہ بیگم کو سب یاد آ رہا تھا۔ سجدہ کا بیاہ کر آنا پھر زمین کو لانا اس کے رابیل کا انا اور سب۔۔۔ ان کی نظر سامنے بیٹھی اپنی تیسری بیٹی کر گئی اور وحشت سے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔



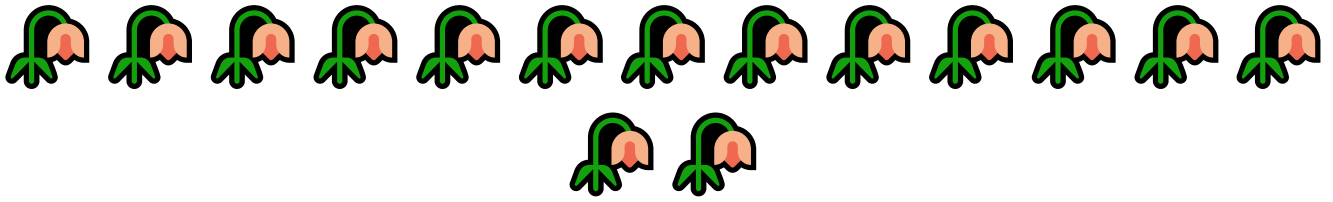
وسام پراپرٹی ڈیلر اور وکیل کو لے کر آگیا تھا اور خوش قسمتی سے پراپرٹی ڈیلر کا خود کا گھر اسلام آباد میں تھا جو اسے بیچنا تھا۔ یہ ڈیفنس میں ایک کنال کی کوٹھی تھی۔ جو حویلی کے حساب سے تو چھوٹی تھی لیکن رابیل کے لئے بہت تھی۔ تصویریں دیکھتے ہی رابیل نے سن کر دیا۔ کچھ پیسے کو ابھی دینے تھے۔ اس نے اپنا پرس چیک کیا تو اسے اپنا کریڈٹ کارڈ نا ملا۔

تبھی رابیل کو کچھ یاد آیا اور اپنے پرس سے اس کا کارڈ نکال کر پکڑایا تھا۔ وسام نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا اور وہ کندھے آچکا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ وکیل صاحب سے بھی بات ہو چکی تھی۔ اور ایک دن بعد وہ شفٹ ہو سکتے تھے۔



وسام کو ایک دم یاد آیا کہ اسے ایک ملٹی نیشنل فرم سے آفر آئی تھی اسلام آباد میں کام کرنے کی جو ابھی بھی پینڈنگ پر تھی۔ وسام نے فوراً فون نکالا اور انہیں ہاں کر دی۔

سب ہو چکا تھا۔ جیسا جیسا رابیل نے چاہا تھا بالکل ویسا ہی ہو رہا تھا۔



وہ دونوں راستے میں تھے بلال بھی ساتھ تھا جب وسام گاڑی سے کچھ کھانے کے لئے لینے اترے۔ بلاک نے کہا۔

"واہ اب ان کا بیٹا کے اڑی لڑکی کمال کیا"

رابیل نے سر اٹھایا اور بولی۔ "بھائی یہ ایسا ویسا کسی بدلے کے لئے نہیں تھا۔ نا میں ان سے یا سب سے وسام کو علیحدہ کرنے کا سوچا تھا کبھی۔ لیکن وہاں رہ کر ہماری زندگی نارمل نا ہو پاتی کبھی بھی۔۔ نا میں اپنی اولاد کو

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

ویسا بنا پاتی جیسا میں چاہتی ہوں --- ہمارے گھر کے علاوہ بھی وہاں اب تک یہی سب ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ اگر کل کو میرے بیٹے ہوں تو وہ ایسے ہوں کہ عورت کو عورت نا سمجھیں بیٹی ہو تو وہ خود کو ہمیشہ کنیز تصور کرتی رہے۔۔۔۔ میں اپنے بچوں کو انسان بنانا چاہتی ہوں۔۔ میں چاہتی ہوں کہ مرد کچھ بھی کر سکتا ہے اور عورت سانس تک نہیں لے سکتی والی رولیت توڑ دوں۔ میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ میری آنے والی نسل کا مرد ایک لٹونا بنے بلکہ اسے پتا ہو کہ ماں اور بیوی دو الگ انسان ہیں اور دونوں کا رشتہ بھی الگ ہے اس میں مقابلہ نہیں۔ ڈٹ جانا کیا ہوتا ہے وہ سکھانا چاہتیں ہوں۔۔۔۔

میں چاہتی تو سب چھوڑ چھاڑ کر چلی جاتی لیکن بلال بھائی مجھے آج بھی وہ منظر یاد ہے۔ جب بابا نے ہماری شادی طے کی تھی اور سارے ددھیال والوں نے میرے بابا سے کہا تھا کہ پسند کی شادیاں نہیں چلتی۔ تمہاری

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

بیٹی کی تو اتنی زبان ہے یہ کیسے رشتہ چلائے گی۔ ہمارے ولیمے والے دن  
بھی کئی لوگوں نے کہا تھا کہ یہ لڑکی لبرل ہے یہ گھر نہیں بسا سکتی۔۔۔  
بلال بھائی مجھے ان سب کو غلط ثابت کرنا تھا۔۔ لازمی نہیں کہ لڑکی اگر  
پڑھی لکھی ہے آپ ے لئے بولنا جانتی ہے تو وہ گھر نہیں بسا سکتی۔۔۔  
بلال بھائی وقت ان سب کو جواب دے گا"



پچیس سال بعد:

"اے لیلی!!! ذرا ادھر تو آ... کہاں جا رہی ہے"

ایک تیز بانگ والا مسلسل اس کے پیچھے تھا۔ وہ جو یونیورسٹی سے نکل کر جا رہی تھی۔ گاڑی خراب ہونے کے باعث آج پیدل نکل پڑی تھی اب وہ بندہ اسے زچ کر رہا تھا۔

اسے خاموش دیکھ موٹر سائیکل سوار اترا اور اس کا ہاتھ پکڑا۔ جیسے ہے اسے چھوا اس لڑکی نے باڈی سپرے اس کے آنکھوں میں ڈالا تھا۔ وہ تو جیسے اندھا ہی ہو گیا تھا۔ جون جولائی کی گرمی کی تپتی زمین پر اندھی آنکھوں کے ساتھ تڑپ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ لڑکی اسے مسلسل مار رہی تھی۔

کئی لوگ اکٹھے ہو گئے تھے اور اس آدمی کو مار کھاتا دیکھ رہے تھے۔ تبھی پولیس آگئی اور اس آدمی جو پولیس اسٹیشن کے گئی اور ایک آفیسر لڑکی کے پاس آیا۔

"میم کیا آپ کمپلینٹ لکھوانا چاہتی ہیں؟"

اس نے تو بس پوچھنے کو سوال کیا تھا لیکن وہ بولی -

"ہاں بالکل ضرور چلیں پولیس اسٹیشن"

وہ تو حیران ہی رہ گیا تھا۔ لڑکیاں جہاں اپنے ساتھ ہوا جرم ایسے چھپاتی ہیں جیسے وہ خود قصوروار ہوں وہاں یہ لڑکی ایک لڑکے پر چھیڑنے پر ہی رپورٹ کروانے آرہی تھی - اپنے باپ کا نمبر دیتے کی انہیں بلا لیں وہ رکشہ لے چکی تھی -

وسام بھاگتا ہوا پولیس اسٹیشن آیا تھا جہاں سے اسے کال آئی تھی اور سامنے کی اس کی بیٹی ماہ روش وسام احمد کھڑی کمپلیٹ لکھوا رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی اس کے سینے سے لگی اور ایک آنسو نکل کر وسام کے کوٹ میں پیوست ہوا۔ وسام کو پچیس سال پہلے کا منظر یاد آیا تھا جب ایسے ہی رابیل

بھی ایک آدمی کو اچھا خاصا نانی یاد کروانے کے بعد اس کے سینے سے لگی  
تھی ۔



"کوئی ہے --- بچاؤ مجھے یہ --- یہ نہیں چھوڑے گا مجھے"

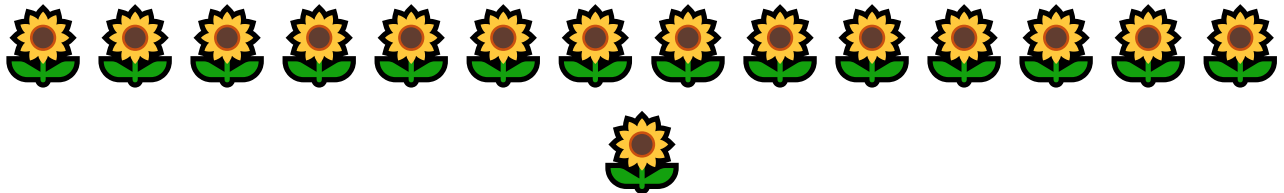
ایک لڑکی ننگے پاؤں بھاگ رہی تھی اور اس کے پیچھے کوئی بزنس میں کی اولاد  
لگی تھی۔ وہ آگے بڑھ کر اس لڑکی کا ڈوپٹہ اتارنے ہی والا تھا کہ ایک ہاتھ  
آگے بڑھا۔ اور وہ لڑکا پیچھے کو جا گرا۔

اس کے بعد ایک گھونسلوں اور لاتوں کا سلسلہ تھا جو شروع ہو چکا تھا۔

"تجھے پتا نہیں میں ہوں کون کتنا بڑا بزنس مین ہے میرا باپ"

لڑکا مار کھا رہا تھا اور بول رہا تھا۔ تب تک پولیس آگئی اور لڑکی نے سارا واقعہ بتایا۔ مارنے والے لڑکے اور مار کھانے والے لڑکے دونوں سے ان کے گھر کے نمبر لیتے پولیس آفسر آگے کو بڑھا تھا۔

ابھی وسام ماہ روش کے ساتھ گاڑی میں تھا کہ ایک اور کال آئی۔ وہ دوسرے پولیس اسٹیشن پہنچا تو وہاں کعب وسام بھیڑی بڑے طنطنہ سے کھڑا بتا رہا تھا کہ دوسرا لڑکا جیسے اس لڑکی کے ساتھ غلط کرنے جا رہا تھا۔ تبھی وسام کو رابیل یاد آئی تھی جو پچیس سال پہلے ایسے ہی اس کے گھر کی عورتوں کو تحفظ دیتی ان کے لئے لڑتی تھی۔



"آج وسام آ رہا ہے بچوں اور رابیل کے ساتھ"

For more amazing urdu novels visit our website

<https://novelnagri.com/>

عطیہ بیگم نے دادا صاحب کو بتایا جو اب عمر کے آخری حصے میں تھے لیکن چاک و چوبند تھے۔

وسام رابیل کے ساتھ اسلام آباد چلا گیا تھا لیکن وہ لوگ سب سے الگ نہیں ہوئے تھے وہ سب کے ساتھ تھے۔ ہر موقع پر آتے جاتے تھے لیکن وہاں رابیل نے اپنی گھرستی بنا رکھی تھی۔ حویلی میں اب عطیہ بیگم کا نام چلتا تھا۔ سلطانہ بیگم کو بھی سب سننا پڑتا تھا۔ فائزہ اب سوتن کے ساتھ زندگی جی رہی تھی۔ جبکہ سجدہ کی ساس اور شوہر اب بھی اس سے زیادہ ٹھیک سے بات نہیں کرتے تھے۔ پہلے کی گئی بدتمیزیاں اور گھرنا رہنا ہر چیز سے دوری انہیں سب یاد تھا۔ تیسری کی بھی شادی ہو چکی تھی سسرال بھی اچھا تھا لیکن وہ لوگ اسے یہاں آنے نہیں دیتے تھے۔



فیض نے اپنا علاج شہر کے ڈاکٹر سے کروایا تھا۔ اور آج سبیل کی پندرہ سال کی اور نرین کی تیرہ سال کی بیٹی تھی۔ دونوں خوش تھیں کہ اللہ نے انہیں اولاد تو دین فیض کی بھی اپنی بیٹیوں میں جان تھی۔

بلال کی شادی رابیل کی ہی دوست نور سے ہوئی تھی اور ان کے تین بچے تھے۔

سلطانہ بیگم اب خاموش تھیں وقت نے انہیں کافی کچھ سمجھایا تھا لیکن آج تک انا کئے کسی سے معافی نہیں مانگ سکی تھیں۔ رابیل وسام ہر عید شب برات خوشی غمی کے موقع پر آتے تھے شادیوں پر بھی موجود ہوتے تھے۔ گاؤں کے ہر گھر کی خواہش ماہ روش وسام احمد تھی اور ہر لڑکی کا خواب کعب وسام بھٹی تھا۔

باسط کی شادی ہوئے بھی عرصہ بیت چکا تھا۔ حیات صاحب انتقال کر چکے تھے۔ رفعت بیگم اب ایک اچھی ساس اور دادی تھیں۔ وسام اور رابیل کی مثال پورے گاؤں میں چلتی تھی محبت ہو تو ایسی۔۔۔۔ انہوں نے ثابت کیا کہ ایک گاؤں کا لڑکا اور شہر کی لڑکی بھی محبت کر سکتے ہیں اور شادی بھی۔ ان کی شادی کامیاب بھی ہوتی ہے بس دونوں کو اپنی اپنی ذمہ داری نبھانی چاہیے۔

سب لوگ اکٹھے تھے کیونکہ عید کرنے وسام اور رابیل آرہے تھے۔ گاڑیوں کی آواز پر عطیہ بیگم باہر کو گئیں وہاں رابیل کھڑی مسکرا رہی تھی اور ساتھ اس کے بچے بھی اسی کی سی شان سے کھڑے تھے۔ عطیہ بیگم نے اس کے گلے لگتے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"تو کامیاب ہو ہی گئی تم"

رابیل مسکرائی تھی اور اپنی اولاد اور وسام کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہو ہی گئی میں کامیاب دادی"